157

خدا بخش لائبریری

جرنل

۵۰

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ

NOT TO BE ISSUED

تماہی

خدابخش لائبریری

جرنل

پٹنہ

Khuda Bakhsh Library
Acc. No. 58123
Date 24.7.91

۵۰

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری

رجسٹریشن نمبر: ۲۳۴۳۳/۷۷ قیمت فی شمارہ: پچیس روپے
شمارہ: پچاسواں سالانہ: ۱۰۰ روپے (بند)
قیمت: پچیس روپے ۲۰ ڈالر (ایشیا) ۳۰ ڈالر (یورپ) ۴۰ ڈالر (امریکہ)
۱۹۸۹ء

فہرست

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی پہلی تصنیف: پنڈت مدن موہن مالویہ: حالات زندگی — ادارہ — ایک
اردو میں ترکی الفاظ — ڈاکٹر بریری ترک — ۳۳
ذاکر صاحب کی شخصیت میری نظر میں — پروفیسر محمد شیر خاں — ۶۳
ڈاکٹر ذاکر حسین سے میری چند ملاقاتیں — ڈاکٹر سید اقبال حسین — ۱۱۹
ذاکر صاحب: انگریزی مخزن و انوار جاں پرور — جناب محمد امین احمد — ۱۲۰
ذاکر صاحب: کچھ یادیں — جناب شہاب الدین دسنوی — ۱۳۹
ذاکر صاحب: چند یادیں — پروفیسر شیخ عطا الرحمٰن عطا کاکوی — ۱۳۹
خدا بخش لائبریری کے چند اہم مخطوطات — ڈاکٹر عتیق الرحمٰن — ۱۵۱
القانون فی الطب کے گمشدہ مشمولات کی تلاش — حکیم سید محمد حسنی نگرامی — ۱۵۷
مخزن فارسی ہند بعد از دکنر قبال — جناب رئیس احمد نعمانی — ۱۶۰

انگریزی حصہ:

اسلام اور مسلمان عہد وسطیٰ کے سپاہی — پروفیسر سید حسن عسکری — ۱۲۵-۱

مصطفیٰ کمال پاشا نے عربی آرٹ پریس اردو بازار کتب مخطوطات، ان میں بھیجوا کر خدا بخش لائبریری سے شائع کیا۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی کی بھی تصنیف

پنڈت مدن موہن مالویہ

حالات زندگی

پیشگفتار

پنڈت مدن موہن مالویہ کا تحریک آزادی کے کارکنوں میں بڑا درجہ ہے۔ سیاست میں کانگریس اور ہندو مہاسبھا کے ساتھ ان کا نام ہماری تاریخ کا جزو بن چکا ہے۔ اسی طرح تعلیمی میدان میں بھی بنارس ہندو یونیورسٹی کے سرخیل کی حیثیت سے ان کا بڑا مقام ہے۔

مالویہ جی ۲۵ دسمبر ۱۸۶۱ء کو الہ آباد میں پیدا ہوئے، یہ چار بار کانگریس کے صدر رہے، ۱۹۰۹ء، ۱۹۱۸ء، ۱۹۳۲ء اور ۱۹۳۳ء۔ جس سال مسلم لیگ قائم ہوئی اسی سال یعنی ۱۹۰۶ء میں انھوں نے ہندو مہاسبھا قائم کی لیکن ان کا اصل کارنامہ ۱۹۱۶ء میں بنارس ہندو یونیورسٹی کا قیام ہے جس کے لیے یونیورسٹی ایکٹ پہلی اکتوبر ۱۹۱۵ء کو پاس ہوا اور جس نے یکم اکتوبر ۱۹۱۷ء سے کام شروع کر دیا اور ۱۲ دسمبر ۱۹۲۱ء سے باضابطگی کے ساتھ اپنی تجارت میں مشغول ہو گئی۔ اس یونیورسٹی کے لیے انھوں نے ۱۹۱۱ء سے جد و جہد شروع کی تھی اور ۱۹۱۵ء تک اپنی پرخلوص جد و جہد سے ۳۵ لاکھ روپیہ اکٹھا کر لیا تھا۔ یونیورسٹی نے اپنے بانی کے احسان کو یاد رکھا اور پنڈت مدن موہن مالویہ ۱۹۲۱ء ۔ ۱۹۴۶ء تک اس کے شیخ الجامعہ رہے۔

مالویہ جی کی عظمت مذہب کے ساتھ ان کی زبردست وابستگی میں پوشیدہ تھی۔ مذہب انھیں ہر حال میں محبوب تھا۔ سی۔ ایف۔ اینڈریوز (C.F.Andrews) کے الفاظ میں:

"More, perhaps, than any other national leader of the present generation, Pundit Madan Mohan Malaviya has stood out for Hindu orthodoxy in its most binding religious form. This scrupulous exactness of religious observance had made him undergo incredible hardships in the name of his religion which

he holds so dear. In his extreme Hindu outlook lies the main difference betweeen himself and every other leader of first rank in Indian politics to-day. I do not know any outstanding personality who carries his orthodoxy as far as Malaviya. He is conservative to the last degree in everything where Hinduism is concerned, while at the same time in national affairs he is in many respects an advanced thinker. For this reason a conflict is always going on within, between his Hindu orthodoxy and his Indian Nationalism. Divided loyalties tear him asunder; but whenever it comes to a tug of war, Hinduism wins. More and more, as he has grown older, Hindu loyalty has prevailed and Indian Nationalism, as such, has tended to recede into the background".

(Great Men of India,Ed. by L.F.Rushbrook Williams, Delhi, 1985, p. 247.)

لیکن بسا اوقات مالویہ جی نے اپنی اس کٹر ہندو ہیئت کو حب الوطنی پر قربان بھی کیا ہے۔ سی۔ ایف اینڈریوز نے لکھا ہے:

"In certain sudden emergencies, when the call of his country came to him with compelling force, he was ready to throw even his own strict Hindu orthodoxy aside and take steps which led him into forbidden paths". (Ibid. p. 249)

مالویہ جی نے مختلف ہفتہ وار اور روزنامے ہندی اور انگریزی میں نکالے اور مشہور اخبار ہندوستان ٹائمز میں ۱۹۲۴ء سے ۱۹۴۶ء کے طویل عرصہ تک اس کے بورڈ آف ڈائریکٹرس کے چیئرمین رہے۔

انیسویں صدی کے اواخر میں یوپی میں کورٹ کچہری کی زبان فارسی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی۔ مالویہ جی نے دیوناگری رسم الخط کیلئے تحریک چلائی جس کے نتیجہ میں بالآخر ۱۸۹۸ء میں گورنر انڈیا نے اس مطالبہ کو تسلیم کرلیا۔ مالویہ جی نے اردو کی کبھی مخالفت نہیں کی بلکہ وہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ جو شخص ہندی جانتا ہے اسے اردو اور انگریزی بھی ضرور سیکھنا چاہئے۔ خود انھوں نے اپنے بیٹے گوبند کو (جب باپ اور بیٹا دونوں جیل میں تھے) اردو سکھلائی۔ مالویہ جی کی تقریریں ایسی زبان میں ہوا کرتی تھیں جسے ہندی یا اردو کسی بھی زبان کا جاننے والا بآسانی سمجھ لیتا تھا۔

اعلیٰ پایہ کے انشاپرداز، بلند پایہ کے مفکر سید ابوالاعلیٰ مودودی سابق حیدرآباد اور حال مقام مہاراشٹر کے ایک شہر اورنگ آباد میں ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء کو پیدا ہوئے۔ لکھتے ہیں:۔

"میں نے ۱۹۰۳ء میں اورنگ آباد کے مقام پر ایک ایسے خاندان میں آنکھ کھولی جو عہد برطانیہ کی ہندوستانی تہذیب کی طرز زندگی اختیار کرنے میں پیش پیش تھا۔ علی گڑھ کالج کے قیام سے کچھ عرصہ پہلے سرسید احمد خاں نے ایک مدرسۃ العلوم

قائم کیا تھا۔ میرے والد مرحوم اس مدرسہ کے اوّلین طلبا میں سے ایک تھے، اور وہ قدرتی طور پر سرسیّد کی تحریک سے بہت متاثر تھے۔ لیکن ۱۹۰۱ء اور ۱۹۰۳ء کے درمیانی وقفہ میں ان کے اندر یہ احساس پیدا ہوا کہ اس مغربی تعلیم نے ان کی زندگی کو اسلام کے راستے سے ہٹا دیا ہے۔ اس احساس کی بدولت ان میں ایک عظیم انقلاب رونما ہوا۔ وہ اب مغربی تہذیب اور اس کی اخلاقی قدروں سے سخت متنفر ہو گئے تھے۔

... میرے خاندان کے متعلق دوسری قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ۱۸۵۷ء کے ہنگاموں میں اس خاندان کو سخت دشواریوں اور آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ انگریزوں کے تشدد نے اس خاندان کے افراد میں انگریزوں کے خلاف شدید جذبۂ نفرت پیدا کر دیا تھا۔ اسی رد عمل کے تحت والدِ مرحوم انگریزی وضع قطع کو پسند نہیں کرتے تھے چنانچہ اس ماحول میں پروان چڑھنے کے باعث میرے دل میں انگریزی طرز معاشرت کی طرف کبھی میلان پیدا نہیں ہوا۔ والدِ مرحوم میری تربیت پر خصوصی توجہ دیا کرتے تھے۔ وہ میری زبان اور اخلاق کو معیاری، ستھرا اور پاکیزہ بنانے کی انتھک کوشش کرتے تھے۔ وہ راتوں کو مجھے پیغمبروں کے قصے، تاریخ اسلام اور تاریخ ہند کے واقعات اور سیرتِ اکبر کی کہانیاں سنایا کرتے تھے... میں نے گھر پر عربی پڑھی، اسکولوں اور کالجوں میں مختلف علوم زیرِ مطالعہ رہے۔ انگریزی زبان میں استعداد تعلیمی دور کے بعد حاصل کی۔ طالب علمی کے زمانہ کا مجھے کوئی خاص واقعہ یاد نہیں۔ میں ایک اوسط درجہ کا طالب علم تھا۔ اور میرے ہم جماعتوں نے کبھی بھی مستقبل کا کوئی حسین خاکہ نہیں بنایا۔ البتہ اس دور میں مجھے یہ احساس ضرور ہو گیا تھا کہ مجھ میں لکھنے کی صلاحیت موجود ہے۔

جب میں کالج کی تعلیم سے فارغ ہوا تو اس وقت میری عمر سولہ سترہ سال کی تھی۔ اس کے بعد میں نے آوارہ خوانی شروع کی۔ جو کچھ ملا پڑھ ڈالا۔ ہر موضوع اور ہر عنوان پر ہر قسم کی کتابیں پڑھیں۔ اس آوارہ خوانی کا نہایت خطرناک نتیجہ برآمد ہوا۔ خدا اور آخرت پر سے یقین اٹھتا چلا گیا۔ نتیجۃً دار و ثواب سے ایمان و یقین کی بنیادیں منہدم ہو گئیں۔ خدا کا وجود سمجھ میں نہ آتا تھا۔ تمام دینی عقائد لغو اور غیر منطقی نظر آتے تھے۔ ایک ڈیڑھ سال یہی کیفیت رہی۔

نتیجۃً تذبذب کی یہ کیفیت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہی۔ عربی زبان پر خاصا عبور حاصل تھا۔ میں نے قرآن اور حدیث کا براہ راست مطالعہ شروع کیا۔ حقائق و معارف کھلتے چلے گئے۔ بے یقینی کا غبار دھلتا چلا گیا۔ میں نے دوسرے ادیان کی کتابوں کا مطالعہ کر رکھا تھا۔ ادیان کے تقابلی مطالعہ نے مجھے ایک گونہ اطمینان عطا کیا۔ دراصل اب میں نے اسلام کو سوچ سمجھ کر قبول کیا تھا۔ مجھے اس کی حقانیت پر کامل یقین تھا۔

مولانا کی صحافتی زندگی کا آغاز جمعیت العلماء ہند کے اخبار "الجمعیت" کی ایڈیٹری سے ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی۔ ۱۹۲۶ء میں ایک مسلمان نے مشہور آریہ سماجی سوامی شردھانند کو قتل کر دیا جس پر ہندوؤں نے اسلامی تعلیمات کو مورد الزام ٹھہرایا۔ اس کی تردید میں مولانا نے "الجہاد فی الاسلام" کتاب لکھی اور اسی کتاب سے علمی دنیا میں آپ متعارف ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں آپ "الجمعیت" سے الگ ہو کر حیدرآباد چلے گئے جہاں حکومت آصفیہ کی تاریخ لکھی۔ پھر ۱۹۳۳ء میں آپ نے حیدرآباد سے ایک ماہوار مجلہ "ترجمان القرآن" جاری کیا جو لاہور سے شائع ہوتا ہے۔

(۴) قیام پاکستان کے بعد مولانا لاہور چلے آئے اور اسی شہر کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنا لیا۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں لاہور میں گڑبڑ ہوئی تو مارشل لاء نافذ کر دیا گیا اور دیگر علماء کے ساتھ آپ کو بھی گرفتار کر لیا گیا اور سزائے موت مقرر کی گئی۔ مگر بعد میں رہا کر دیئے گئے۔ ایوب حکومت کے قیام کے بعد بھی آپ کئی مرتبہ گرفتار ہوئے۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء کو انتقال ہوا۔

مولانا اپنی دینی بصیرت اور اپنے افکار کے لیے تو ایک بڑے حلقہ میں مشہور ہیں ہی، لیکن خود اردو نثر کی تاریخ میں بھی ان کا مقام محفوظ ہے اور بعضے تو انھیں ایک صاحب طرز ادیب بھی مانتے ہیں۔

یہ دلچسپ بات ہے کہ آگے چل کر دو بڑی ہندو جماعتوں سے وابستہ ہو گئے اور مولانا مودودی نے جماعت اسلامی کی بنیاد ڈالی۔

○

ہشت مدن موہن مالویہ کے حالات زندگی پر مولانا مودودی کی تصنیف "حالات زندگی: آنریبل پنڈت مدن موہن مالویہ آف الہ آباد" کی پہلی تصنیف ہے۔ اس بات کا انکشاف حکیم حبیب خاں شہاب ایسوسی ایٹ لائبریرین رضا لائبریری رامپور نے اپنے ایک مختصر مقالہ "پنڈت مدن موہن مالویہ کی سوانح" میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"البیرونی نے ۱۰۳۰ء سے قبل ہندوستان کی توصیف و تقدیس بیان کرتے ہوئے ہندوستانیوں کے بارے میں لکھا تھا: "یہ لوگ حق و خود فہمی کے لاعلاج مرض میں مبتلا ہیں۔ اونچ نیچ چھوت چھات، طبقاتی کشمکش کا شکار ہیں۔ اپنے ذات اور اپنے فرقے کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ بیرونی دنیا کے بارے میں ان کی معلومات بے حد محدود ہیں سمندر پار سفر کرنا ان کے یہاں گناہ ہے۔ اگر یہ لوگ ان خامیوں کی اصلاح کر لیں تو اپنے بزرگوں کی طرح دنیا میں نام روشن کر سکتے ہیں۔ ان کے بعد جو نئے علمی کارنامے ہمارے سامنے ہیں ایسے نہیں تھے

البیرونی نے ہزار سال قبل جن امراض کی نشاندہی کی تھی۔ ہندوستانیوں نے ان کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ جس کے نتیجہ میں بیرونی طاقتیں ہندوستان پر یلغار کرتی رہیں

اور فتح یاب ہوتی رہیں۔ اور انگریزوں نے انتہائی قلیل تعداد میں ہوتے ہوئے ایک لمبے عرصہ تک ہندوستانیوں کو اپنا غلام بنائے رکھا جس کے خلاف محب وطن ہندوستانیوں کو اپنے پورے وسائل کے ساتھ ایک طویل جنگ آزادی لڑنا پڑی۔ اس جنگ میں مختلف موڑ اور نشیب و فراز آئے۔ مختلف خیال لوگوں نے اپنے اپنے طریقے سے اس جنگ میں حصّہ لیا۔ اور اپنے مطمح نظر سے اس کی داستان تحریر کی، ہندوستان میں کانگریس پارٹی کی تشکیل اور اس میں مولانا محمد علی جوہر و گاندھی جی کی شمولیت ایک تاریخی واقعہ ہے۔ ان دونوں لیڈروں نے اس بات کو محسوس کیا کہ انگریزوں پر فتح حاصل کرنے کے لیے ہندوستانی قوم میں سیاسی شعور اور حب الوطنی کے ساتھ ساتھ ہندو مسلم اتحاد بھی اشد ضروری ہے۔ اتفاق سے اسی دوران مسئلہ بقائے خلافت عالم اسلام کو درپیش ہوا۔ جو ایک خالص مذہبی مسئلہ اور مسلمانوں سے متعلق مسئلہ تھا۔ اس کے سلسلہ میں ہندوستانی مسلمان بہت پرجوش تھے۔ یہ گاندھی جی کی سیاسی بصیرت تھی کہ انہوں نے اس مسئلہ میں مسلمانوں کی حمایت کر کے ان کا دل جیت لیا۔ جس کے نتیجہ میں یہ دونوں قومیں شیر و شکر ہو گئیں۔ اور ہندو مسلم اتحاد کا ایسا منظر دیکھنے میں آیا جو اس سے پہلے یا بعد ہندوستان کی تاریخ میں بظہور نہیں آیا۔ گاندھی جی نے تحریک خلافت کے ساتھ اپنی ستیہ گرہ اور تحریک آزادی کو لا دیا۔ ان تحریکوں کے دوران یہ طے ہوا کہ ہندو اور مسلمان لیڈر اور اہل قلم دونوں فرقوں کے قومی رہنماؤں کا احترام کریں۔ قوم کو کانگریس کی پالیسیوں سے روشناس کرائیں اور قومی یک جہتی کو فروغ کریں۔ اگر خدانخواستہ دونوں فرقوں میں کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آجائے تو اپنے ہی فرقے کی اصلاح کی کوشش کریں۔ دوسرے فرقہ کو موردِ الزام نہ ٹھہرائیں۔ ان دونوں قومی لیڈروں کے اس جذبے کو پروان چڑھانے والوں میں ایک نوجوان صحافی سید ابوالاعلیٰ مودودی کا نام بھی آتا ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں اخبار تاج، جبل پور، مدینہ بجنور و دیگر اخبارات و رسائل میں مضامین کے ساتھ دو اہم کتابیں تصنیف کیں۔ ایک مہاتما گاندھی کی سوانح اور دوسری پنڈت مدن موہن مالویہ کے حالاتِ زندگی سے متعلق۔ اس تحریک سے متعلق جو لٹریچر عالم وجود میں آیا تھا وہ آج بھی بے حد اہم ہے۔ حسن اتفاق سے اس عہد کی کچھ یادگار چیزیں ذخیرہ رامپور میں محفوظ ہیں۔ جن میں مذکورہ کتاب بھی شامل ہے۔

۱۔ یہ ۱۹۱۹ء میں لکھی ہوئی پنڈت مدن موہن مالویہ جی کی پہلی سوانح ہے جو اردو زبان میں لکھی گئی اس میں ضمناً کانگریس پارٹی کی تاریخ بھی آگئی ہے۔

۲۔ اس کے مصنف عظیم ادیب، مفکر اور جماعت اسلامی کے بانی ہیں۔

یہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی پہلی باضابطہ تصنیف ہے جو پہلی مرتبہ علمی حلقوں میں روشناس ہو رہی ہے۔ اس کتاب کا ذکر نہ تو مولانا نے خود اپنی کسی تحریر یا تقریر میں کیا ہے اور نہ مولانا پر لکھنے والوں میں سے کسی نے بھی اس کا حوالہ دیا ہے۔

۳۔ ڈاکٹر عابد رضا بیدار، ڈائرکٹر خدا بخش لائبریری پٹنہ نے ایک اہم کتاب "مشاہیر کے اولین صحیفے" کے نام سے ۱۹۷۰ء میں مرتب کی ہے۔ جس میں کافی تحقیق و تفتیش کے بعد دیگر مشاہیر کی اولین تحریروں کے ساتھ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی اولین تحریر حوادث سمرنا سے متعلق یک ورقی ریپرٹ مطبوعہ ۱۹۲۱ء کو قرار دیا ہے۔ بیدار صاحب لکھتے ہیں کہ "مودودی صاحب کی زیر نظر تصنیف سے قبل کا کوئی باقاعدہ تصنیف مجھے ابھی نہیں ملی ہے۔ معارف کے پرچوں میں اپنے نانا قربان علی بیگ سالک فصیح و غالب کی دو ایک چیزیں چھپوانے کا ادبی گناہ البتہ ان سے ایک دو سال پہلے سرزد ہو چکا تھا۔ لیکن ہماری دریافت شدہ کتاب ۱۹۱۹ء کی مطبوعہ ہے۔ اور یہ قومی یکجہتی و ہندو مسلم اتحاد کے سلسلے کی مولانا کی دوسری باقاعدہ تصنیف ہے۔ مولانا اپنی سوانح میں خود تحریر کیا ہے کہ ۱۹۱۸ء میں یہ مسئلہ اور میرے بھائی نے اخبار مدینہ بجنور میں مل کر کام کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان میں سیاسی تحریک کی زبردست ابتدا ہو رہی تھی۔ میں نے "انجمن اعانت نظربندان اسلام" میں بھی کام شروع کر دیا اور پھر ۱۹۱۹ء میں جب خلافت اور ستیہ گرہ کی تحریک کا آغاز ہوا تو اس میں بھی حصہ لیا۔ اسی زمانہ میں میں نے گاندھی جی کی سیرت پر جو ایک کتاب لکھی۔ مگر وہ ابھی زیر طبع ہی تھی کہ میرے ایک عزیز نے پولیس سپرنٹنڈنٹ سے اس کی شکایت کی اور اسے ضبط کر لیا گیا۔" دراصل مولانا نے دو کتابیں گاندھی جی اور ملاویہ جی پر ایک ساتھ لکھی تھیں۔ برٹش حکومت جو ہندو مسلم تفریق اور تصادم کے لئے ہر حربہ استعمال کر رہی تھی۔ اسے مولانا مودودی کا ہندو مسلم اتحاد و قومی یکجہتی اور کانگریس پارٹی کی حمایت میں کچھ لکھنا گوارا نہیں تھا۔ لہٰذا مولانا کی ان دونوں کتابوں کو ضبط کر لیا گیا۔

گاندھی جی سے متعلق کتاب کے بارے میں اس وقت کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا کیا حشر ہوا یا اب کہاں ہے؟ البتہ حالات زندگی پنڈت مدن موہن مالویہ ۱۹۰۹ء میں دفتر تاج جبل پور سے شائع ہوئی تھی[1]

مولانا مودودی کی اس تصنیف کا ایک اچھا اور مکمل نسخہ خدا بخش میں محفوظ ہے۔ آئندہ صفحات میں اسی نسخہ کا عکس پیش ہے۔

ادارہ

---

[1] حالات مختصر مدن موہن مالویہ از ڈاکٹر سیتا رام ایم اے، ایل ایل بی، ایڈووکیٹ ہائی کورٹ الہ آباد، ناشر تاج آفس جبل پور، مطبوعہ ۱۹۰۹ء، ۱۲ صفحات۔

[2] کتاب نما دہلی، فروری ۱۹۸۱ء، ص ۳۴-۳۵۔

سلسلہ نمبر ۲

حالات زندگی

آنریبل پنڈت مدن موہن مالویہ۔ آف الہ آباد

جسے

دفتر تاج جبلپور نے شائع کیا

بکمیٹی

مطبوعہ اشتراکی پریس دہلی ۱۹۱۸ء ۱۳۳۷ھ

دلتہ "تنج" جبل نور ۔

۱۹۶

پنڈت مدن موہن مالویہ

تمہید

موجودہ زمانہ میں اگر کسی ہندوستانی کے لئے کوئی سب سے بڑا قابل فخر عہدہ ہے تو وہ انڈین نیشنل کانگریس کی صدارت ہے۔ وہ کانگریس جو ہندوستانی تمام پولیٹیشنوں کو رشک کرنے کے بتائی گئی ہو وہ کانگریس جسکا نشو و نما ہندوستان کے اس تاریک شبہ میں ہوا جس میں ہندوستانیوں کی قدر کرنے والا یہ کوئی کان نہ تھا والا ہوا اور نہ انکے جذبات و واقعیات کی قدر کرنے والا۔ ایسی حالت میں کانگریس کی صدارت کے لیے اگر کوئی شخص موزوں ہو سکتا ہے تو وہ ایسا ہی کہ نہ وہ کسی ڈانٹ کرنیوالے کے خوف سے اپنی آواز کو پست بنالے اور نہ کسی پولیس کے سپاہی سے ڈر کر اپنے جذبات تعصب کا اظہار کرنا روکدے۔ کانگریس کا صدر وہی ہو سکتا ہے جس میں ہندوستانیوں کے خیالات کے واقعیات اور مطالبات کو سمجھنے کی پوری قابلیت ہو اور وہ سچی سچ سمجھ سکتا ہو کہ ہندوستان کے لیے کس قسم کا انتظام و انتخ مفید ہو سکتا ہے کانگریس کی ابتدائے پیدائش سے ابتک جو جو صدر منتخب ہوئے ہیں وہ ہندوستان کے بہترین دماغ تھے وہ جو کچھ کہتے تھے اسپر عمل بھی کرتے تھے اور یہی

ان کا نصب العین تھا جنہوں نے اپنی تمام زندگی قوم اور ملک کی خدمات کے لیے وقف کر دی تھی۔ اور وہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جنہیں کہ ہندوستان کی آنے والی نسلیں یاد رکھیں گی۔

[illegible] ہندوستان کی [illegible] ہندوستان کی [illegible] ہندوستان کی [

فائدہ نہ اٹھایا اور اپنے مطالبات کو تسلیم کرانے کے لیے انگلستان اور امریکہ کی جماعتوں کے سامنے نہ پیش کیا تو پھر اس کے لیے ایسا موقع ہرگز نہ پیش آئیگا اور وہ بجز ذلت کے تاریک و ذلیل گڑھے میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جائیگا پس اس موقع پر ضرورت تھی ایک ایسے تیز و فہیم شخص کی جسے سیاست ملکہ کا اچھی طرح مطالعہ کیا ہو جو موجودہ حالات اور ہندوستان کی ضروریت سے کامل واقفیت رکھتا ہو نہ قسموں کا فیصلہ کرنے والی جماعت کو ہندوستان کے جذبات سے اچھی طرح مطلع کر سکتا ہو اور اس کے لیے ہندوستان نے اپنے لائق ترین فرزندوں میں سے پنڈت مدن موہن مالویہ کو انتخاب کیا ہے! +

ابتدائی حالات

پنڈت مدن موہن مالویہ ۱۸۶۱ء میں پیدا ہوئے انکے دادا اور والد سنسکرت کے بڑے عالم تھے اور انکی قابلیت کا بڑا چرچا تھا اس وجہ سے بھی انکے والد پنڈت برج دھر مالویہ علوم و سنسکرت کے ہندی زبان میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے بھگوت گیتا کے اکثر حصوں کا جس قابلیت سے ہندی زبان میں ترجمہ کیا تھا اس سے انکی بڑی شہرت ہو گئی اور ہر شخص انکی عزت کرتا تھا۔ پنڈت مدن موہن کی ابتدائی تعلیم فارسی طور پر ہندی اور سنسکرت میں ہوئی اور اس کے بعد وہ شہر کے پاٹھ شالہ میں داخل کر دیے گئے یہاں سے مڈل ہو کر ضلع مشن سکول میں داخل کیا گیا اور سکالرشپ کی سند حاصل کر کے وہ میور سنٹرل کالج میں تعلیم حاصل کرنے لگے ۱۸۷۹ء میں انہوں نے بی۔ اے کا امتحان کیا۔ کالج میں انکی ذہانت اور فطری قابلیت کے جوہر پوشیدہ نہ تھے ہر شخص انکی تعریف کرتا تھا اور پروفیسر تک مداح تھے۔

ہندوستان کی تمدنی تاریخ میں مسز اینی بسنٹ کا ۱۹۱۶ء میں جبکہ ان کی عمر ۶۹ سال کی تھی از سر نو زندگی کا آغاز کرنا ایک ایسی نئی تعمیر کا زمانہ ختم ہی نہ ہو تھا کر دنیا کی تاریخ میں بہت کم ہوگی۔ یہ کہنا بھی مبالغہ نہ ہوگا کہ اس سے قبل کبھی کسی عورت نے اتنی بھاری ذمہ داری نہیں اٹھائی تھی۔ اسے کی سندھ حاصل کی اور نہ جرأت ملازمت اختیار کرنی پڑی۔ انکے پاس اسکوں میں جب سے کہ وہ انٹرنس کا امتحان دے رہے تھے ایک معقول آمدنی کی ضرورت تھی جو کہ مختصر ہوگیا تھا۔ سال تک وہاں رہے۔ ان کی قابلیت اور ذہانت کا یہ اثر تھا کہ سب طلبہ اور اساتذہ انکے دلدادہ تھے اور سب محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ لیکن ابھی تک انکے حقیقی جوہر پوشیدہ خلیہ میں مستور تھے۔ لوگ یہ نہ جانتے تھے۔ پنڈت مدن موہن ایک ذہین و قابل نوجوان ہے لیکن کسی کو یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ نوجوان ہندو قوم کی زندگی کی قیادت بھی کرے گا اور اس میں ذہانت موجود ہے جس کی بدولت ہندوؤں کو عزت حاصل ہوگی۔ اس پر کشمکش دور میں جبکہ کانگریس کا اجلاس کلکتہ میں منعقد ہوا تھا راجہ رامپال سنگھ جو اودھ کے ایک روشن خیال حلقہ سے تھے۔ کلکتہ میں کئی نوجوان سے ملے۔ انہوں نے ان میں ذہانت اور دوستی کے درجہ کی چمک کو محسوس کیا اور اپنے روزانہ اخبار ہندوستانی کی اڈیٹری کے لیے تجویز کیا۔

روزانہ اخبار ہندوستانی ہندی زبان کا ایک روزانہ اخبار تھا۔ راجہ صاحب نے اسے جاری کیا تھا اور خود بھی اسکو ایڈٹ کرتے تھے لیکن انہوں نے اس ۲۴ سالہ نوجوان کو بہ نسبت اپنے اس کام کے لیے زیادہ موزوں پایا۔ انہوں نے پنڈت مدن موہن میں آزادی حب الوطنی اور خدمتگار جوش پایا اور اس کے بعد تجربہ کی خوبی پر فائز ہوگئے۔ انہوں نے مالوی جی کو مجبور کیا کہ وہ ہندوستانی

کی اڈیٹری قبول کرلیں۔ حقیقتاً راجہ صاحب نے ہندوستان پر یہ ایک بے احسان کیا تھا جو اسے کبھی نہ بھولنا چاہیے۔ پنڈت مدن موہن باوجود ایک نوعمر شخص ہونے کے اس اہم کام کے لیے مستعد ہوگئے اور نہایت سنجیدگی، اعتدال پسندی اور سلیقہ مندی سے اپنے فرائض کو انجام دیتے رہے۔ راجہ صاحب قابل تہنیت ہیں کہ انہوں نے ایک نوجوان کو جس کا ہندوستان بالخصوص اودھ کی قومیت کے ارزو مند ہونا ملک کی خدمت کے لیے تیار کیا۔ ورنہ وہ اپنی زندگی کی ساعتیں جو اب نہایت کارآمد ہیں ایک صوبہ کے محکمہ تعلیم میں ختم کردیتا جو حقیقی ملک کے لیے مستقد مفید نہیں ہوتیں۔ پنڈت جی نے ۱۹۰۹ء تک اتنی کامیابی سے اڈیٹری کی کہ کونسل گورنمنٹ اس سے مستقد متاثر ہوئی کہ سالانہ رپورٹ میں اس کی بہت تعریف کی گئی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد پنڈت مدن موہن نے غور کرکے یہ محسوس کیا کہ یہ اڈیٹری بہ نسبت ایک وکیل قومی کی خدمت کچھ بھی نہیں کرسکتے۔ گو کہ یہ بات کونسلیں کرتے کہ اڈیٹر کسی ٹرکیں سے زیادہ کام کرسکتا ہے لیکن قومی کاموں کی بہ نسبت اڈیٹری کے وکالت کی طرف زیادہ رجحان کی ایک بڑی وجہ مسٹر چند مجموب وکیلوں کے مجبور کرنے سے متعلق تھی۔ راجہ رامپال سنگھ نے انکے ارادہ میں کوئی مخالفت نہ کی اور یہ موقع دیا کہ وہ جس کام کو اپنے لیے موزوں سمجھیں اسے اختیار کریں۔ انہوں نے نہ صرف اتنا اظہار کیا کہ یہ قابل اڈیٹر کو اپنے سے جدا کیا بلکہ وکالت کی تیاری کے لیے انکو جسقدر روپیہ کی ضرورت تھی وہ بھی مہیا کردیا۔

۱۸۹۱ء میں پنڈت جی الہ آباد ہائی کورٹ کے پیڈر شپ کے امتحان میں کامیاب ہوئے اور ۱۸۹۲ء میں ایٹ لا کی ڈگری حاصل کرکے ہائی کورٹ میں داخل ہوگئے۔ اور اپنی ذہانت و قابلیت سے اس پیشہ میں کامیابی حاصل کی۔

اس زمانہ میں پنڈت اجودھیا ناتھ جیسے کٹر ہندو اور ذی قدر بزرگ سے مالوی جی کی ملاقات ہوئی اور پھر تو مدن موہن مالوی، لالہ لاجپت رائے، لالہ بدری داس جیسے ہندو دھرم کے جانثار نہیں خوش قسمتی سے ملتے رہے۔ اس تحریک اور اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ انہوں نے ۱۸۸۷ء میں ان لوگوں کی اعانت سے ہندو دھرم تنظیم کیا۔ اسکا مقصد ہندوؤں کی سوشل اور پولیٹکل حالات کو درست کرنا اور ہر قسم کی مدد کرنا تھا انہوں نے یہ محسوس کر کے، اس انجمن کی بنا کی کہ ہندوؤں کی مختلف ذاتیں باہم جتنا اتحاد اور محبت سے زندگی بسر کرتی ہیں اس سے تمدن اور معاشرت کو نقصان پہنچتا ہے اور ایک حد تک سیاسی غرض بھی اس کے شرکت محفوظ نہیں ہیں ایسی حالت میں ضرورت تھی کہ تمام ذاتوں کی بنیادی باتوں کو قائم کر کے اصل ہندو مذہب کی تعلیم دی جائے ہندوؤں کو اسے مذہب سے حقیقی علم نہیں ہو سکتا تو کوشش نہیں کیں متحد نہ کر دیا جائے چنانچہ اس انجمن نے اپنی پوری قوت سے اس کام کو انجام دیا۔ دوسری یہ بات کی کہ غیر زبان میں تعلیم دینے سے تعلیم نہیں ہوتی اور ہندو دھرم کو زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے لہذا ہندوؤں کو دیسی زبان میں تعلیم دی جائے۔ مالوی جی نے بنگال ہندوؤں کی ترقی کے لیے اپنے کو وقف کر دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج بنگی سب عزت کرتے ہیں اور وہ نہ صرف ہندوؤں کی نظر میں بلکہ ہر مذہب میں ایک قابل تقلید و پیروی بزرگ ہیں۔

ہندو دھرم سبھا کی سب سے پہلی کانفرنس ۱۸۸۷ء میں انڈین نیشنل کانگریس کے اجلاس سے چند ماہ قبل منعقد ہوئی تھی۔ ہندو دھرم کے کاموں کے ساتھ ساتھ وہ پولیٹیکل معاملات میں بھی دلچسپی لیتے رہے۔ اور یہ دلچسپی اسوقت تک قائم رہی جبتک کہ وہ والیس چیرمین رہے۔ حقیقت ضرورت اس بات کی تھی کہ پنڈت

مدن موقتہ جیسے لوگ ذمی قانونی کونسل میں ضرور شریک ہوں ہذا وہ اپنی زبردست خدمات کے ذریعہ اس میں داخل ہو گئے۔

سنہ ۱۹۰۹ء میں وہ لوکل قانونی کونسل کے ممبر منتخب ہوئے اور انہوں نے اس خدمت کو اس آزادی کے ساتھ انجام دیا جیسی کہ ایک غیر سرکاری ممبر کے لئے ذیبا ہے انہوں نے کونسل کی ممبری کسی خطاب کی آرزو میں نہیں کی اور نہ وہ مغرور شخص کرک صاحب ... کی نظروں میں ذلیل ترین وقعت حاصل کرنے کے آرزو مند تھے وہ صرف اس کو وہ قدرہ چنا چاہتے تھے جو ایک ضمیر کے مطابق کام کر سکے اور کونسل کا لیہ پہنچا سکتا ہے۔ وہ اپنے ضمیر کی نشان کی مطابقت اور پیروی پر اسقدر دیتے تھے کہ نہ بڑے صاحب سے اختلاف کرنے میں کوئی باک تھا اور نہ چھوٹے صاحب سے کوئی خوف

سنہ ۱۹۱۵ء میں جبکہ کونسل میں ہندوستانی گھندی اراضی کی ترمیم کے متعلق مسودہ پیش ہوا موقت ہندوستانی ممبر نے جس دیری سے اس کی مخالفت کی کرائی سے سے سر اگلیفٹ گاورنر صاحب کراسویٹ، زمیندار سنہ ہی، ازمیندار سنہ گیند بھی ذی اقتدار قومی شخصیتوں کو اتفاق کرنا پڑا۔ انکی رائے تھی کہ ہندوستانی گھنڈ کے باشندوں کا احساس اور انکی تنگدستی بیحد خوفناک ہے لیکن اس کی وجہ وہ نہیں جو اس کے حکام بیان کرتے ہیں۔

ہندوستانی کونسل کی اصلاحی اسکیم کے ماتحت انکا دوبارہ منتخب کیا جانا اسبات کی کافی دلیل ہے کہ گزشتہ خدمات سے پبلک خوش ہے اور ان کاموں کا اعتراف کیا گیا ہے اور حقیقت میں وہ اس کے مستحق بھی تھے جس شخص نے پرانی کونسلوں کی اصلاح پر پرزور کوششیں کیں ہوں اور اس کے قابل اعتماد نظم کو ایک حد تک روبہ اصلاح کیا ہو کیا وہ اس بات کا مستحق نہ تھا کہ اسے کونسل کا

ممبر انتخاب نہ کیا جائے

سنہ ۱۸۹۲ء کے قانون کے تحت جو کونسلیں قائم ہوئی تھیں انکے سب کے سب ممبر سرکاری تھے اور وہ ہرگز اس قابل نہ تھے کہ ہندوستان اور ہندوستانیوں کی بہبودی کے لیے صاحب ..... کی ذرہ بھر مخالفت کریں اور یہی اس عنایت میں خدا بھی فرق پیدا ہونے دیں جو انہیں ڈی ورخوشہ سے حاصل ہوئی ہے۔ خان صاحب اور رائے صاحب کبھی ملک کے درد مند نہیں ہو سکتے ہر اپنے پر یہ الزام نہیں لگاتے کہ وہ تنخواہ ذلیل کرتے ہیں۔ بلکہ افسوس تو اس بات کا ہے کہ نما ضمیر ہی وہ ہے جس میں خطاب کی مخالفت ہو سکے۔ ہزار زبردستی کرسی کا استحقاق بھی قائم ہے اور صاحب اپنا دست و چپ بھی بنا رکھیں۔ حقیقت میں غیر سرکاری ممبروں ہی سے یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ کونسل میں وہ باتیں جو ہندوستان کہتا ہے اور وہ آرزو کریں جو ۲۳ کروڑ ہندوستانیوں کی ہے ہندوستان کو ممنون ہونا چاہیئے ان لوگوں کا جنہوں نے اپنی پوری کوشش اس کام میں صرف کردی کہ کونسل میں غیر سرکاری ممبر ضرور شریک ہوں تاکہ پبلک فیلنگ کی ترجمانی ہو سکے۔ اور انہیں لوگوں میں پنڈت مدن موہن مالویہ بھی قابل صد مشکوری ہیں۔

سنہ ۱۸۸۶ء میں کانگریس کے دوسرے اجلاس میں دادا بھائی نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ۔

"انگریزی حکومت کے سامنے ان اصلاحات کی ضرورت، انکا ملک کے لیے فائدہ مند ہونا، اور وقت کے تقاضے کی اہمیت ظاہر کرنا میرے نزدیک بے ضرورت اور بے فائدہ ہے۔ ظاہر ہے کہ گورنمنٹ مطلق العنان بادشاہ میں اور نہ خود غرض حاکم کہ محض اپنے مفاد کے لیے رعایا کے حقوق کو پامال کریں اور اس کی حالت سے بے پروا ہیں۔ وہ قوم جس کے باوا اجداد نے اپنا

"خون بہا کر اور بڑی قیمتوں کی قربانیاں کر کے اپنے قدرتی حقوق حاصل کیے"
"ہمیں کہا اس بات کی محتاج ہے کہ ہمیں اصلاح کی ضرورت اور رعایت کے قدرتی"
"حقوق دینے کے لئے کوئی ہے"

"کیا دوا انگریز کہنے کا حق ہے جو ہندوستان کے خلاف ہو رہے تھے"
"ان انگریزوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے جو حقوق انسانی حاصل کرنے اور"
"جمہوریت کو پروان کرنے کے لیے اپنی قوت صرف کرتے ہیں وہ ہندوستان میں"
"قوت صرف کرنا ایک ظلم سے قوت کا ناجائز استعمال ہے۔ اصول جمہوریت"
"ایک انگریز کی زندگی کے لیے اتنی ہی ضروری خصوصیت ہے جتنی کہ ہندوستان اور"
"افغانستان کے لیے۔ کیا دنیا نے یہ سمجھ لیا ہے کہ انگریزی قوم ہمیشہ سے ملکی و"
"قدرتی حقوق دینے سے انکار کرے گی جنہیں حاصل کرنے کے لیے"
"ہمیں کئی سال سے تکلیف اٹھانی پڑ رہی ہے۔ ہندوستان کو اس وقت تک"
"ایک انگریز کی حیثیت نہیں دی جائے گی جب تک کہ وہ اس کی ضرورت"
"کو پورا نہ کرے۔ ایسے رکھیں غلامی کا ایک عارضہ ہے۔ اس آیت پر ایمان"
"رکھتے ہوئے یہ کہنے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی سیاسی چیزوں کے خلاف ہتھیار"
"تو پورا اپنا زور حاصل کریں اور پھر ہتھیاروں سے کلی طور پر مسلح ہو کر"
"سلامتی کا" مولانا محمد علی نے اپنی اس پُرزور تقریر میں کہا جو ۱۹۳۰ء کے اجلاس گول میز کانفرنس
میں ہوئی تھی:

"مجھے یہ کہنے کی اجازت دی جائے کہ ہمکو اپنے نمائندے قانونی کونسل"
"میں موجود رکھنا نہایت ضروری ہے۔ ہمارے ہاتھ کا دخل کسی قدر ریفک"
"نیت ہوں اور ہماری حکومت خواہ کسی قدر رحم دل ہو لیکن وہ بہرحال"

نہیں ہوگی ہے۔

حضرات! اس کے سوا تاریخ یورپ کے مفکروں نے یہ اعلان کر دیا ہے
کہ سب سے بہتر طریقہ حکومت وہ ہے۔ جو عوام کی خاص شخص کے ہاتھ میں
ہو۔ اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ وہ حکومت جس میں یہ بات
نہ پائی جائے کبھی بہتر نہیں ہو سکتی۔ یہ تھا نئی حکومت یورپ
کے بارے میں جہاں تک دنیا کی دوسری قوموں کا تعلق ہے
ان کے متعلق کہتے ہیں کہ ان کی سمجھ میں بہت زیادہ نزاکت
ہے اس لئے جہاں تک دنیا کے مہذب ہیں نہ کہ قومیں۔ ہمیں تو اپنا وہ حق نہ لینا
چاہئے جس کی بنا پر یورپ جگہ جگہ مہذب بنا کر ہر کمزور قوم
کو دبا رہا ہے۔ اور زمانہ متمدن قرار دیتا ہے۔ حضرات جب یہ بات
ہے تو میرا خیال ہے کہ ہمیں اس کے لئے تفصیلی تجاویز پیش کرنی چاہئیں۔
اور ان باتوں کو جو ہمارے لئے ہمیشہ ناخوشگوار ثابت ہوئی ہیں
نکال دینا چاہئے۔

۱۹۱۸ء کے جلاس کا آغاز ہی ہمارے صدر نے یہ کہہ کر کیا تھا کہ
"ہمیں اس بات کا افسوس ہے کہ جنگ کے ساتھ ہمارے تعلقات
بگڑ گئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہم اپنی پیداوار کو
اس سے متاثر ہونے سے نہیں روک سکتے۔ اور انصاف کا یہی تقاضا ہے کہ
"کونسل جب اپنا آخری فیصلہ صادر کرے۔ اس وقت اسکا فرض ہے کہ وہ ہمیں
اس بات کا موقعہ دے کہ ہم اپنے منتخب کئے ہوئے نمائندوں کے ذریعہ اپنے
خیالات کا اظہار کر سکیں۔"

"حضرات! حق رائے دہی کی ریاست کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے مجھ کو بھی یہ حق حاصل ہے"

"کہ وہ اپنے ایک دیرینہ ہندوستانی آخری فیصلے سے بچ کر رہے جو اس کی قسمت"
"کا فیصلہ ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ کئی مدرعایا کی حکومت کا فیصلہ لینے میں کے"
"اس کے کیا جانے والے اس قسم کے خیالات نہ ہو کہ وہ اپنی رائے ظاہر کر سکے"
"مجھے امید ہے کہ بہت دیر تک رہنے اس حق سے محروم نہ رہیں گے جو"
"قدرتی حق ہے جب کوئی مقدمہ جیوری کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو"
"جج مدعا سے دریافت کرتا ہے کہ تمہیں جیوری کے کسی ممبر کی شکایت تو نہیں"
"اگر کسی ممبر کی شکایت ہوتی ہے تو جیوری علیحدہ کر دیا جاتا ہے لیکن یہاں"
"تو یہ بھی نہیں دیا جاتا ہے کہ سرکاری ممبروں کے انتخاب سے تھیں"
"اتفاق بھی ہے یا نہیں"

۱۸۵۸ء کے اجلاس کانگریس میں انگریزی حکومت کے متعلق مسٹر دیسائی نے کہا۔
"ہم انگریزی حکومت سے پیش کرتے ہیں کہ وہ اس ملک پر انصاف سے"
"حکومت کرے اور ان شرائط اور عہد نامہ کو جو اس پر عمل کرنے پر تھیں فخر ہے"
"اور جنکی وجہ سے انگلا پر ڈیشن ایمپائر ایک بہت بلند درجہ پر پہنچ گیا ہے۔"
"صرف یہی ایک طریقہ ہے جس کی بدولت برٹش گورنمنٹ ہندوستان میں"
"باعزت ہو سکتی ہے۔"

ہندوستان میں انگریزی حکومت قائم ہوتے وقت ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے تمام ہندوستانیوں کو مژدہ سنایا گیا تھا کہ مذہب میں کوئی حرف نہ کیا جائے گا انصاف سے حکومت کی جائیگی اور ہر شخص کو ذاتی و مالیت سے زندگی بسر کرنے کا ایک حیثیت سے یہ اعلان ہندوستانیوں کو بہت معاملہ میں انصاف طلبی کی پوری اجازت دیتا ہے۔ اور یہ ہندوستانی قومیت کا سنگ بنیاد ہے۔ اور وہ اس معاہدہ میں انکی مدد کرتا ہے کہ وہ اپنے مطالبات نہایت آزادی سے پیش کریں۔ اور ان تمام احکام کی تردید کر سکیں جو انکی ذلت

کو نقصان پہنچاتے ہیں چنانچہ سن اعلان شاہی کے متعلق مسٹر الوبا نے ۱۸۸۸ء کے اجلاس کانگریس میں کہا

"یہ اعلان ہمارے کل مطالبات کا بنیادی پتھر ہے میں اس سرکاری فقرہ" "کی غلط بیانی کی پوری قوت سے تردید کرنے کے لیے یہاں موجود ہوں جس نے کہا" "تھا کہ یہ اعلان دل سے نہیں کیا گیا تھا بلکہ وہ محض تسخیر قلوب کی پالیسی" "پر مبنی تھا"

۱۸۸۸ء کی کانگریس میٹنگ میں انھوں نے کہا تھا کہ

"اس ملک پر ملکہ وکٹوریہ نے جن اصولوں کو بیان کیا تھا انھیں" "ہر قوم عزت سے دیکھیگی میں کہتا ہوں کہ کوئی قوم اپنی محکوم قوم کے سامنے" "اس سے بہتر اصول حکومت نہیں پیش کر سکتی۔ ہر حکومت سے کسی بات" "کے خواہش مند نہیں اور ہمارے مطالبات اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ خدا را" "جو اعلان ملکہ وکٹوریہ نے ۱۸۵۸ء میں کیا تھا اس کے اصولوں کے مطابق" "ہم پر حکومت کرو اور اسکے پابند رہو"

پنڈت ناوی کا یہ مطالبہ حقیقت میں ہمارے تمام مطالبات کا مجموعہ ہے۔ اگر ہمارے حکمران حضرت اس اعلان کو پوری توجہ سے ایک دفعہ پھر اٹھا کر دیکھیں اور اس پر عمل کریں گے تو نہ پھر ہم اپنے حقوق مانگیں گے اور نہ اپنے مطالبات کو زیادہ وسیع کرینگے۔

انگریزی حکومت کے اصولوں کا خاکہ کھینچتے ہوئے مسٹر نوروجی نے کہا

"ہماری رائے ہے کہ ہندوستان پر حکومت کرنے کے لیے انگریزوں کے اصول" "استعمال کریں جسے ہم یہ محسوس کریں کہ ہم کسی غیر ملکی حکومت کے تحت" "نہیں ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری خدشگذاریوں کا اعتراف نہیں کیا جاتا ہم کو" "ایسی نیچ نہ جنگی قوم سمجھا جاتا ہے۔ اور جا کر محکوم میں گورے اور کالے"

"... سے تشبیہ پیدا کی جاتی ہے اور یہ ان لفظوں کی خاص ورزی ہے جن
"صنعت برجستہ قائم ہوتی ہے اور حکومت قائم کرتے وقت بلکہ اس سے
"ملک کی حالت ایک نوآبادی ہو جاتی ہے اور ایسی حالت میں ہندوستان
"کی رعایا سے بڑھ کر ہے۔ ہندوستان کی دولت سے انگلستان
"انگلستان کا متوسط طبقہ پیدا ہو گیا ہے جس کی آمدنی چالیس کروڑ روپیہ
"کے قریب ہے اور جس کی خوشحالی کے بانی حکومت کے عہدے دار
"ہو جاتے ہیں کہ ہندوستان کی بدولت انگلستان کے زیر سایہ پرورش
"اس کی آزاد رعایا، رعایا کی صنعت، صنعت کی فراوانی، فراوانی سے آزادی اور
"جمہوریت اور لیبرل گورنمنٹ کے خیالات انگلستان سے انگلستان کی
"کالونیوں تک پہنچ گئے ہیں اور جس حکومت نے ان کالونیوں کو ہندوستان
"کی آبادی اور تہذیب کے لئے بھیجا تھا وہ ہندوستان کی حفاظت کے لئے
"کیوں نہ ہو؟ وہ تو ہندوستان کی دولت ہے۔"

یہ اقتباس شاید اور بہت سے اقتباسات جن کے ساتھ ہم نے پنڈت دتو نے اپنی تصنیف کی ہے وہ ہندوستان کی تاریخ ہے۔ ہندوستان جو اپنی تاریخ کے ہر دور میں دوسروں کے حکومت کرنے کے لئے ہمیشہ سے ایک بڑا شکار رہا ہے جس کی زمین نہ صرف اپنی خوبصورتی بلکہ اپنی سونے چاندی کی وجہ سے ہمیشہ دوسروں کی توجہ کا مرکز بنی رہی ہے۔ آج بھی ہندوستان کی تاریخ کا یہ پہلو ہمارے سامنے ہے کہ اس جنگ عظیم میں انگلستان کو اس کے پاس فوج کے لئے کچھ نہیں رہتا اس کے جو فوجی سامان اور دوسرا سامان جنگ بھیجنے پڑے نہ صرف پنڈت دتو نے بلکہ مصیبت زدہ ہندوستان کے ہر درد مند دل نے اپنی عمریں وقف کر دی ہیں لیکن اس وقت ہمارا موضوع صرف پنڈت دتو کے

خیالات سے بحث کرتے ہوئے جو اس مسئلہ پر نہایت قیمتی ہیں مسٹر ۱۹۰۵ء کانگریس
میٹنگ میں انہوں نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے کہا

"ہم لوگ ہمیشہ کہتے ہیں اور جتنی دفعہ ہے کر دہراتے ہیں خوشی اور
"ترقی نہیں ہو سکتی جب تک ہم لوگ ایک جگہ جمع نہیں ہوتے
"اپنے کو اپنی حالت سے واقف نہ کریں اور معلوم نہ کریں کہ ہم کس قدر
"خوشحال ہیں اور کس قدر ترقی کی۔ وہ دیکھیں گے کہ فلاحت داخلہ میں
"ہی وہ ہیں ہم لوگ گرفتار ہیں۔ کیونکہ یہ ترقی ہے کہ پہلے ہم لوگ اپنے ملک کا
"بندوبست کرتے تھے اور ہندوستان کی خصوصیات تھیں اب ہم
"ہیں جو شخص فی ماہ ایک روپیہ خرچ کر کے زندگی بسر کرتا ہے اس کو ہمت
"ہیں فیجی ملک سے تعلق ہیں جب ایک شخص کسی مسئلہ پر زیادہ
"بحث کرتا ہے تو وہ بحث کرتا ہے کہ یہ سب باتیں صفحہ تک بھی نہ رہتی
"اور اس کے بعد ہمیں تیسری بات بھی نہیں رہتی کہ ہم اپنی ضروریات
"خود بنائیں یہاں جتنے اصحاب موجود ہیں وہ سب انگریزی کپڑے
"پہنے ہوئے ہیں اور جو کچھ بھی انگ پر ہے وہ سب باہر کا ہے۔ ب"
"سے دے کر ہمارے پاس صرف زراعت رہ گئی ہے اور نہایت قلیل د"
"حقیر تجارت جس میں نہایت قلیل فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ملازمت اور تجارت"
"کے معاملہ میں ہم لوگ ۱/۱۰ حصہ فائدہ کے مستحق ہیں پس یہ کیسے ہو سکتا ہے"
"کہ ہم لوگ خوشحال رہیں اور سپر کس طرح تب کیا جا سکتا ہے کہ یہ ملک
"مفلوک و مفلس کیوں ہے"

سنہ ۱۹۰۵ء کی وہ گانگریس میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا

"باوجود ان تمام باتوں کے جن کے باعث ہم انگریزوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں"

"مجبوریں اور وجود ان تمام حسنات کے جنکے بارے میں ہم گزارش میں"
"ایک بات نہایت افسوسناک اور شرمناک ہے اور اسکی ہمیشہ میں شکایت"
"رہیگی ہندوستان کی دولت و فلاکت کس طرح سے جنگ بعد ترقی کی شاہراہ"
"پر گامزن ہوگی ہے اور ہر کسی حق پر پہنچنے نہیں پاتے بلکہ عوام کے دیرینہ نگہ"
"اور پیشہ ور نہ کے مشاہدات دلگیر نہ ہوا چھی طرح معلوم کر لیتے ہیں کہ وہ"
"کی حالت پہلے بدی اور قابل رحم ہے اور وہ وجود طرز حکومت یا کسی اصلاح"
"طلب"

"حضرات! اگر پچھلے پندرہ سال کے وہ تمام ریزولیشن بغور دیکھیں"
"جو اس مسئلہ پر کانگریس میں منظور کئے گئے تھے تو آپ اچھی طرح معلوم کر لینگے"
"کہ جسکے مستقل اور دب سے حکومت کی توجہ بار بار اپنے تعمیلات"
"زراعت قابل رحم حالت پر منعطف کرائی مگر کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوا ہم سمجھتے"
"ہیں کہ فضول سمجھتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ کی سعادت سے پہلے ہماری"
"کیا حالت تھی اور نہ ہمیں یہ بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ ہندوستانی"
"تاریخ کبھی ایسے ہی ایک حالت میں تھے بلکہ غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ"
"کیا ہمیں اس حکومت سے مطمئن رہکر اور اس سول سروس کے حکومہ پنجر"
"بھی اس حالت میں رہنا چاہیے جو دنیا میں سب سے قدیم طبقہ مانا جاتا ہے"

یہ تمام خیالات ہیں ملک کی نظروں میں جسقدر وقیع اور قابل عزت ہونے چاہئیں وہ ظاہر ہے کیا کوئی شخص اس حقیقت سے انکار کر سکتا ہے کہ ہندوستان کا سب سے بڑا مالدار شخص نہ تو یورپ کے کسی معمولی سے تاجر کی حیثیت رکھتا ہے اور جو کہ ترقی کے جو ذرائع و وسائل ہندوستان کو نصیب ہیں خوشحالی و دولتمندی کے جن آلات کا ہندوستان مالک ہے اور دولت کے جن پوشیدہ اور محنت طلب خزانہ پر

ہندوستان کی تجارت سے دو دنیا کی متمدن و ترقی یافتہ قوموں میں سے ایک کو بھی غضب نہیں آتا کہ کوئی شخص یہ کہے کہ اس تجارت کے نہ ہونے سے ترقیات یا ہماری تمدن سے کوئی روک پیدا ہوتی ہے بلکہ تمدن سے انکار کرنے والے وحشی اور جنگلی حالت سے انکار کرنے والے ہی ہندوستان کے ساتھ تجارت کرتے ہیں اور ہندوستان سے ہندوستان میں آنے والی متمدن قوموں کی تجارت کو روکنے کی جائے تو ہندوستان کی گھاٹیوں اور درختوں کی دیواروں سے باندھ کر مسلمان ہونے والی چیزیں کی جائیں گی جو بے درجہ تجارت ہیں ایک بڑا حصہ یعنی ہندوستان میں یہ کہنا بعید نہیں ہے کہ ہندوستان سے ب یہ تجارت نہیں ہے کہ وہ اپنی زمین کو خود پیدا کرنے کی ضرورت میں مشغول رہے اور ہندوستان سے کہ تمدن یورپ کی ضرورتوں کو پورا کرے اسے بنایت گراں قیمت پر ہندوستان سے ہندوستان کے متمدن گاہکوں کے ہاتھ بیچ کر دوسرے درجہ پر ہے ہندوستان میں بکثرت ہے۔ لیکن فصلوں کے دوران بہت سے جہاز جاتے ہیں اور ان کے لئے وہ کچھ کی قیمت نہیں ملتی۔ وہ ہمیں بہت کم قیمت کو دینا پڑتا ہے اور وہاں سے پھر ہمیں وہیں دکھ پہنچتے ہیں کام کرتے ہیں اور ہمارے ہی مال کو دوسرے کوڑیوں کے دام لیکر اور اپنی محنت صرف کرکے اعلیٰ قیمتوں کے دام ہمیں دیتے ہیں۔ بس سے زیادہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ تجربہ ہے یہ تمام ضروریات متمدن ہونے کی جاسکتی ہیں وہ محنت سے بچھائی ہے۔ اور کیسی ہی انصاف سے دیکھا جائے تو ہندوستانی اہل یورپ سے بڑھے ہوئے ہیں جو محنت ایک ہندوستانی دھوبی کرتا ہے جاڑے میں ایک دھونے کے لئے صرف کرتا ہے وہ محنت ایک لوکری دھونے والا مزدور ہندوستان پر چھوڑ دیتا ہے اور اترنے میں صرف کرتا ہے اگر ایک یورپین اسکا دسواں حصہ بھی کرے تو ہم اپنا شکوہ غربت و افلاس چھوڑ کر پرطیار ہیں۔

ہیں جب ہمارے پاس تمام وسائل ترقی بھی موجود ہیں اور جتنا کچھ ہمیں
بھی اہل یورپ سے زیادہ دولت ہے کہ ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ اس کی جو علت
حقیقی ہے وہ بہت جلد طور پر ہمیں معلوم ہو سکتی ہے کہ ہماری تعلیم اور ہماری
دماغی قوتیں ایک غلط راستہ پر ہٹ گئی ہیں۔ ہماری جو پرانی تعلیم تھی وہ ہمیں
ان تمام اشیاء کے استعمال سکھانی تھی جو قدرت نے ہمیں دی ہیں اور ہمیں
ان چیزوں میں سے کچھ تعلیم سے نہیں دیتی تھی۔ نئی تعلیم کے مخالف دو طرح کا
کلیتہً اختلاف کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اس جدید تعلیم کو ناقص نہیں بلکہ سرے سے
انتخاب ہی کے لائق نہیں سمجھتے۔ ان کا دعوٰی ہے کہ ہمیں کسی قسم کی جدید تعلیم کی تو
ضرورت ہی نہیں۔ ہمیں جس کی ضرورت ہے آج سے ہزار برس کی پیدا کردہ دولت ہمارے
لئے بصورت موجود مہیا کر رکھی ہے۔ اور ہمارے پرکھوں نے اپنے بیٹوں کو اپنے بیٹوں کے
قابل بنانے کے واسطے جو تعلیم دی تھی وہ ہمیں بھی ہماری ضروریات کے لئے کافی
یقین کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ دونوں خیال غلط ہیں۔ ہندوستان کی
پرانی عمارتیں یا دگاریں جو ہمارے ملک میں موجود ہیں ہندوستان کی جو ترقی تھی اور
ہندوستان کی جو پرانی عمارتیں ابتک موجود ہیں ان کی گئی باوجود اس قدر ترقی کے
اہل یورپ نہ دے سکے لیکن آج کی ہندوستان کے باشندے اور نہیں سمجھ
کے اغراض جدید تعلیم کے ناقص طور پر سمجھ ہونے کے باعث بالکل جاہل اور
غیروں کے محتاج بنگئے ہیں اور دنیا کی اسقدر ترقی جس قدر جانکاہ اور پر رنج آبادی
محض ذاتی مفاد کی بدولت جاہل ہے اور کوئی کام نہیں کر سکتی۔ کیا یہ ہمدردان قوم
ہی خواہان بنی نوع انسانی کے لیے افسوسناک اور شرمناک نہیں؟

اس مسئلہ پر مسٹر ٹویا کا خیال ہے جو انہوں نے سنہ کی کانفرنس میں ظاہر کیا تھا۔
"ہم کہتے ہیں کہ حکومت کو دیسی صنعت کو ترقی دینی چاہیئے ایک وہ وقت تھا"

"کہ ہمارے شہر لکھنؤ میں نہایت کثرت سے دیسی صنعت و حرفت کے کارخانے"
"موجود تھے اور بہت سوں میں اچھی اچھی عقل مند آدمی کاریگر حاجت"
"روا نہایت آرام و خوشحالی سے بسر کرتا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے گزشتہ چند"
"سالوں سے یہ سب کارخانے درہم برہم ہو گئے اور یہ کاریگر بے"
"معلوم کہاں کہاں اور کیا کیا کام کر رہے ہیں۔ ہندوستانی صنعت"
"گویا مٹ گئی ہے۔"

"حضرت! اگر کوئی ذرا سی محنت پر نہیں لگتے بلکہ ہمہ تن سعی و کوشش"
"کرتے ہیں تو وہ اپنے ہندوستان میں صنعت و حرفت کی تعلیم دیتے"
"اور ہندوستانی کاریگر خود بخود ترقی کر سکتے ہیں۔ اگر ہمارے"
"حکام ہندوستان کی صنعت و حرفت کی طرف توجہ کریں اور"
"ان کے فروغ دینے کے لئے ان مطبوعات کو پورا کر دیں جو ہماری صنعت"
"کے متعلق ہیں تب ہی ہم ترقی کر سکتے ہیں۔ ہم اپنی صنعت و حرفت کے"
"ذریعہ سے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ ہمارا گزارہ سب سے بڑا سبب ہو سکتا ہے"
"تو وہ یہی ہونا چاہیے کہ ہمیں اپنی ضروریات خود پوری کرنے کی قابلیت"
"بخشی جائے۔ انگلستان میں جس قدر اس مسئلہ پر غور کیا جاتا ہے اور جتنی"
"توجہ میں جتنا وقت اس خیال کو عملی صورت میں لانے کے لیے صرف کیا"
"جاتا ہے اگر اس کا ایک عشر عشیر بھی ہندوستان کا مسئول سر دس طبقہ"
"یہاں کے لوگوں کے لیے صرف کرے تو ہندوستان موجودہ حالت سے"
"بہت بہتر حالت میں پہنچ سکتا ہے۔"

اس تاج موجودہ کی گذری حالت میں بھی جو صنعت یہاں ہوتی ہے اس کی نمائش یعنی صناعوں کی حوصلہ افزائی کے پنڈت تولسی بہت موید ہیں چنانچہ اس کے متعلق کی

رائے دیتے ہیں۔

"نمائش سے ہم یہ معلوم کر سکیں گے کہ ہمارے پاس خام اشیاء کیا کیا موجود ہیں"
"ہمیں کون کون سی اشیاء ہم درآمد کرتے ہیں اور ہم کس کس ملک کو کون کون سی اشیاء"
"برآمد کر سکتے ہیں۔ اور نئے نئے ملکوں سے تجارت کرنے کے امکانات کیا ہیں"
"ہے نمائش ہمیں بتائے گی کہ کون کون سی چیزیں وغیرہ وغیرہ ہیں کہ جن کی ہمارے"
"ملک میں اور اس سے کس قدر زیادہ اور بہتر شکل میں مانگ ہے اور ہندوستان"
"کے مختلف صوبوں میں کس کس قسم کے امکانات اس سلسلہ میں ہیں۔ لہٰذا"
"ہم کو نمائش میں جانے والوں کی تعداد کو بڑھانا چاہیے۔ نمائش کی عمارت کو"
"بڑا بنانا چاہیے۔ اور اس کے انتظامات کو اچھا کرنا چاہیے۔ اور ہمیں نمائش"
"کے لئے زیادہ وقت دینا چاہیے۔ ہم کو نمائش کے لئے کافی روپیہ بھی مہیا کرنا چاہیے"
"اور ہمیں نمائش کا شوق بھی پیدا کرنا چاہیے۔ ہم نے نمائش کے لئے جو کچھ"
"کیا ہے وہ بہت کافی نہیں ہے۔ ہمیں اور بہت کچھ کرنا چاہیے۔ ہم کو"
"باقاعدہ اور مکمل طور پر نمائش کے ذریعہ یہ معلوم کرنا چاہیے کہ ہندوستان"
"کو کیا کچھ درآمد کرنا چاہیے۔ نمائش ہی کے ذریعہ ہم عوام کو یہ بتائیں گے کہ وہ کس چیز"
"کو کس قیمت اور کس مقدار کے لئے خرید سکتے ہیں۔ اور کس چیز کو کس قیمت"
"اور کس مقدار سے موجودہ مقابلہ کی دنیا میں فروخت کر سکتے ہیں۔"

اسی طرح انگلستان کے بیشتر اہل خیال تاجروں کی مشکلات اور ہندوستان سے ان کی اور عالمگیر قسم کے تعلق سب ذیل ہیں۔

"ہندوستان کی رعایا کو ترجیح دینا بیشک بہتر ہے۔ لیکن جب اس کی مشکلات یہ ہیں"

وجہ سے یہ ملک ہمیشہ قحط زدہ رہتا ہے۔ ان تمام مشکلات میں سے ایک
بڑی مشکل یہ ہے جو میرے پاس دوست سر ہیدن نے بیان کی ہے
کہ ہندوستان ہمیشہ سے بندوبست نہیں رہا اور اس لیے جب سے
انگلستان سے ہندوستان کا تعلق ہوا ہے ہندوستان کے
یہاں سے کوئی ایسا انتظام نہیں کیا گیا جو ہمیشہ کے لیے
قائم رہتا۔ کوئی بندوبست ایسا نہیں ہوا جو ہمیشہ کے لیے
نہیں ہوا ہے تو یہ ہے کہ ہندوستان کے ہر ضلع کے
لیے مستقل بندوبست کیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کی بہت سی مشکلات ہیں جو اس جنگ کے زمانہ میں ہندوستان کو بہت زیادہ نقصان پہنچا رہی ہیں۔ مثلاً جنگ کی وجہ سے ہندوستان کی صنعت بہت سخت نقصان برداشت ہوئی ہیں۔ اس لیے ایک بہت بڑا فائدہ بھی ہوا ہے اور میں کہوں گا کہ جنگ یورپ ایک حیثیت سے ہندوستان کے لیے بہت ہی ثابت ہوئی ہے۔ شاید کچھ لوگ میرے اس دعوے پر ہنسیں گے اور تعجب کریں گے۔ لیکن میرے پاس اس کے کافی دلائل موجود ہیں۔ اس جنگ سے پہلے ہندوستان اپنی تمام ضروریات میں جس قدر یورپ کا محتاج تھا وہ ظاہر ہے جرمنی اور انگلستان کی مضبوط اور مضبوط مصنوعات کے لیے کوئی شخص سوویٹی اس کی قدر نہیں نہ کر سکتا تھا۔ شخص دیسی مال کو خریدتا اور اپنے ملک کی ترقی کی شاہراہ کو تیار کرتا تھا۔ لیکن جنگ کے زمانہ میں اور خصوصاً آخری دو سالوں میں ہندوستان کو مجبوراً دیسی مال خریدنا پڑا اور کچھ تو یورپین مال کی گرانی اور کچھ اس کی کمیابی کی وجہ سے ہندوستانی صنعت کو نسبت ترقی حاصل ہوئی۔ جنگ کے تھوڑے

ی زمانہ قبل جرمن تاجروں نے ہندوستانی تجارت کو بالکل اپنی ملک کر لیا تھا خصوصاً موسیقی کے الات مد رنگ وغیرہ اشیاء بالکل جرمنی سے آتے تھے اور انگلینڈ کو کوئی چیز بتانک نہ تھا۔ وہ صرف رباب موسیقی اور رنگ بادیگر اشیاء کی زیادہ تر جرمنی سے آتی تھیں اور جب انگلینڈ سے بتانک پر جرمنی مصنوعات کو ترجیح دی جاتی تھی تو مذہب کا تو سوال ہی کیا تھا۔ یہ ہیں ہمارے ان شیدائی قدر دانوں کے کارنامے جو جرمنی سے ایک سال قبل جرمنی سے ہندوستان آئیں۔

سلائی کا پرزہ	ایک کروڑ تیس لاکھ روپیہ
رنگ وغیرہ	ایک کروڑ چالیس لاکھ روپیہ
لوہے اور فولاد کی مصنوعات	ایک کروڑ نوے لاکھ روپیہ
ریلوے اور اس کے متعلق اشیاء	ایک کروڑ روپیہ
اونی کپڑا	ایک کروڑ بیس لاکھ

ان اعداد و شمار سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ جرمن کارخانہ داروں نے جس قدر ہندوستان کو لوٹا ہے اور اس کی صنعتی و ملی ترقی کے جسم نحیف کو جس قدر مجروح کیا وہ کس قدر افسوسناک اور دردناک رہا ہے۔ اس کی بڑی وجہ تو یہی ہے جسے میں پہلے بیان کر چکا ہوں یعنی ہماری تعلیمی خرابی اور دوسری وجہ بھی اسی کا ایک جزو ہے یعنی ہماری تعلیمی کمزوری ہمیں اصل مسئلہ پر غور نہیں کرنے دیتی اور ہم خود چھدرا اور غیر ضروری چیزوں کو بے تحاشہ خرید کر ان جرمنوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور غیروں کے پاؤں اور زر و کو بے تحاشہ کھانے لگتے ہیں۔ یہ بات ہمارے لیے ہی مضر نہیں بلکہ ہماری حکومت کے لیے بھی مضر ہے اسی وجہ سے کہ جرمن بڑھتی ہوئی تجارتی ترقی کی وجہ سے ہندوستان کو اپنے زیر نگین کر لیا اسی طرح اگر کوئی اور قوم ہندوستان کی تجارت پر حاوی ہو جائے اور اس کی مالک بن جائے تو بہت ممکن ہے کہ یہی واقعہ اس کے بھی حسب حال ہو جائے

[illegible] ہندوستان کو [illegible] جسقدر نقصان پہنچایا وہ ظاہر ہے۔
[illegible] سے بہتر [illegible] قوم یورپ میں سے تو میں [illegible]
[illegible] ہندوستان [illegible] ہندوستان [illegible]
[illegible] ہندوستان [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
ہندوستان [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

"نہیں ہوسکتی۔ یورپ کی تمام مہذب سلطنتیں اپنی رعایا کو خود اعلیٰ تعلیم دیتی
"ہیں۔ حتیٰ کہ انگلستان نے بھی اپنے نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم دینے کا فرض خود
"کر لیا ہے چنانچہ سر جان گورسٹ نے صنعت و حرفت کی اشاعت کے
"متعلق تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جو قوم قدرت کے پوشیدہ خزانوں
"زمین کی قیمتی درکار مدسید و رسے مستفید ہونا چاہتی ہے اسکا فرض ہے
"کہ وہ اپنے نوجوانوں کو سائنس کی تعلیم دے۔ اس میں صنعت و حرفت
"کی اشاعت کرے۔ اس معاملہ میں جرمنی سب سے پیش پیش ہے اور
"اس نے اس راستہ میں انگلستان کو شکست دیدی ہے۔ اس نے اپنے
"ملک میں ایسی درسگاہیں اور ایسے عظیم الشان محل تیار کرائے ہیں جہاں
"سائنس کی نہایت اعلیٰ تعلیم دیجاتی ہے۔ اور نوجوانوں کے موجد و کارآمد
"دماغ تیار کیا جاتا ہے یہی راستہ جاپان نے بھی اختیار کیا ہے اور اس
"اس عرصہ نے علم نباتات و معدنیات کی بڑی بڑی درسگاہیں قائم کی ہیں۔
"اور وہاں ان علوم کے بڑے بڑے پروفیسر جرمنی سے بلائے گئے ہیں
"تاکہ وہ انہیں ترقی دینے کے عملی وسائل و شورع پر قابض کرادیں۔ مگر
"ایک ہمارا ہی ہندوستان ہے کہ باوجودیکہ ہم کروڑ کی عظیم الشان آبادی کے
"ہزارہا مفید و کارآمد اشیاء کے قدرتی طور پر موجود ہونے کے باوجود
"ترقی کی تمام لوازم پر قدرت حاصل کرنیکے ہم تن پوشی اور شکم پروری
"تک میں غیروں کے محتاج ہیں۔ یہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے اور اس بات
"سے ہر شخص واقف ہے کہ ہمارے ملک میں خام اشیا کثرت سے موجود
"ہیں لیکن محض اعلیٰ تعلیم اور تجارتی قائم کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے بالکل
"معذور اور بیکس ہیں۔ اگر ہمیں اعلیٰ تعلیم دیجائے تو شاید ہمارے ملک سے

"اس قدر کثیر تعداد میں مذہبی وجائے جو زندگی بسر کرتے ہوئی ہو ملک
دنیا کے کسی اور حصے میں نہیں پائے جاتے۔"
"ان کی یہ تعداد ان کے سبب کے کسی بھی خیالی پابندی سے بچ سکتی ہے۔"
"اور ان کی ان خصوصیات کے سبب سے بہت بڑے دشمن آسانی سے
پیدا کیے جا سکتے ہیں۔"

یہ خیالات جلد ہی ان کے جدید کوئی اس بات پر تعجب کر سکتے کہ آج سے
دو سو سال پہلے پنڈت تلوی کے دل میں ہندو دیوی پرستی کا خیال آیا تھا ہندو
دیوی پرستی اور اس کی مذہبی کہانیوں کے فلسفہ تحت کے بارے میں جتنا کچھ
اس کے علاوہ اور اس کے ذہن پنڈت تلوی اور نہیں جیسے دوسرے
تھے۔ اس کے علاوہ ان کے مذہبی عقیدے جیسے ذہنی ہمت دگ تھے ان کی
بنیاد تھیں جن کی بدولت ہماری قوم ایک قوی یونیورسٹی کی بنا سکے
اور اپنے ایک قدرتی حق سے متمتع ہو سکے۔ خود وہ تحت کیتھ اور دوسرے
دیتے پیدا کی اور اس کے پہلے پرنسپل پروفیسر میکسمولر تھے۔ یہ یونیورسٹی
کے متعلق ابتدائی عملی تجویز ۱۹۰۰ء میں شروع ہوئی۔ اور بنارس کے ایک جلسہ میں
پیش کی گئی۔ یہ دور نہ تھا جبکہ سودیشی تحریک نہایت زور پر تھی۔ بنگال میں ایک
تخت ہلچل کی صورت پیدا کئے ہوئے تھی۔ ہر روز کے اخبار سودیشی
سندو یونیورسٹی کی بھی سودیشی تحریک کا ایک ضمیمہ سمجھے ہوئے تھا اور وہ یونیورسٹی
میں یہ خصوصیت کی تلاش ہوئی محسوس کر رہا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے ڈیکلریشن
دامن میں یونیورسٹی کے خط و کتابت کے مسئلہ کو خوب واضح کیا۔ اور اس کے بانیوں کو
حکومت کی بیخ و بنیاد کو کمزور کرنے والوں میں شمار کیا۔ آخر مجبوراً مالوی جی کو اس
الہ آباد کی تیز و طرار زبان کا ایک دندان شکن جواب دینا پڑا اور انہوں نے یونیورسٹی

کی حقیقت اور اس کی ضرورت وغیرہ مقامات کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ پیش کیے بتا دیا کہ ہیکومنڈین دماغ کس قدر میز سے مشابہ ہیں۔

ہندو دیوتاؤں کی تعلیمی تاویز کو بتا کر گورنمنٹ سے ظہور کر دیا لیکن یہ دلیل تعلیم سے تعلق رکھتی ہے جو کچھ حصہ تاریخ میں ہے اس کا بیان کرنا یا نہ کرنا یہ سلطنت کسی خیر مذہب کی شکایت نہیں کر سکتی لیکن ہی ہے کہ یہ کمیٹی دل آزار تجویز کرنے والا جواب ہندوؤں کو دیا گیا اگر کوئی عیسائی سلطنت بت خانوں کی خیر مذہب کی شکایت نہیں کر سکتی تو کیا وہ بھی جائز نہیں سمجھی گی کہ جو لوگ کسی مذہب کے پیرو ہیں وہ اس سے واقفیت حاصل کریں اور اپنی مذہبی تعلیم حاصل کریں لیکن بس نقطہ بہ تم کچھ نہیں کہنا چاہتے اس وجہ سے کہ یہ کان معقول اور مدلل آواز نہیں سنتا۔

مسٹر جسٹس نے اس مضمون میں ہندوؤں کی اہانت کی اور انہوں نے انگلستان تک انصاف طلب آواز کو پہنچایا۔

پنڈت مدن موہن مالوی کی زندگی کا ایک مختصر سا خاکہ کھینچ کر اب ہم ان اخلاق و خصائل سے بحث کریں گے جو ایک شخص کی لائف کا سب سے ضروری اور بہت اہم جزو ہوتے ہیں اگر کوئی شخص دنیا میں کامیابی حاصل کرے اور اپنی علمی قابلیت و تدبر سے ملک میں سکہ جما دے مگر اسکا کیریکٹر بد نما داغوں سے آلودہ ہو اس کے اخلاق و عادات مذموم و خیر مقبول ہوں تو وہ ہرگز لائق انسان نہیں سمجھا جا سکتا اور نہ اسکا قول و فعل قابل تقلید و ستائش ہو سکتا ہے پنڈت مالوی جہاں بحیثیت ایک ذی علم بزرگ کے بحیثیت ایک محب وطن کے بحیثیت ایک ذی وجاہت و اقتدار شخص کے ایک ممتاز اور بلند درجہ پر ہیں وہاں وہ کئی صفت میں نظر آتے ہیں جنہیں ہندوستان کی کشتی کا ملاح کہا جا سکتا ہے وہاں ان سب باتوں کے علاوہ بھی انمیں چند ایسی باتیں ہیں جو بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہیں اور جن کی ایک

[illegible] ہے۔

[illegible] ہے کہ موجودہ [illegible] [illegible] [illegible]

ہو کر لے اور اپنے ضمیر کے مطابق بولنے پر جستہ دیتا ہے اسکا ثبوت انکی زندگی کے بہت سے واقعات سے ہوتا ہے۔ پنڈت مالوی اور لفٹنٹ گورنر پنجاب سے پنڈت مالوی نے جسقدر دلیری اور آزادی سے مقابلہ کیا وہ انکی زندگی کا ایک نہایت اہم واقعہ ہے۔ جب پنڈت مالوی کانگریس کی طرف سے تقریر کرتے ہیں تو ہندوستان کی سب سے بہتر تقریر کرتے ہیں جسقدر پنڈت مالوی نے ہندوستان کی حالت میں ہندوؤں کا خیال زیادہ نہیں کیا جسقدر مسلمانوں کی حالت بہتر بنانے کی طرف اس سے بہت زیادہ مدد دی گئی مگر دیگر موجودہ میں ہندوستان کی حالت جو ہے اس باوجود دوست اور کثرت آبادی کے بہت کم مدد دی گئی ہے۔ غرضکہ کسی قسم کے چھیڑ چھاڑ نہیں سے اس دیری کے ساتھ جنجیں پنڈت مالوی مسٹر جناح اور دیگر ممبران سے چند غیر ضروری باتیں بہت زیادہ غضب ہو گئے اور انہوں نے اپنی وقار موجودگی کو قطعی خود داری کے خلاف سمجھا اور اٹھ چلے گئے۔ لیکن پنڈت مالوی نے ڈوفرن صاحب کی سخت مخالفت کی اور انہوں نے ایک ذی قدر تاریخی لفٹنٹ گورنری کی نہایت صاف صاف خامیاں ثابت کرتے ہوئے اپنے دلکھولنے پر اس جلال سے مرعوب و مسحور نہ ہونے دیا۔ اس وائسرائے کونسل میں صدر تھے۔ دوسرے دن وائسرائے بہادر کونسل میں تشریف لائے اور انہوں نے اس واقعہ پر اظہار تاسف کیا۔ اور فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ جسقدر اہم موجب ہنگامہ میں چند وجوہ سے شریک نہ ہو سکا۔

پنڈت مالوی نے اپنے مضامین سے ہندوستان کو آگاہ کر دیا کہ کونسل میں کس طرح ہمارے جذبات و حسیات کی پروا نہیں کی جاتی اور بغیر کسی شرم و غیرت کے نہایت جسارت کیساتھ ہمیں زک پہنچائی جاتی ہے۔ ان مضامین سے تمام ہندوستان میں ایک آگ لگ گئی اور ہر شخص سر مائیکل اوڈوائر صاحب کی اس تقریر سے سخت ناراض

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ڈاکٹر ایرکن ترکمن
[illegible]

اردو میں ترکی الفاظ

پیش لفظ: [illegible] اردو میں [illegible] الفاظ [illegible] اردو میں [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

Gerard Clauson An Etymological Dictionary of pre Thirteenth Century Turkish, Oxford Clarendon Press 1972

[illegible]

Sinaceben J. 1963, II 1965, III 1967, IV 1975 Wiesbaden

جدید فارسی میں ترکی اور مغلوی عناصر

[illegible]

[illegible]

* Dr. Muhammad Yaqub Mughal, Herit[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱۲۵۲-۱۲۲۵ھ) دہلوی کے ان شعروں سے ظاہر ہے:

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے اسے [illegible] ہیں [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

[illegible]

[illegible] ۱۹۲۰ء [illegible] ۱۹۲۱ء [illegible] ۱۹۲۲ء [illegible] ۱۹۲۳ء [illegible] ۱۹۲۴ء [illegible] ۱۹۲۵ء [illegible] ۱۹۲۶ء [illegible] ۱۹۲۷ء [illegible] ۱۹۲۸ء [illegible] ۱۹۲۹ء [illegible] ۱۹۳۰ء [illegible] ۱۹۳۱ء [illegible] ۱۹۳۲ء [illegible] ۱۹۳۳ء [illegible] ۱۹۳۴ء [illegible] ۱۹۳۵ء [illegible] ۱۹۳۶ء [illegible] ۱۹۳۷ء [illegible] ۱۹۳۸ء [illegible] ۱۹۳۹ء [illegible]

[illegible]

ترکی سے اردو میں آنے والے الفاظ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں سے بعض الفاظ تو ایسے ہیں جو عربی اور فارسی کے توسط سے اردو میں داخل ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد بھی کافی ہے۔ ان کے علاوہ ترکی سے براہ راست اردو میں آنے والے الفاظ کی تعداد بھی کم نہیں ہے۔ ان الفاظ کو ہم تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) وہ الفاظ جو ترکی سے براہ راست اردو میں آئے ہیں۔ (۲) وہ الفاظ جو ترکی سے عربی اور فارسی کے توسط سے اردو میں آئے ہیں۔ (۳) وہ الفاظ جو ترکی سے براہ راست اردو میں آئے ہیں۔

(۱) ترکی سے براہ راست اردو میں آنے والے الفاظ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان الفاظ کو ہم تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۲) ترکی سے عربی اور فارسی کے توسط سے اردو میں آنے والے الفاظ کی تعداد بھی کافی ہے۔ ان الفاظ کو ہم تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۳) ترکی سے براہ راست اردو میں آنے والے الفاظ کی تعداد بھی کم نہیں ہے۔ ان الفاظ کو ہم تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ صوفی عبدالحق کے لیے دیکھئے محمود نامہ، ص ۲۵ تا ۲۷۔

یں کہ تعلیم یافتہ خدمت انجام دیتا ہے جیسے کہ [illegible] سے فارسی میں [illegible] ایک [illegible] کے [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [

کمی ۱۰ میں یہ مقام بھی ہے

۱۲۔ آشتی: (ت ف) حریرہ، شوربا، رقیق غذا (فیروز ۲)

۱۳۔ سکنات، تہمت [illegible] اتفاق ظاہر ہے یہ تہمت بنالیا۔ (آصف ۱، ۱۵۰)

۱۴۔ اخا: (م ت) ا۔ آقا، مخاطب ہونے والا بھائی ۲۔ حاکم، افسر (فیروز ۲، ۲۰۰)

۱۵۔ [illegible] سے سرخ رنگ ہوتی ہے [illegible] ۲۹

۱۶۔ [illegible] (فیروز ۱۰۰) فیروز نے (ف) اور آصف نے (ع) دکھایا ہے۔

۱۷۔ عنایات [illegible] فرمان بادشاہ، مہر شاہی، انعامی خلعت، جاگیر کا سند (آصف ۱، ۲۹۱)

۱۹۔ [illegible] عطر کیا ہے خلاصہ و [illegible] بمعنی عطر مشک استعمال کرتی ہیں۔

[illegible] ۲۳۰ اور ۲۳۱)

[illegible] کی دی جانے والی خلعت، وہ تیر جو [illegible] جائے، خلعت یا انعام [illegible] ۲۰۰ [illegible] ۲۰۰ [illegible] رکھا۔

۱۸۔ محبت: محبت [illegible] محبت [illegible] اور [illegible] محبت کرنا، [illegible] (آصف ۱، ۲۵۹)

۲۰۔ [illegible] بھائی، بھائی کی طرح، [illegible] ۲۰۰ [illegible] وجہ سے ہمیشہ [illegible] ہوتا ہے [illegible] ۲۰۰ [illegible] ۲۰۰ [illegible] ۲۰۰

بڑا = (کاؤ ۲۲۲) اور بیگ (دیکھئے یہاں
میں اور بھی اختصار سے "بے" ہو گیا ہے۔ بڑا
بیگ کا مطلب "چار" ہوتا" بھی
بیگ کا مطلب "سردار" ہے۔

شمس: "ان تمک بوگ ۔ علیا" ۱۰۰۰
شمس: بڑے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۵ قطب

۲۳۔ [illegible] ۱۷۱، اور [illegible] ۱۷۱ میں [illegible]

۲۴۔ [illegible] ۱۸۳۲ء [illegible] ۱۸۳۲ء [illegible]

۲۵۔ [illegible] ۱۲۲۰ھ [illegible] ۱۲۲۰ھ [illegible]

۲۶۔ [illegible] ۱۲۲۵ھ [illegible]

۲۷۔ [illegible] ۱۲۲۵ھ [illegible]

۲۸۔ [illegible] ۱۲۲۸ھ [illegible]

۳۹۔ برتہ (دت) "اونٹ یا گھوڑے اور بھیڑ کی نسل کے کوئی رنگ جس کی جھلک سفید ہو" (آکسفورڈ ۱۹۷۱ء)

۴۰۔ بوزہ: ت، "گھوڑے کا خصی سفید، سفید گھوڑا" (ق ۱۰۵۰ء)

۴۱۔ بوزہ: ت، "بھورا یا کسی اور رنگ سے ملا ہوا خاکستری" (ق ۱۰۵۰ء)

۴۲۔ بوقلمون: ت، "ہر رنگ یا گھوڑے کا ایک رنگ جو مختلف رنگوں کے ملنے سے بنتا ہے، رنگا ہوا" (ق ۱۲۳۲ء)

۴۳۔ بہادر: ت، "مردانگی کی صفت رکھنے والا، شجاع، جری، جوانمرد، جنگی، دلیر، ایک خطاب جو ماتحت یا ادنیٰ حکام کو دیا جاتا ہے" (آکسفورڈ ۱۹۷۵ء)

۴۴۔ بیدی: ت، "وہ گھوڑا جو دوڑ میں سب سے آگے رہتا ہے" (ق ۱۰۵۰ء)، "بیدی: ت، وہ گھوڑا جو دوڑ میں سب سے آگے رہتا ہے" (آکسفورڈ ۱۹۷۱

۵۲۔ تلنگ تلنگ (ت) "گھنٹی بجنگی" (۱۰۰ ش ۲۰۰ ع) — [illegible]
[illegible] "نشان" سنہ جاگیر کی سند، اعلانی زمین، [illegible]
چوہدری، سکہ، میڈل، ڈپلوما، عوام، اسکوٹنگ" [illegible]
بتلنے میں "تنا بھنا تا" رہتے ہوئے "تا" پر زور۔ (۲۵)

۵۳۔ تلہ (ت) "گھری" (۱۰۰ ف ۲۰۰ ع) — [illegible] "گھری" ترکی زبان کا [illegible]
[illegible] "تعلیم" ص ۱۱۱ اور ۱۲۰)

۵۴۔ تلہ (ت) "ہتھیلی" (۱۰۰ ف ۲۰۰ ع) — [illegible] تفصیلات کے لیے دیکھئے (۲۰۰ ف ۲۰۰ ع)

۵۵۔ تلہ (ت) "ہتھیلی" (۱۰۰ ف ۲۰۰ ع) — [illegible]

۵۶۔ تلہ (ت) "ہتھیلی" (۱۰۰ ف ۲۰۰ ع) — [illegible]

۵۷۔ تلہ (ت) "ہتھیلی" (۱۰۰ ف ۲۰۰ ع) — [illegible]

۵۸۔ تلنگ (ت) "سونے کی ایک قدیم اشرفی" (۱۰۰ ف ۲۰۰ ع) — [illegible]

۵۹۔ تلوار (ت) "ہتھیار" (۱۰۰ ف ۲۰۰ ع) — [illegible]

۶۰۔ [illegible]

۶۱۔ [illegible]

۶۲۔ [illegible]

۶۳۔ [illegible]

۶۴۔ [illegible]

۶۵۔ [illegible]

۶۶۔ چادر (چادر) "چادر" عطا برادر غیب

۶۷۔ [illegible] "جھگڑا، فتنہ، رد و بدل بلبک، جگہ کی تنگی، بھیڑ بھاڑ" (آصفیہ، ۲۰۰۲)

۶۸۔ [illegible] میں رکھ کر اوپر سے تہا کر رکھا جاتا ہے" (آصفیہ، ۲۰۰۲)

[illegible] "چادر" ہو سکتا ہے یا لفظ سنسکرت [illegible] "چادر" ہے [illegible] "چادر" [illegible] "چادر" [illegible] "چادر"

Khuda Bak[illegible] Library
Acc. No 58123.

۵۰۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible]

۸۴۔ [illegible] "شور و فریاد" [illegible]

[illegible]

۸۱۔ خاقان [illegible] "سلطان، بڑا بادشاہ" [illegible]

[illegible]

۸۲۔ [illegible] "وہ درخت جو [illegible]

[illegible]

۸۵۔ [illegible] "باپ کا باپ" [illegible]

اصل میں اس لفظ سے [illegible]

[illegible] "شور و فریاد" [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

بڑے لفافے ورد کہتے ہیں اور جاتے کو تحفہ
[illegible] ۔ ۔ ۔ جات قصد کے مرتب دو
حفظ جانے کو ادی جانا رہا (ص ۲۰۰۰)
"قرآن" ۱۰۰ اور ۲۲۰)

۱۸۶۔ داروغہ (ت ۴۵) "محافظ، نگران، کسی کام
کا متی کرنے والا" کوتوال، تھانہ [illegible] کمیر
[illegible] (۱۲۱۰ اور اک ۱۸)

۱۸۷۔ [illegible] "ایک قسم کا صالح ترقیہ" [illegible]
[illegible] (ص ۲۰۲)

۱۸۸۔ [illegible] "[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [

۹۔ [illegible] (آئی ایل آر ۱۹۵۰ء)

۱۰۔ [illegible] (آئی ایل آر ۱۹۴۲ء، ۲۳۲)

۱۱۔ [illegible] (آئی ایل آر ۱۹۴۲ء، ۲۳۲)

۱۲۔ [illegible] (آئی ایل آر ۱۹۴۲ء، ۲۳۲)

۱۳۔ [illegible] (آئی ایل آر ۱۹۴۲ء، ۲۳۲)

۱۴۔ [illegible] (آئی ایل آر ۱۹۴۲ء، ۲۳۲)

۱۵۔ [illegible] (آئی ایل آر ۱۹۴۲ء، ۲۳۲)

۱۶۔ [illegible] (آئی ایل آر ۱۹۴۲ء، ۲۳۲)

۱۷۔ [illegible] (آئی ایل آر ۱۹۴۲ء، ۲۳۲)

۱۸۔ [illegible] (آئی ایل آر ۱۹۴۲ء، ۲۳۲)

۱۹۔ [illegible] (آئی ایل آر ۱۹۴۲ء، ۲۳۲)

۲۰۔ [illegible] (آئی ایل آر ۱۹۴۲ء، ۲۳۲)

۹۹ ذوالجلالت "ذوالجلال، صاحب، کلمہ تعظیم، مقدسہ، کہنہ، خود فرض، عوام زادہ" (آص ۲۹، ۳۲۱)

۱۰۰ قاش "قاش، وت، "چھن کی ایک چھالک جیسی ما علوانی ترا شا ہوا ٹکڑا" (ایضاً بھوپی" (آص ۲۶۲، ۲)

۱۰۱ قاز "ت (ہند)" راجا بھی" (آص ۳، ۳۳۱)

۱۰۲ قاقی "ت)" سوکھا ہوا گوشت جسے ت ہیت ... رکھتے ہیں ... (آص ۳، ۵۰۵)

۱۰۳ قاقی "ت)" ... (آص ۳، ۳۶۵)

۱۰۴ قحاف "ت)" "انگور کی پیٹ رہی، عنقودِ قحف" (آص ۱۳، ۲۰۷، فیروز ۱، ۸۵)

۱۰۵ قدیمی "ت" "ایلہ، خانقاہ، قید، نہایت درک ترک، لغوی معنی، انتظام بادشاہی، آبرا ہی" (آص ۱۲، ۲۷۴، فیروز ۱، ۵۵۳)

۱۰۶ قرا "ت" ... (آص ۱۲، ۲۷۴، فیروز ۱، ۵۵۳) ... آئے جائے پہرہ دار" (آص ۲۹، ۲۷۱) ہر اول

قرابھی "قاقی" ... (آص ۲۹، ۲۷۱) ... (آص ۲۹، ۲۷۱) ... (آص ۲۹، ۲۷۱)

[illegible]

(فیروز ۹۹۱)

قورمہ (ت) "ہتھیار" [illegible]

[illegible]

۱۱۰۔ قورمہ (قورما) (ت) (گھی میں) بھنا ہوا گوشت" (فیروز ۸۰۳)

[illegible] پیاز، گھی اور مسالوں کی مخصوص طرح سے بنائی جاتی ہے۔ (فیروز ۸۹۴)

۱۱۔ قیمہ (ت) "مہین خورد کیا ہوا گوشت، کوٹا ہوا گوشت" (فیروز ۹۰۹)

[illegible]

[illegible]

۱۲۔ کرنا (ت) "یہ قسم کی بھی قورمہ [illegible] کے پکائی جاتی ہے" (فیروز ۹۲۱۲) [illegible]

قنات "ایک بڑے قطعے کا پردہ" (فرہنگ ۲۹۶) دیکھیے قطعیت کے لیے دیکھیے (پاورز ۲۲۴، ۲۲۵ اور کلارک ۱۲۵)

[illegible] بیچ شلوار کے اور ایک دوسرے کی شکل پر [illegible] (فرہنگ ۲۹۶) [illegible] قطعے [illegible] (فرہنگ ۲۹۶) [illegible] عورت پہنتی ہے۔

قورمہ "بھنا ہوا گوشت" (ت فرہنگ ۲۹۰) قورمہ، بھنا اور دھنا کرنا" سے (م)۔

[illegible] کے ساتھ [illegible] ہوتا ہے" (فرہنگ ۲۲۴) "پنیر الائچی" اور آٹے سے بنا ہوا" (ٹیلیٹ" (روس ۱۸۱-۲-۳)

قیمہ "کوٹا ہوا گوشت" (ت فرہنگ ۲۲۵) قیمہ [illegible]

[illegible] کا [illegible] (ت فرہنگ ۲۲۴) اور ہجات میں [illegible] کسی چیز [illegible] مطلب ہجات میں نہیں

قیمہ [illegible] مختلف [illegible] ہے۔

۱۲۷۔ کوٹلی (ت) "ص" نقطہ قلعہ و قصبہ، شہر و ریاست
برگشت نقطے و نالہ، فاصلہ ریلوے چک ۱۰ میل،
۵۸۱۱۲

۱۲۸۔ کوٹلی (ت) "ر" ریلوے ریاست خیرپور، مقام ۱۴ میل،
۵۸۱۱۲

۱۲۹۔ کوٹلی (ت، ف) چھوٹا، قریہ، نقطہ
۱۰ میل، ۲۰ ۵۸۱۲

۱۳۰۔ کوٹلی (ت) خیرپور، چھاؤنی، چک کیرانہ، مقام
۱۰ میل، ۲۰ ۵۸۱۲

۱۳۱۔ کوٹلی (ت) "ص" نقطہ قلعہ و قصبہ، شہر و ریاست
برگشت نقطے و نالہ، فاصلہ ریلوے چک ۱۰ میل،
۵۸۱۱۲

۱۳۲۔ کوٹلی (ت) "ر" ریلوے ریاست خیرپور، مقام ۱۴ میل،
۵۸۱۱۲

۱۳۳۔ کوٹلی (ت، ف) چھوٹا، قریہ، نقطہ
۱۰ میل، ۲۰ ۵۸۱۲

۱۳۴۔ کوٹلی (ت) خیرپور، چھاؤنی، چک کیرانہ، مقام
۱۰ میل، ۲۰ ۵۸۱۲

۱۲۱۔ ترکہ (صفت) ۔ بایٹہ ۔ دودھ پیتے بچے کا
لڑکا۔ دودھ شریک بھائی" (آصف، ۵۹۲)

۱۲۲۔ ترکہ (صفت) "چھوڑا ہوا، متروکہ، خدمت گار"
(آصف، ۷۱۰)

۱۲۳۔ ترکی (ت) ۔ ۹۳ ۔ خدمتگار، سادہ روٹی،
غلام کیلئے ترک" (آصف، ۷۰۹)

۱۲۴۔ ترل (ت) ۔ ۔ ۔ ۔ "قمر دین"

۱۲۵۔ ترنت ۔ ۔ ۔ ۔ "ترنت، تھوڑا" (فیروز ۱۳۳)

۱۲۶۔ ترنجن (ت) "گلی، روغن، تیل" (فیروز ۱۲۶)

۱۲۷۔ ترنگ (ت) "بالوں کا گھوڑے کی دم کے
بڑے بڑے بال جانوروں کے بال"
(آصف، ۷۸۰)

۱۲۸۔ ترنگا (ت) "خود، گھوڑے کا بکتر"
فیروز ۱۲۶)

۱۲۹۔ ترنگی (ت) "بڑی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

[illegible] ۱۹۰۲ء [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فارسی، اردو اور ترکی کے الفاظ [illegible]

اجمالی کتابیات

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ [illegible]

۷۔ [illegible]

۸۔ [illegible]

۹۔ [illegible]

۱۰۔ [illegible]

۱۱۔ [illegible]

۱۲۔ [illegible]

۱۳۔ [illegible]

۱۴۔ [illegible]

۱۵۔ [illegible]

۱۶۔ [illegible]

۱۷۔ [illegible]

۱۸۔ [illegible]

۱۹۔ [illegible]

۲۰۔ [illegible]

بکشن کمپنی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اسٹیشن۔ ۱۹۰۵ء تا ۱۹۰۶ء تصنیف ۱۹۰۷ء۔

۱۸۔ قاموس۔ قاموس اردو لغت، ٹرکشن بورڈ ۱۹۰۵ء۔

۱۹۔ [illegible] ترکی [illegible] لغت [illegible] ٹرکشن بورڈ [illegible] ۱۹۰۶ء۔

۲۰۔ چائے۔ چائے نوشی کی لغت ترکش بورڈ [illegible] ۱۹۰۷ء۔

۲۱۔ قاموس۔ قدیم اردو لغت ڈاکٹر جمیل جالبی، مجلس ترقی اردو لاہور ۱۹۷۳ء۔

۲۲۔ ڈکشنری۔ ڈکشنری آف ورکنگ ٹرمز ٹرکش بورڈ ۱۹۰۰ء۔

۲۳۔ ریڈیو۔ ریڈیو ٹرانسمیشن اسٹیشن ٹرکش بورڈ ۱۹۰۷ء۔

۲۴۔ ٹیلی پرنٹر۔ ٹیلی پرنٹر ٹیکنیکل ٹرمز ٹرکش بورڈ ۱۹۰۸ء۔

۲۵۔ ساحل۔ قاموس ترکی لغت ساحل سعادت استنبول ۱۳۱۵ھ۔

۲۶۔ سکول۔ سکول ٹیچرز ٹریننگ کالج ٹرکش بورڈ ۱۹۰۰ء۔

۲۷۔ ٹیلی۔ لغت ٹیلی ویژن فنون جمیل فنون ۱۹۰۸ء۔

۲۸۔ ٹرانسمیٹر۔ ٹرانسمیٹر ٹیوب سرکل ایشیا ۱۹۰۱ء۔

۲۹۔ ترکی۔ ترکی لغت مصطفیٰ رشید استنبول ۱۹۰۰ء۔

۳۰۔ ویفورر۔ میکسی ویفورر ترکی لغت ویفورر ٹرکش بورڈ ۱۹۰۸ء۔

۳۱۔ [illegible] ترکی لغت ترکی تاریخ قومی آنکھ ۱۹۴۳ء۔

۳۲۔ [illegible] لغت [illegible] ٹرکش بورڈ ۱۹۱۳ء۔

۳۳۔ یاقوت۔ یاقوت سوانحی و جغرافیائی لغت ٹرکش بورڈ آنکھ۔

ذاکر صاحب کی شخصیت

میری نظر میں

پروفیسر محمد شبیر خاں
علی گڑھ

پروفیسر محمد شیر خاں امریکا میں ڈاکٹر ذاکر حسین کے ساتھ

[illegible] صاحب کو میں عقیدت مند ہوں اور مجھے یقین ہے کہ یہ تاریخ اور ہم بھی مسلمان قوم
[illegible] عقیدت مند ہوں گے لیکن اس سے یہ توقع کرنا کہ ہر مجلد اور ہر صفحہ پر یہ لفظ
[illegible] ہیں لیکن وہ بھی ایک انسان تھے اور کسی مضمون میں کسی صاحب یا صاحب کو ذکر صاحب کی شخصیت
[illegible] کوئی کمزوری نظر آئے تو وہ مجھے معاف کر دیں۔ اس بارہ کہ سکتا ہے کہ میں نے ان کو لکھنے میں غلطی کی ہے۔ ان
کی کمزوری کمزوری ہو بھی تو میں کوشش فطرت یا تقاضا سمجھ جاتے ہیں اس کے کہ میرے اس مضمون کو پڑھ کر
[illegible] کوئی کمزوری محسوس کرنے کی کوشش پر مجبور ہو جائے اس لیے میں ایسے حسن اور ہیرو سے کے متعلق
کبھی کوئی بات نہ کرنے کی حزم ہے۔

مضمون کی ابتدا سے پہلے میں یہ عرض کر دوں کہ میں اس بات میں یقین کرتا ہوں کہ انسان کی شخصیت اس کی
زندگی کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے زیادہ بہتر طور پر سمجھی جا سکتی ہے۔ جائے اس کے کہ اس کے بڑے بڑے کاموں پر غور کیا
جائے۔ بڑی باتوں میں تو اکثر لوگ جو شخصیت کے ہوتے ہیں وہ بھی بڑے نظر آتے ہیں۔ انہی چیزوں سے کسی کی
[illegible] کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اس لئے یہاں میں ذکر صاحب کے متعلق چھوٹی چھوٹی باتوں پر زیادہ
دھیان دوں گا۔ اگر کوئی صاحب یا صاحبہ میری اس رائے سے اختلاف رکھتے ہوں تو میں معذرت خواہ ہوں۔

ذکر صاحب سے میری ملاقات بالکل عجیب طریقہ سے ہوئی۔ ۱۹۴۳ء میں مسلم یونیورسٹی میں بہت ہی ہنگامہ خیز
سے گذر رہی تھی۔ اس لئے کہ مسلمان آزادی سے قبل یہاں جو زبردست تعداد اور طبقہ اسلام لیگ کے ساتھ تھے اور
پاکستان بنوانے کے لئے کوشش کر رہے تھے۔ میں ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۴ء تک یونیورسٹی کا طالب علم
رہا تھا۔ جس سال میں نے ملازمت میں ایم۔ اے پاس کیا یعنی ۱۹۴۴ء اس سال تو یہ کھلی تھی اس لئے
ملک کے آزاد اور خاص طور سے متاثر ہونے والے ملک کے زیادہ تر حصوں میں خاص طور سے جن کا تعلق پاکستان سے یا
تو اس کی تحریک سے زیادہ تھا یا جہاں پر پاکستانی حیثیت کے لوگ زیادہ تھے وہ ملک کے سب نوجوان سے ملک کے

ریاضی کے طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ ان کے علاوہ بعض اور طلبہ بھی ان کے درس میں شریک ہوتے تھے۔ ان میں سے بعض کے نام مجھے یاد ہیں۔ ان میں ایک صاحب تھے جو بعد میں ڈاکٹر ہو گئے تھے۔ ان کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ ایک صاحب اور تھے جو بعد میں ڈاکٹر ہو گئے تھے۔ ان کا نام بھی

[illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔ [

آدمی کے دماغ میں بہت وسعت ہوتی ہے اور یہ ٹھیک ہے وہ ورنہ بعد ہوتا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ اور دوسرے نوجوان لوگوں کو زیادہ سے زیادہ بہت فرینڈ بنانے میں مصروف رہتے ہیں حالانکہ دوستی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دوست تو بہت ہوں لیکن دوست کوئی نہیں ہوتا۔ اس لئے صحیح دوست بنانا بہت مشکل ہوتا ہے اور میں آپ کو یہ مشورہ دوں گا کہ آپ دوست بنانے کی عادت کو ترک کر دیں۔ اس کی بجائے صرف چند دوستوں سے کام لیں۔

بہت جلد آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ جب صحیح معنوں میں آپ کو کسی دوست کی ضرورت ہوگی تو آپ کے یہ بہت سے دوست آپ کے کام نہیں آئیں گے۔ آپ کے کام صرف وہی دوست آئیں گے جن کے ساتھ آپ نے اچھے اور برے وقت گزارے ہوں گے۔ جب آپ کسی مصیبت میں گرفتار ہوں گے تو یہ دوست ہی آپ کی مدد کو آئیں گے۔ آپ کے یہ بہت سے دوست آپ کی مدد کو نہیں آئیں گے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے آپ کو ایک دفعہ کہا تھا کہ آپ کو اپنے دوستوں کے ساتھ ہمیشہ سچ بولنا چاہیئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ کسی دوست سے جھوٹ بولتے ہیں تو آپ کو اس جھوٹ کو چھپانے کے لئے بہت سے اور جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ اس طرح آپ کا ضمیر آپ کو ملامت کرتا ہے اور آپ کا دل آپ کو ملامت کرتا ہے۔ اس طرح آپ کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہمیشہ سچ بولنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ آپ کو اپنے دوستوں کے ساتھ وفادار ہونا چاہیئے۔ اگر آپ کسی دوست کے ساتھ وفادار نہیں ہیں تو آپ کا دوست بھی آپ کے ساتھ وفادار نہیں ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو اپنے دوستوں کے ساتھ ہمدرد بھی ہونا چاہیئے۔ اگر آپ کے دوست کسی مصیبت میں گرفتار ہیں تو آپ کو ان کی مدد کرنی چاہیئے۔ اگر آپ کے دوست کسی مشکل میں ہیں تو آپ کو ان کی مشکل کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر آپ کے دوست کسی مصیبت میں ہیں تو آپ کو ان کی مصیبت کو دور کرنے کی کوشش

ایک تشہیراتی مہم شروع ہوئی تھی جس کے تحت ہر ہفتے ایک نئی فلم ریلیز ہوتی تھی۔ اس تشہیر میں کہا گیا تھا کہ ہر ہفتے ایک نئی فلم ریلیز ہوگی۔ ہر ہفتے دس سینما گھروں میں ایک نئی فلم ریلیز ہوگی۔ [illegible] نے کہا کہ ہر ہفتے

اللہ تعالیٰ نے کو وہ قد دے دیا جس میں تقریباً ۔ انچ کم ہے پینے کے علاوہ نے جو نے وہ ورزش بھی شامل تھا میں
بہت خوش ہوں اور بہت اچھا محسوس کرتا ہوں کہ میرا وزن بڑھ رہا ہے۔

امریکی بوائے سکاؤٹس میں ایک بات جو میں نے بہت پسند کی وہ یہ تھی کہ مختلف قسم کے مختلف قسم کے کھیلوں میں حصہ لینے کے لئے ہر لڑکے کو ایک خاص مدت تک ایک ہی کھیل کھیلنا پڑتا تھا۔ اس طرح ہر لڑکا کسی نہ کسی کھیل میں ماہر ہو جاتا تھا۔ اس کے علاوہ ہر لڑکے کو ایک خاص مدت تک ایک ہی کھیل کھیلنا پڑتا تھا۔ اس طرح ہر لڑکا کسی نہ کسی کھیل میں ماہر ہو جاتا تھا۔ اس کے علاوہ ہر لڑکے کو ایک خاص مدت تک ایک ہی کھیل کھیلنا پڑتا تھا۔ اس طرح ہر لڑکا کسی نہ کسی کھیل میں ماہر ہو جاتا تھا۔

مرزا صاحب کو جنت نظیر وادیوں میں تعلیم کے لئے بھیجنے کی جو بات تھی گھر میں صرف والدہ اور بہن بھائی تھے۔ سکول میں صرف دو تین لڑکے ہی ایسے تھے جو ان کے ساتھ ایک کمرے میں رہتے تھے۔ باقی سب لڑکے بورڈنگ میں رہتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا بہت اچھا سلوک تھا۔ وہ ان کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا بہت اچھا سلوک تھا۔ وہ ان کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا بہت اچھا سلوک تھا۔ وہ ان کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔

مرزا صاحب کو جنت نظیر وادیوں میں تعلیم کے لئے بھیجنے کی جو بات تھی گھر میں صرف والدہ اور بہن بھائی تھے۔ سکول میں صرف دو تین لڑکے ہی ایسے تھے جو ان کے ساتھ ایک کمرے میں رہتے تھے۔ باقی سب لڑکے بورڈنگ میں رہتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا بہت اچھا سلوک تھا۔ وہ ان کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا بہت اچھا سلوک تھا۔ وہ ان کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا بہت اچھا سلوک تھا۔ وہ ان کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔

مرزا صاحب کو جنت نظیر وادیوں میں تعلیم کے لئے بھیجنے کی جو بات تھی گھر میں صرف والدہ اور بہن بھائی تھے۔ سکول میں صرف دو تین لڑکے ہی ایسے تھے جو ان کے ساتھ ایک کمرے میں رہتے تھے۔ باقی سب لڑکے بورڈنگ میں رہتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا بہت اچھا سلوک تھا۔ وہ ان کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا بہت اچھا سلوک تھا۔ وہ ان کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا بہت اچھا سلوک تھا۔ وہ ان کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔

مرزا صاحب کو جنت نظیر وادیوں میں تعلیم کے لئے بھیجنے کی جو بات تھی گھر میں صرف والدہ اور بہن بھائی تھے۔ سکول میں صرف دو تین لڑکے ہی ایسے تھے جو ان کے ساتھ ایک کمرے میں رہتے تھے۔ باقی سب لڑکے بورڈنگ میں رہتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا بہت اچھا سلوک تھا۔ وہ ان کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا بہت اچھا سلوک تھا۔ وہ ان کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا بہت اچھا سلوک تھا۔ وہ ان کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔

[illegible]

بہار کی بہت تعریف ہے۔ یہیں پر سنڈیاں ہوتی ہیں۔ ان میں سے قدرتی طور پر جو ناپسند یا سات کو دو گھنٹے بس میں لگیں گے اور میں خود آپ کو بس سے دو بجے کر دوں گا۔ اس پر وہ فوراً راضی ہو گئے۔ میں ایک مچھلی میں بیٹھ کر ان کو بس سٹینڈ لے گیا۔ وہ باہر بیک بس سیٹ ریزیو جانے کے لئے بالکل تیار تھی۔ اتفاق سے سٹینڈ پر ایک امریکہ کا نوجوان آ گیا اس کی بس ٹوٹ کر پر کر رہا تھا۔ کہنے لگے پہلے اس کو دیکھیں۔ اس میں بہت مزہ آئے گا۔ میں نے عرض کیا کہ اس کو دیکھنے میں اس قدر محو ہو جائیں گے کہ بس کے نکلنے کا خیال بھی نہ رہے گا۔ میں ضامن ہوتا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے کہنے لگے کہ اب تو دیکھ لیا۔ میں نے کہا کہ ابھی کچھ نہیں دیکھا۔ یہ تو ابتدا ہے۔ ابھی تو دیکھتے جائیے۔ دیکھیں گے کہ یہ بدبخت کیا کرتا ہے۔ کیسے کیسے مرحلے پیش آتے ہیں۔ کیسے کیسے مرحلوں سے گزرتا ہے۔ اور لڑائیوں کے بعد بہت دور جا کر کہیں کامیابی ہوتی ہے۔ وہ اس کی حسرت کرتے رہے۔ میں نے عرض کیا کہ اب تم اس کو چھوڑو۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ خیالات بھی بدلتے جاتے ہیں۔ اگر تم نے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے جذبات سمجھنے کی کوشش کی تو ہر نوجوان تم کو مجسم بے وقوف دکھائی دے گا اور تم ہر نوجوان آدمی اور ہر نوجوان لڑکی کو خرچ جوں جلی کرنے میں سے دو دو حرف کے لوگوں کو تکلیف ہوگی۔ دنیا میں ویسے ہی مسائل ہیں کہ میں نہ تم سے بے نصیب ہو جاؤ۔ یہ لے لو اور دو ہی دن میں لڑنے لگے۔

بہرحال ہم جب دوسری بس سے بہت تنگ پہنچے۔ وہاں سے سٹینڈ سے بس لی۔ اور ان کی رہائش کے مقام پر بس سے اتر کر میں مدرسہ تھا پہنچے۔ وہاں جا کر انہوں نے اور میں نے دونوں نے منہ ہاتھ دھوئے۔ وہ وہ بیٹھ گئے۔ جب میں نے دوسری دفعہ ان کو کہنے کہ اب میں بس سٹینڈ تک جا رہا ہوں تو انہوں نے بہت دعائیں دیں۔ کہنے لگے کہ تھوڑی دیر میں فوجی ہو جائیں گے۔ بس سٹینڈ تو قریب ہی معلوم ہوتا ہے پھر بار بار کہنے لگے۔ وہ خود بھی وہ میرے ساتھ چل دیئے۔ کہ جب کہ وہ سڑک دو سڑکوں میں تقسیم ہو گئی تو میں نے دیکھا کہ یہ غلط راستہ پر جا رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ راستہ تو اس کے اڈے کو لے جائے گا۔ کہنے لگے کہ اب دو آدمی چل رہے ہیں تو پھر بھی بہت مزا آئے گا۔ ارے بھائی جب کہ تم نے ہمیں واپس آنا ہے تو دوسری سڑک پر چلیں گے۔ یہ بندہ وہ بہت شفقت کرتے تھے جوان کی ذرا سی بھی تکلیف ہوتی بہت کبیدہ خاطر ہوتے تھے کسی بات کے بعد ان سے چھٹکارا کروں میں اور وہ کہ بڑھے۔ اتنے میں ایک نوجوان خوبصورت لڑکی اور ہم سے گذرتی ہوئی نظر آئی۔ فرمایا جلدی اس کے پاس جاؤ اور صحیح راستہ معلوم کرو۔ میں نے عرض کیا کہ ایسا کیا کام ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ دو آدمی ساتھ ساتھ چل رہے ہوں تو تھکتے ہیں تو کسی سے راستہ نہ پوچھیں۔ اس پر

کیے گئے تو یہ تمام اس طرح کے ہیں جن کو ہر ایک آدمی بغیر کسی خاص ہنر کے بنا سکتا ہے۔

میں خود یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں نے ان تصاویر کے لیے کوئی خاص محنت کی ہے۔ میں یہ سب کچھ صرف اس لیے کرتا رہا کہ میرا دل بہلا رہے۔ جب میں بیمار ہوا تو میں نے اس مشغلہ کو ترک کر دیا۔ اب میں اس کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اس لیے کہ میرا دل اب اس سے نہیں بہلتا۔

ڈاکٹر صاحب سے میرے بہت دنوں سے تعلقات ہیں۔ ان کے گھر میں بھی میرا آنا جانا ہے۔ ان کے بچوں کی فوٹو میں نے کئی دفعہ لی ہیں۔ ان کی بیوی کی فوٹو بھی میں نے لی ہے۔ ایک دفعہ ڈاکٹر صاحب کے بڑے لڑکے کی فوٹو لینے کے لیے میں ان کے گھر گیا۔ وہ اس وقت موجود نہیں تھے۔ ان کی بیوی نے کہا کہ آپ ٹھہریے۔ وہ ابھی آتے ہیں۔ میں ٹھہر گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر صاحب آ گئے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کی فوٹو لینے کے لیے میں آیا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت نہیں پھر کسی وقت لے لیجیے گا۔ میں نے کہا کہ اچھا۔ پھر کسی وقت لے لوں گا۔ اس کے بعد میں چلا آیا۔ اس واقعہ کو کئی مہینے گزر گئے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کی فوٹو نہیں لی۔ ایک دن ڈاکٹر صاحب کے بڑے لڑکے کی سالگرہ تھی۔ اس دن میں نے ان کی فوٹو لینے کا ارادہ کیا۔ میں ان کے گھر گیا۔ ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے کہا کہ آج میں آپ کی فوٹو لوں گا۔ انہوں نے کہا کہ اچھا۔ میں نے فوٹو لینے کے لیے کیمرہ کھولا۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب کی بیوی سے کہا کہ آپ بھی ساتھ آ جائیں۔ وہ بھی آ گئیں۔ میں نے ان کی بھی فوٹو لی۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب کے بچوں کی فوٹو لی۔ ان کے بعد ڈاکٹر صاحب کے بڑے لڑکے کی فوٹو لی۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب کی فوٹو لی۔ اس

کے مدعلم صاحبان تیدیانہ بڑے صابر بن شاکر تھے، ڈاکٹر صاحب کو کھلے دل سے خوش آمدید کہا۔ اور ہم لوگوں کو علم تھا کہ ہیں سی پی سی کا صاحب مقام دیا گیا تھا اور سند والی حیثیت سے کام کرنا تھا جہاں بزرگ صاحب وائس چانسلر تھے تو انہوں نے انہ وکرام خوشی کے ساتھ دیا۔ کھانے پر خاص خاص مہمانوں کے تحت جس کو میں نقد رتبہ ڈاکٹر صاحب سے ہوں سے یہ امید تھی جس سے ڈاکٹر صاحب کو یقین ہو کہ ہے متعلق اچھا جانا ہے گا ہوگا۔ یہ بات اس طرح بات ہوئی ہے صاحب کی مریضہ سے علیحدہ ہو کر کے دیس پہ، اور میرے پاس رہنے کے لئے دو جگہ تھی تو ڈاکٹر صاحب نے بروز منگل صاحب بہ تقریب تواں کی لکھ میں ہمارے اب وہ ہم صاحب کو جو ہیں ہے۔ میں سوشلوں اور دوستوں کو بھی بلکہ یک صاحب کی میں سفارش کرتے ہیں ہم تو ایسی عمدہ رکھا جائے جس میں ہماری رہائش کا انتظام ہو جائے ڈاکٹر یوز حسن صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ پروفیسر تھے میں تقریب ہونے والے تھے بغیر نام لیتے ہوئے کہ دیا کہ میں رہا ہوں۔ اور یہ بروز منگل کو شاید ہو خیال ہو سو کہ وائس چانسلر اپنا ایک آدمی رکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں سے کوئی کرتے ہے اس لئے انہوں نے قال کیا جب ڈاکٹر صاحب نے میرا نام لیا تو اس پر ڈاکٹر حسن صاحب نے کہا وہ تو بہت نیک دیتے ہیں آدمی ہیں اور کبھی کبھی مریضہ سے دیکھنے آتے ہیں اس لئے ان کے رکھنے سے ہمیں اچھا خیال ہے اور وہ تو ہمارے لئے بہت مددگار ثابت ہوں گے۔ ان کے اس بیان میں کتنی حقیقت تھی یہ تو کتنی وہ ہی جانتے ہوں گے جو صرف اور حسن صاحب وہ سے ہوں گے۔ میں تو صرف اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ ان کے قیام کرنے سے بڑھ کر وہ ہمارے آدمی تھے اور ہمارا انہوں نے یہ بہت نیک نیتی ہی سے اچھا ہوں۔ بہت ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے مرحوم سوشلوں میں دوستوں ہونے کے لئے کہا تو میں نے ان کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے از راہ مہربانی ہمارا انتظام کر دیا۔ لیکن جس وقت مجھے یونیورسٹی اسٹاف میں جانا ہے تو اس وقت میں متعلقی دونوں کا اس بڑے کمرے میں ہو گئے۔ انہوں نے مجھے اپنے ہال کا نمبر روم ۵ بتایا تھا اس لئے ہمارا اس کو میں رہنا میں یونیورسٹی کا جزو بنا کا نمبر روم سمجھا جاتا تھا۔

(۱۰) بہت ہم کہ سے واپس آنے پر سید محمد لدین صاحب جو اس وقت سے بہت تنگ ہو چکے تھے، انہوں نے کھلے دل سے اس کی مہربانی کرتے رہتے تھے، اب ہمارے متعلقی ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب سے ہمارا اب ہوا ایک لوگوں آزاد اب وہ جہاں ایسا ہے اب اس سے کام لیجئے اور میرا متعلقی فوراً مطمئن کیجئے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کو کچھ عرصہ رکھنے کی کوشش کی لیکن وہ نہ مانے تو ڈاکٹر صاحب نے ان کا متعلقی منظور کر لیا اور وہ دل خوشی پاکستان چلے گئے جہاں وہ اپنی طبیعت سے مگر جانا چاہتے تھے جو کہ وہ میرے پاس تھے اور میں ان کو بہت

جاتا تھا طالبان کے جانے سے مجھے بہت ۔۔۔ ہوا

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

[illegible] ہے۔ [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ہے [illegible] [illegible] [illegible]

ہرگز نہ ہوں گا۔ ذاکر صاحب وقت کے بہت پابند تھے اور بنگلور کے سب لوگ ان کی عادت کو جانتے تھے اس لیے سب کے سب مسعود کے جلد واپس آنے سے کافی دیر پہلے اکٹھے اور ذاکر صاحب خیمہ کھٹکھٹانے میں پابندیٔ وقت کے لیے تشریف لے گئے۔ ہم نے کھڑے ذاکر صاحب سے درخواست کی کہ آپ کو ابھی وقت کی پابندی کرنا ہے۔ جب تک مسعود نہ آ جائے آپ کو نہیں جانا چاہیے۔ ہنس کر کہنے لگے کہ میں نے تو آپ لوگوں سے کہا تھا کہ میں نے دعوت تو مسعود کے لیے دی ہے۔ آپ لوگ خواہ مخواہ بیچ میں آ گئے ہیں۔ جب مسعود آئے گا تو میں چلا جاؤں گا۔ ہم نے کہا کہ ہم تو آپ کے ساتھ ہی جائیں گے۔ آپ کو ہم نہیں چھوڑیں گے۔ ہم نے کہا کہ مسعود کو تو آپ کے ساتھ ہی جانا ہے۔ ہم تو آپ کے ساتھ ہی جائ

تھے۔ اور اس طرح وہ بھی فیشن ایبل صاحب دکھائی دیتے تھے۔

[illegible] کے بعد ہم نے کہا کہ ہمیں ایسے شوقین تھے جن کے ساتھ میں رہتے تھے۔ دوسرے مضامین میں بھی فنی دلچسپی رکھتے تھے لیکن میں جو نہ کوئی مضمون نہ کوئی شوق تھا نہ کوئی فن تھا۔ اور جو مضامین کی بھی میں نے [illegible] ان میں بھی میں نے صرف بھی کوشش کی تھی جو ہر [illegible] کی ہوتی ہے۔ [illegible] کے لئے [illegible] کے لئے [illegible] کے لئے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دن میں ساتھ کی نرخ سے انجمن آئی ہے۔ وہ مجھ سے بہت ہی محبت کرتے تھے۔ میں بھی ان سے بہت ہی محبت کرتا تھا۔ ان کے کسی بات کی مخالفت کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ جو کچھ وہ کہتے تھے، میں اس کو بغیر کسی اور رائے کے مان لیتا تھا۔ اس وجہ سے ان کی بعض ایسی باتیں بھی جن کو میں اب غلط سمجھتا ہوں، میں نے بغیر کسی مخالفت کے مان لیا تھا۔ ان کی بعض معاشرت کے متعلق ایسی باتیں جن کو میں اب بہت برا سمجھتا ہوں، میں نے بغیر کسی مخالفت کے مان لیا تھا۔ ان کے علاوہ میرے ساتھ علی گڑھ میں

اب جس وقت میں مرزا یوسف بیگ کو دیکھ کر ڈاکٹر نبی بخش کو یاد کرتا ہوں تو مجھ کو بہت سی باتیں یاد آتی ہیں جو میں نے ڈاکٹر صاحب کی نسبت لکھی ہیں۔ ان کے متعلق جس وقت میں کسی بات کو لکھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ان کو سامنے بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ ان کی ہر بات کو بغور سنتا ہوں۔ ان کی ہر بات کو بغور دیکھتا ہوں۔ ان کی ہر بات کو بغور سمجھتا ہوں۔ ان کی ہر بات کو بغور یاد رکھتا ہوں۔ ان کی ہر بات کو بغور دوسروں کو سناتا ہوں۔ ان کی ہر بات کو بغور دوسروں کو سمجھاتا ہوں۔ ان کی ہر بات کو بغور دوسروں کو یاد رکھنے کی تاکید کر

ہے کہ فرد کو ذہنی طور پر صحت مند رہنے کے لیے اپنی بنیادی ضرورتوں کا احساس ہوتے رہنا چاہیے۔ اس احساس کے
ساتھ ہی ساتھ فرد کو اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اس کی
شخصیت میں کوئی نہ کوئی خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس خرابی کو ہم نفسیاتی اصطلاح میں نیوروسس کہتے ہیں۔
نیوروسس کے شکار لوگ اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش تو کرتے ہیں لیکن ان کی کوشش صحیح سمت میں نہیں
ہوتی۔ وہ اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے غلط راستے اختیار کرتے ہیں۔ ان کی کوشش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ
ان کی ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں۔ وہ اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش میں اور زیادہ الجھ جاتے ہیں۔
ان کی شخصیت میں اور زیادہ خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ پریشانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ تکلیفیں پیدا ہو جاتی ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ دکھ پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ غم پیدا ہو جاتے ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ آنسو پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ آہیں پیدا ہو جاتی ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ سسکیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ چیخیں پیدا ہو جاتی ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ فریادیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ التجائیں پیدا ہو جاتی ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ دعائیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ مناجاتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ عبادتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ ریاضتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ مجاہدے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ چلے پیدا ہو جاتے ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ وظیفے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ تسبیحیں پیدا ہو جاتی ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ مالائیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ منکے پیدا ہو جاتے ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ موتی پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ ہیرے پیدا ہو جاتے ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ جواہرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ یاقوت پیدا ہو جاتے ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ زمرد پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ نیلم پیدا ہو جاتے ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ پکھراج پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ لعل پیدا ہو جاتے ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ مرجان پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ موتی پیدا ہو جاتے ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ ہیرے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ جواہرات پیدا ہو جاتے ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ یاقوت پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ زمرد پیدا ہو جاتے ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ نیلم پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ پکھراج پیدا ہو جاتے ہیں۔
ان کی زندگی میں اور زیادہ لعل پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی میں اور زیادہ مرجان پیدا ہو جاتے ہیں۔

[illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔ [

اس کے بعد وہ تقریر میں مواقع تو وہ بھی سے تقریر کرنے لگیں۔ ان کی یہ عجیب مقناطیسی طاقت کے علاوہ ایک ظریف محبت کے جذبات دوسروں تک منتقل کرنے کی بیکنی اظہار قوت بھی سے بہرہ تھا اور وہ ان حالات میں کر سکتا تھا۔

جن دنوں زمانہ میں عارضی طور سے معطل ہونے کے بعد میں کی حیثیت سے کام کر رہا تھا اور بیرسٹری کی ہیئت کو میسر نہیں ہوئی تھی میں بار بار سے تجویز ہوئے تھے کہ وہ ہر مسئلہ کو کیے ہوئے تھے اور وہ بس آئے تو عصمت فیصلہ کرتے ہوئے تھے جو ہوئے رہتے تھے اور ان کا ہاتھ بار بار کرتا تھا۔ ایک دن شعلہ کے بیٹ حالت محبت میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے دریافت کیا کہ میں نے سنا ہے کہ تم [illegible] رہتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں تو انھوں نے بہت غصہ میں آکر کہا کہ تم مسلمانوں کو کتے اور بلیوں کی طرح پالتے ہو گا۔ میں نے کہا کہ ہاں ہوتے ہیں اور ہمارے محبت تک بھی ہیں۔ وہ میرے جواب کو جواب دیا کہ ہندو لوگ کتے اور بلیوں کی طرح حیدرآباد کی ریاست میں حاکم کرتے جاتے تھے یہ تو ان کی روزی روٹی کا سوال ہے۔ آخر اب اس حالت میں کو ملازمت ہندوستان میں دینے والے ہیں ہیں سے تو بہت بڑی بات ہے کہ ہم کو ہمیں موقع ملے گا جائے گا۔ یہ وہ میرے ان میں فرق کو بھی تھی بات جان کر کہ تھی۔ وہ موقع ملتے ہی ہوں نے اس صاحب دشمنی سے کنارہ کر دیا۔

یونیورسٹی کے عہدہ سے برطرف ہونے کے بعد ان صاحب نے دی سکول آف ان کمس ڈنڈی ایج اور جامعہ کیمبرج کی طلبہ کے لئے درخواست دی سب سے پہلے انٹرویو دی سکول آف ان کمس میں ہوا۔ وہاں ڈاکٹر ولی۔ کے۔ آر۔ ولی ڈائریکٹر تھے۔ وہاں طریقہ یہ تھا کہ سب امیدواروں کو آفس میں بیٹھنے کے لئے کہا جاتا تھا اور جس کا انٹرویو ہوتا تھا اس کو باہر کر دیا جاتا تھا۔ تو جب ان صاحب کو بلا کر ڈاکٹر ولی نے کہا کہ ہوا جواب دو سیرہ میں اس بات سے خوش ہوں کہ مجھ کو تقرر ہو گیا اس وجہ سے کہ تم مسلمان ہو اور ملک کی بے اقلیت سے تعلق رکھتی ہو۔ ان نے جواب دیا کہ میں ایسی نوکری ہرگز نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ میں مسلمان ہونے کے ناطے اب سے جیل جانے والا ہوں۔ یہ کہہ کے بعد انھوں نے ملازمت کو قبول نہ کیا۔ دوسرا انٹرویو ڈنڈی کالج میں ہوا جہاں ڈاکٹر ولی یونیورسٹی کے شعبہ معاشیات کے صدر ہونے کی حیثیت سے اور پروفیسر ٹیپ ٹیچ اڈمنسٹریٹو سٹاف کالج سینٹ کیتھی کے صدر ہونے کی حیثیت سے موجود تھے۔ ڈاکٹر ولی نے وہاں بھی یہ معاملہ کیا کہ جو تم ان فاتحوں کا تقرر دی سکول آف ان کمس میں سوسائٹی اس لئے ان کو جہاں رکھنے کی ضرورت نہیں ہیں سی کسی طرح ان کو ایسے جہاں کام کرنے پر بھی کر دوں گا۔ لیکن یہ صاحب تھیں کہ اپنی ضد پر اڑی ہوئی تھیں اور ہوں نے دی سکول آف سے صاف انکار کر دیا۔ میسرا انٹرویو

حالانکہ صبح سے شام تک ہزاروں آدمی ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور ان کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے لیکن ان کی توجہ ہمیشہ ہر شخص کی طرف یکساں رہتی تھی۔ ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ حضرت صاحب کی توجہ صرف اسی کی طرف ہے۔ ان کی یہ خصوصیت ان کے ہر ملنے والے کے دل میں ان کی محبت پیدا کر دیتی تھی۔

حضرت صاحب نے اپنی زندگی کے آخری حج میں جو تقریر فرمائی تھی اس میں بھی اس خصوصیت کا ذکر فرمایا تھا۔ اس تقریر میں آپ نے فرمایا تھا کہ میں نے اپنی زندگی میں بہت سے حج کئے ہیں اور ہر حج میں میرا یہ تجربہ رہا ہے کہ جب میں حج سے واپس آتا ہوں تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اب کی دفعہ میں نے حج بہت اچھی طرح ادا کیا ہے۔ اب کی دفعہ میں نے حج بہت اچھ

یا کچھ بھی نہیں۔ جہاں تک مجھ سے ہو سکا میں نے خوشگوار۔۔۔ دل میں سے جو یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہ رہی کہ کون سے کوئی رکاوٹ ہے۔ ہیں اس لئے کہ جب میں مرکب عیاداتِ علم تھا تو دل کے بہلانے کی بہت مشہور و مقبول چیز تھی اور اب تو ہم نے اس کا یقین ہے کہ تم کسی سے محبت کرتے ہو تو نہیں یہ بات معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں وہ بھی محبت کرتے ہیں یا نہیں۔ یہ بات تو کوئی بندر بھی کر سکتا ہے اس محبوب پر عمل کرتا ہوں۔

آپ تعجب کرتے ہوں گے کہ میں اس محبت کی داستان سے ذاکر صاحب کی تصنیف کا کیا تعلق ہے لیکن یہ ہے کہ ذاکر صاحب کو بھی معلوم ہو جائے کہ میں کیا کر رہا ہوں۔

فی الوقت تو میں اپنے ہر پروفیسر صاحب کو ذاکر صاحب کے متعلق آپ دوستوں کو مختصر بتا دوں۔ ذاکر صاحب کی بات جو خواہ مخواہ کسی سے بھی کر لیتے تھے وہ یہ تھی کہ ۱۹۲۳ء کے معاشیات میں ہر وفیسر کی حیثیت سے تقرر کیا گیا۔ ہوا یہ کہ متعدد لوگوں سے جن میں کلکتہ کے پروفیسر گھوش، مدراس کے پروفیسر کرشنا سوامی ایوار، بمبئی کے پروفیسر لالہ بھائی دادا بھائی نوروجی اور الہ آباد کے پروفیسر ہری رام وغیرہ تھے، مشورہ کیا گیا۔ ان سب نے ذاکر صاحب کے حق میں رائے دی۔ اس لئے ان کا تقرر ہو گیا۔ اور یہ بات ذاکر صاحب کو بہت پسند آئی۔ اس کے بعد جب کبھی کسی سے ملتے تو اس کا ذکر ضرور کرتے۔ اور اب تو ہم نے اس کا ذکر اتنی مرتبہ سنا ہے کہ ہم کو ازبر ہو گیا ہے۔ اور اب اور دوسرے لوگوں کے پڑھانے کے مضامین کی بنیاد پر ہم نے ایم جی جوشی کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم کو ایک ہی مضمون پڑھنا ہے اور وہ ہے اقتصادیات۔ اور اس کے بعد ہم نے ان کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم کو ایک ہی مضمون پڑھنا ہے اور وہ ہے معاش

[illegible]

کی اور کوئی ملامت نہیں ہے آپ میرے متعلق ایسا خیال رکھتے ہیں۔ لیکن یہ کام فوجی عدالتوں کے سپرد ہے اور اس کے لئے ہو گا تو میں آپ کے کہنے سے بھی نہیں بدلوں گا۔ اور اگر سے مطمئن رہو تو میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں ہوں۔ میں نے یہ وعدہ کیا ہے تو میں یونیورسٹی کی ایسی عزت کروں گا کہ اگر علی گڑھ میں دیکھے۔ میں ساتھ پانچ سال کی حکومت دے دوں گا۔ میں بھی نہیں ہوں کہ میرے دل میں کوئی بات ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے وعدہ کیا ہے۔ میں ہوں کہ شیخ کی قیادت کرتا ہوں۔ وہ وعدہ کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ جب حکم دیں گے تو میں ہوں گا۔ مرتبے کی قوت کے لئے اس کو لیجئے عرض کیا کہ جب نے وہ پانچ سال کی حکومت دے دی ہے۔ میں نے فوجی سے متعلق ہوں۔ ہم لوگوں نے ان کے تشریف لے آنے کے بعد ان کے متعلق اتفاق رائے سے یہ فیصلہ کیا ہے۔

اس زمانہ میں جب کہ ہر طرف سے ہر قسم کی اشتعال انگیزی ہو رہی تھی۔ ہر قسم کے جذبات کو ابھارا جا رہا تھا۔ ہر قسم کے خطرات کا اندیشہ تھا۔ ایسے وقت میں ہم لوگوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم ہر قسم کے خطرات کا مقابلہ کریں گے۔ اور ہر قسم کے نتائج کو برداشت کریں گے۔ اور ہم

اس نے اس مرد مرد کی خواہش کے مطابق حاضر کیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں اس کی مدد کروں۔ میں نے اس سے کہا کہ میں اس کی مدد کروں گا۔ اس نے مجھ

کے ایک واقعی کے کرنے میں تھے ۔۔۔ سے ۔۔۔ وقت ۔۔۔ نے ۔۔۔ ساتھ ۔۔۔
۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

اس زمانے میں ہوسے کہ ایک دن دوستوں نے ہمدرد صاحب سے ملنے کا ارادہ کیا۔ ہمدرد صاحب کو خوش کرنے کے لئے وہ دوسرے دن کے لئے ہمدرد صاحب کے ہاں جا پہنچے۔ ہمدرد صاحب نے ان کا بڑا اچھا استقبال کیا۔ ان کے لئے کھانے کا انتظام کیا۔ کھانے کے بعد ان کو ہمدرد صاحب کی لائبریری دکھائی گئی۔ ہمدرد صاحب کی لائبریری بہت بڑی ہے۔ اس میں ہزاروں کتابیں ہیں۔ ان کتابوں کو دیکھ کر ان دوستوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ ہمدرد صاحب نے ان کو بتایا کہ ان کتابوں کو پڑھنے کے لئے ان کو کتنی محنت کرنی پڑی ہے۔ ان کتابوں کو پڑھنے کے لئے ان کو کتنی راتیں جاگنا پڑا

کے لفظ کے لئے پیش کر رہا ہوں۔

عکس مکتوب

VICE PRESIDENT
INDIA

NEW DELHI

July 2o, 1963.

My dear Shabbir Sahib,

Thank you for your letter and for the synopsis of your proposed course on the Laws of [illegible] the students will [illegible]

Your scheme is very comprehensive and ambitious much of which I am ignorant. I hope you will write out the lectures for use by a Lower public.

With all good wishes for both of you and with love for your child,

Yours sincerely,

[signature]

Shri Shabbir Sahib,
Department of Economics,
Aligarh.

ذکر اس کے کہ ملک کے عام لوگوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں سے تعلق ہونے کے باعث ہیں نے اس وقت سے
چند دن کے لیے کام بند کر دیا ہے۔ وہ فجر کی نماز کے بعد طاقت کے سب لوگوں کو جمع کر کے ان کو
سے روزہ رکھوا دیتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ان مسلمان نے مسلمانوں کی جیسے نماز دیں، ان کی ہو اس سے
کریں گے۔ وہ کسی کے خلاف ہونے پر نہ غصہ کرتے تھے نہ کسی کو سزا دیتے تھے۔ ان کے
کا یہ مطلب نہیں ہوتا تھا کہ

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ کسی کو اس کے عمل کی وجہ سے جنت یا جہنم کا مستحق نہیں سمجھتے تھے۔ وہ
یہ نہیں کہتے تھے کہ اگر کسی نے کوئی برا کام کیا ہے تو اس کو سزا نہ دی جائے۔ وہ کہتے تھے کہ
محکمہ ہے۔ اس کو اپنے ایک ماتحت کو سزا دینے کا حق ہے۔ لیکن کوئی شخص جو نیورسٹی کے وائس چانسلر کے
ہونے کے بعد جب اس کو یونیورسٹی کے کاؤنسل میں ایڈریس دینے کے لیے بلایا جائے تو مجھے نہیں معلوم کہ
اپنی تقریر میں جو بات وہ سب سے پہلے کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم سب کو اپنے اپنے
تعریف کرنی چاہیے تو سب کے سب خوش ہو کے اور خوب خوب بجا کر تعریف میں حصہ لیتے ہیں۔ مگر
مرحوم کا طریقہ اور۔ وہ صرف اس ملک کا بلکہ جس دنیا کی مسلمت کا احساس رکھتے تھے اس
سے غالب ہوئے جس سے ہی کا وہ سب سے بڑا ہیرو تھا اور بڑا ہونا ہے۔ اس کی بڑائی کا سبب یہ تھا کہ
یہ بات کرنے کا کوئی موقع اور مضمون نہیں ہے تم لوگوں میں کوئی بھی تعلیم یافتہ ہو گا جس کو
ہے اور اس کو تم نہ جانتے ہو۔ اپنی بڑائی مت کرو۔ جس کے لیے وہ تم سے اور دنیا سے

جس زمانہ میں وہ صوبہ ملک کے صدر تھے تو ان کو اکثر سفر کرنا پڑتا تھا۔ یہ سفر بھی وہ
اختیار کرتے تھے جس میں ان کو وقت کم لگتا تھا۔ ایک دفعہ ہم نے ان سے کہا کہ آپ ریل سے
کیوں نہیں جاتے۔ ریل سے آپ کو آرام ملے گا۔ انہوں نے کہا کہ میں ریل سے اس لیے نہیں جاتا
کہ ریل میں وقت بہت لگتا ہے۔ ہوائی جہاز سے میں بہت جلد پہنچ جاتا ہوں۔ اس طرح میرا
کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ وہ سے زیادہ وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کو ملنے کا موقع ان کو
لیے کیوں نہ ہو۔ پھر بھی بعض لوگ ایسی حرکت کر بیٹھتے ہیں جس کو ہوائی جہاز کے مسافر
اپنی بیوی سے ملنے کے لیے جا رہے ہیں جو سید عالم جان صاحب کی بیٹی صاحبہ کی طرف سے روانہ ہوا ہے

کے لیے تو خود بیٹھے ہیں۔ ۔ ۔

اس زمانہ میں میری ہوں کشود الگلستان میں میرے ساتھ رہتیں۔ کہنے لگے کہ میں اس بات کو نہ سمجھتے تو نہیں جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ وہ میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم نے کس سے کیوں شادی کی تھی؟ عادتوں پر دو قسم کے اسکال مختلف ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ کوئی جواب آپ میرے مزاج کا اور آپ سے میری یہ بات تو بھی ہو یہ بڑی پوشیدہ چیز ہے۔ اور جو میں رکھنا چاہوں گا۔ بات دراصل یہ ہے کہ کشود بعد ہیں بہت بھی تھا۔ اس سے نوحوں آپ بھی تعلق رکھے ہوئے تھے۔ وہ دوسروں اس سے زیادہ اس سے زیادہ میں رکھ محبت کرتا ہوں۔ بہت ہی معصوم اور نہ میں کہنے لگے۔ مجھ سے تو تم بہت خوش تھے۔ نہ کہ میرے تم نے محبت کی تھی۔ میں تو اس تمام بدنصیبی کو بھی دل لگا یا وہ حاصل نہ ہوا تم جانتے ہو میں نے عادت بھائیوں اور بھی محروم ہو چکا ہے۔ اور دونوں میں کوئی کامیابی حاصل کر سکا۔ میں ناکام رہا۔ پھر بھی سانس میں ایک جامد علیہ وہ مسلم ہو چکی ہے۔ مرد ہے اور وہ ہے وہ مسلم ہو چکی ایک مرد ہوا اور سکتا ہوا اور ہے۔ جو کسی وقت مرد ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ صاحب باتوں کی وسعت کا ہونا ہے میں نے تو ایک بات چھوٹی چیز کو چاہا اور اس کو حاصل کر لیا۔ آپ ایک نہیں دس خوبصورت، خوش اور علمی قابلیت رکھنے والی لڑکیوں سے اپنی شادی کے عام ہیں محبت کرتے تو آپ کو یہ طرز مستقل ہوتا۔ اب آپ کون سی خواہش کریں۔

— نہیں آپ نے تو میرے سر سے درد سے دل کا بوجھ اور ان کا تعبیر کام آسان کر دیا۔ اس خصوصی کا میابی بھی آپ کی مکمل کامیابی کی دلیل ہے۔ میں سوچ رہا تھا کہ شاید وہ اس جواب سے مطمئن ہو جائیں گے۔ لیکن انہوں نے اس معاملہ میں مجھ سے تفاوت کرنے کا ارادہ کیا۔ اور اپنے کئی ایسی عورت کو جو مالی مختلف خیالات اور مختلف حالات کی ہو یا کوئی معمولی عام نہیں ہے۔ تم کو اس بات کا احساس نہیں ہے کہ تم نے کس معاملہ میں کتنی بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ پھر انہوں نے اس بات کو دہرایا جس کو وہ پہلے کہہ چکے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ تم دونوں سے بہت سے علم میں بہت اضافہ کرو گے۔ تو میں خوش قسمتی کا باعث ہوگا۔

ہر چند کہ مجھ کو یہ جواب بہت ناگوار معلوم ہوا۔ لیکن قارئین سے میں معافی چاہتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ جو بات ڈاکٹر صاحب نے کہی تھی وہ بھی ٹھیک ہو چکی ہے۔ معاملہ میں کہی تھی۔ وہ سب کا سب ہی ٹھیک نہیں ہے۔ ہر چند کہ مجھے یقین ہے کہ جو بات انہوں نے مجھ سے میرے معاملہ میں کہی وہ میرے دل کی بات تھی۔ میں وہ معاملہ کے متعلق تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس لئے کہ مجھے اس کے بارے میں معلومات نہ ہونے کے برابر ہے لیکن مسلم ہو چکی ہے

جہاں میں آ کر ہوا ہوں اپنی خبر ہونے تک
کہ کہاں سے آیا ہوں کیا ہوں کیا ہونے تک

یہ ہے ہماری زندگی کی حقیقت۔ ہم کیا ہیں، کیا ہونے والے ہیں، کیا ہو گئے ہیں، اس کی ہمیں خبر نہیں۔ ہم کیا تھے، کیا ہو گئے ہیں، اس کی ہمیں خبر ہے۔ ہم کیا ہونے والے ہیں، اس کی ہمیں خبر نہیں۔ ہم کیا ہیں، اس کی ہمیں خبر ہے۔ ہم کیا تھے، اس کی ہمیں خبر نہیں۔ ہم کیا ہو گئے ہیں، اس کی ہمیں خبر ہے۔ ہم کیا ہونے والے ہیں، اس کی ہمیں خبر نہیں۔

مرحلہ کہ میں درست آنکھ کے بعد امتحان سے واپس آیا تھا اور وائس چانسلر صاحب اور میرے درمیان پہلے ہی معاہدہ ہو چکا تھا کہ میں ان تمام کاموں میں مدد دوں گا جو یونیورسٹی کی ترقی کے لئے کئے جائیں گے۔ میں ان کا پابند تھا کہ وائس چانسلر صاحب کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت نکالوں اور ایک جدید لیبارٹری کی بنیاد وائس چانسلر صاحب کو لکھ کر دوں۔ وائس چانسلر صاحب پڑھا لکھا آدمی تھا۔ میں نے اس سے اتفاق کر لیا۔ اسی دوران میں بلدیہ کے انتخابات کا بگل بجا اور انتخابات کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ تو میں نے ایک کمیٹی بنائی جس میں بلدیہ کے کمیشنر صاحب کے پرسنل اسسٹنٹ کو بھی شامل کر لیا۔ اس کمیٹی کا کام یہ تھا کہ ہر ممکن طریق سے ووٹروں کی تعداد بڑھائی جائے

چلتے ہیں۔ یہ ہے کہ وہ اپنے مخلوط خاندان کے ساتھ ۔ گئے جو وہ محض کرتے ہیں کہ ہم ایک ہی
خطہ کی ماؤں سے جنم لیتے ہیں۔ ہم ایک ہی ماں کے بچے ہیں۔ میں نے حاضرین سے چاہا کہ
بہت معذرت سے کہ وہ جو ہمارے درمیان موجود ہیں اس وقت اس مسئلہ پر بحث کریں۔ ہم آپ
جو ہمارے ساتھ ہیں ہم آپ کو بھائی سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ وہ بھائی قاتل ہیں۔ ہم نہ
وہ بھائی ہیں جو ہمارے ساتھ ہیں۔ ہم آپ کو بھائی سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ وہ بھائی قاتل ہیں۔
ہم نہ

بیٹھے باتیں کر رہے تھے میرے ہونے سے ان کی عادت کے لئے خلل ہوتا ہے اور دوسری چیزوں کا لحاظ نہیں کرتے۔ ان کے ذہن صاف ہوتے ہیں اور کام کرنے والے ہیں۔ اور ایسے آدمی کے لئے دوست مانگنے میں ہیں کو بڑھے لکھے اور اپنے کام کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ تو وہ ایسے ہی دوست چنتے ہیں جو ذہنی قوتوں کو بڑھانے کے لئے بہترین ذریعہ ہوتے ہیں۔ لیکن جب سے ہونے کے بعد جب میں نے حالات دیکھے تو میں نے محسوس کیا ہے کہ ہم لوگوں نے بالکل ہی بیکار ہو گئے ہیں۔ اب تو مجھے بالکل لڑکے اور بڑھانے میں بڑا مزا آتا ہے۔ اور پڑھنا تو بالکل ہی بند کر دیا ہے۔ اس کام کو میں نے مالی بھیجنے دیا۔ خود بہت تھوڑا سا پڑھتا ہوں۔ اور پڑھنے میں بھی بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اس سے عمل بیکار اور اعتراض ہو گیا ہے۔ اب کے لئے ہی ہیں دنیا میں ہوں۔ میں نے اپنے فرائض تو پورے کر دیئے ہیں۔ بچوں کی تعلیم کا کام میں مشغول رہا ہے۔ بچوں کے مسلم یونیورسٹی میں تعلیم پانے سے ان کی ذہنی نشوونما بہت اچھی ہو گئی ہے۔ اور ان کی بہت سی باتیں ان کی بڑھائی ہوئی ہیں۔ اب ان کو یاد کرنے کے لئے وہ دوچار ہی باتیں رہ گئی ہیں۔ اگر کبھی کبھی وہ یاد آ جاتی ہیں تو وہ یقیناً ہی ہوتی ہیں کہ ہم آدمی تو بڑے ہی عجیب ہیں۔ اور یہ بات بھی وہ کام کر رہے تھے۔

اب میں یونیورسٹی سے بالکل ہی بیگانہ ہو گیا ہوں۔ میں نے اپنے مضمون سے بھی۔ میں نے ہر مضمون پڑھا ہے۔ کبھی اپنے مضمون سے بڑا تعلق ہوتا۔ جب میں یونیورسٹی میں نوکر تھا تو کبھی یونیورسٹی سے نوکری چھوڑنے کا خیال نہیں کیا تھا۔ اور اب تو یونیورسٹی کے کام کرنے کا حوصلہ ہی نہیں ہوتا۔ بس گھر میں تعلیم میں تھوڑی بہت مدد کر دیتا ہوں۔ اور کچھ نہیں۔ بس یہ تو ہوا حاصل۔ زندگی ہے۔

میں جانتا ہوں کہ سائنس کی تحقیقات میں دو ایک سال میں کوئی بات ثابت نہیں ہوتی۔ اور یہ انسان کی کمزوری ہے کہ وہ صرف دو ایک سال میں کچھ نتیجہ نکالنا چاہتا ہے۔ لیکن ریٹائر ہونے کے بعد یونیورسٹی میں مسلم یونیورسٹی جس میں مدرسہ العلوم کے ساتھ یونیورسٹی کے ذہنی رشتہ ہوں اور کبھی کبھی تھوڑے بہت حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ تو پتہ چلا کہ موجودہ وائس چانسلر صاحب نے Administrative Reorganisation Commission بنایا ہے اور ۳۰ سال کے بعد کوئی تبدیلی کرنے اور بنیادی تحقیقات کرنے اور بنیادی تبدیلیاں کرنے اور یہ دیکھنے کہ ہر شعبہ کے اساتذہ کام کر رہے ہیں یا نہیں۔ وہ اپنے عرصہ تک یونیورسٹی میں کام کرنے کے بعد کیا کام کر رہے ہیں۔ یہ بات تو یونیورسٹی کے قواعد میں پہلے ہی سے موجود ہے۔ وائس چانسلر یونیورسٹی کے کام کی نوعیت، رفتار، ترقی

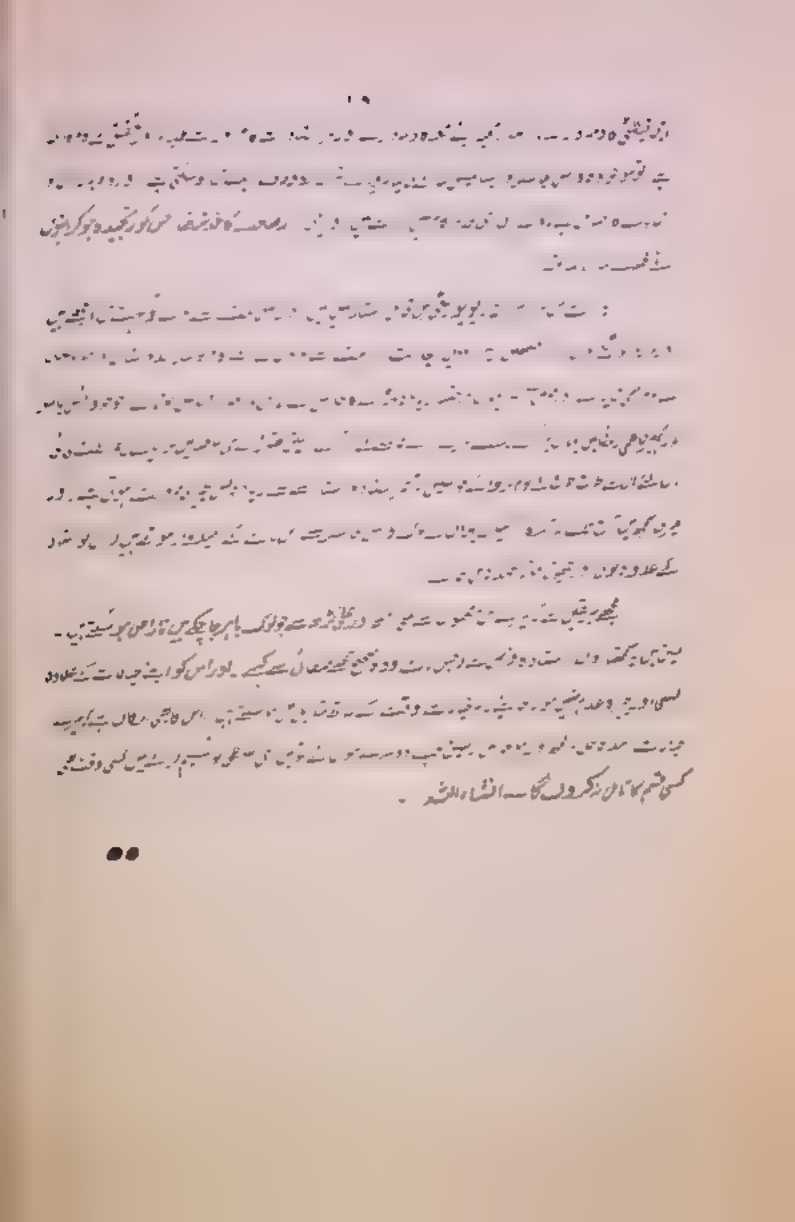

••

ڈاکٹر نثار احمد فاروقی

ڈاکٹر ذاکر حسین سے میری چند ملاقاتیں

میں نے ڈاکٹر ذاکر حسین کو پہلی بار ۱۹۳۸ء میں دیکھا۔ میں ان دنوں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں بی اے کا طالب علم تھا۔ ڈاکٹر صاحب ان دنوں یونیورسٹی کورٹ کے صدر تھے۔ ان کی شخصیت سے میں بہت متاثر ہوا۔ ان کی سادگی، ان کا انداز گفتگو، ان کا طرز تکلم، ان کی ہر ادا میں ایک خاص قسم کا وقار تھا۔ میں نے سوچا کہ کاش کبھی ان سے ملنے کا موقع ملے۔ اس وقت میں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ ایک دن میں بھی ان کے ساتھ کام کروں گا۔

۱۹۴۸ء میں جب میں انگلستان سے واپس آیا تو میں نے ڈاکٹر صاحب کو خط لکھا کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ انہوں نے مجھے دہلی بلایا۔ میں دہلی پہنچا تو وہ بہت تپاک سے ملے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ میں کیا کام کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ میں تعلیم کے شعبے میں کام کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ تم جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں آ جاؤ۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور جامعہ میں آ گیا۔

ڈاکٹر صاحب ایک بہت بڑے عالم تھے۔ وہ بہت سی زبانوں کے ماہر تھے۔ انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ان کی کتابوں میں سے بعض کا ترجمہ میں نے بھی کیا ہے۔ ان کی کتابوں میں سے بعض کا ترجمہ میں نے بھی کیا ہے۔ ان کی کتابوں میں سے بعض کا ترجمہ میں نے بھی کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب ایک بہت بڑے مدبر تھے۔ وہ بہت سی زبانوں کے ماہر تھے۔ انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ان کی کتابوں میں سے بعض کا ترجمہ میں نے بھی کیا ہے۔ ان کی کتابوں میں سے بعض کا ترجمہ میں نے بھی کیا ہے۔ ان کی کتابوں میں سے بعض کا ترجمہ میں نے بھی کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بہت کم گو تھے۔ وہ بہت کم بولتے تھے۔ لیکن جب وہ بولتے تھے تو ان کی ہر بات میں ایک خاص قسم کا وزن ہوتا تھا۔ ان کی ہر بات میں ایک خاص قسم کا وقار ہوتا تھا۔ ان کی ہر بات میں ایک خاص قسم کا وزن ہوتا تھا۔ ان کی ہر بات میں ایک خاص قسم کا وقار ہوتا تھا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کے بعد [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

[illegible]

ڈاکٹر صاحب کے آنے سے پہلے رات کھانوں کی دعوت میں کئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب [illegible] ہو گئے۔ [illegible] کھانوں کی بہت تعریف کی۔ [illegible] کھانوں کی تعریف کی۔ [illegible] کھانوں کی تعریف کی۔ [illegible] کھانوں کی

نے حسن مَن گن کی دھن دی اور حسرت بھی مہماں داشتہ کی میداں کی طرف گئے ۔ ستہ ہدایت نکلا تھا ۔ گیندی اور بلا دستیاب تھا ئیں اور کپڑے موجود تھے ہمراہوں نے کہا کہ حاجی صاحب نے شوق سے ہو یہ تھا جو سے کھیا اور یہ کہا کہ ہم قسم کے سگریٹ اور گرم مسالہ کی توقع کی گئی ۔ ستہ کہا کہ حاجی صاحب مہمانوں سے ملے گئے کہ کل بھنگ پیتے ہیں ۔ واقف تھے کہ حاجی صاحب اور ستہ کا یہ حسن عقیدت مسلمانوں سے ہے جو ہندو پسند ہیں ۔ حق یہ ہے کہ حاجی صاحب ہندو دوستوں کی بہت خاطر کرتے تھے ۔ ان کی اور ان کے بیٹے کی بہت تعریف کرتے ہیں ۔ ان کی بیوی کی تعریف کرتے ہیں ۔ ان کی بیوی کی بہت تعریف کرتے ہیں ۔ ان کی بیوی کی بہت تعریف کرتے ہیں ۔ ان کی بیوی کی بہت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

○

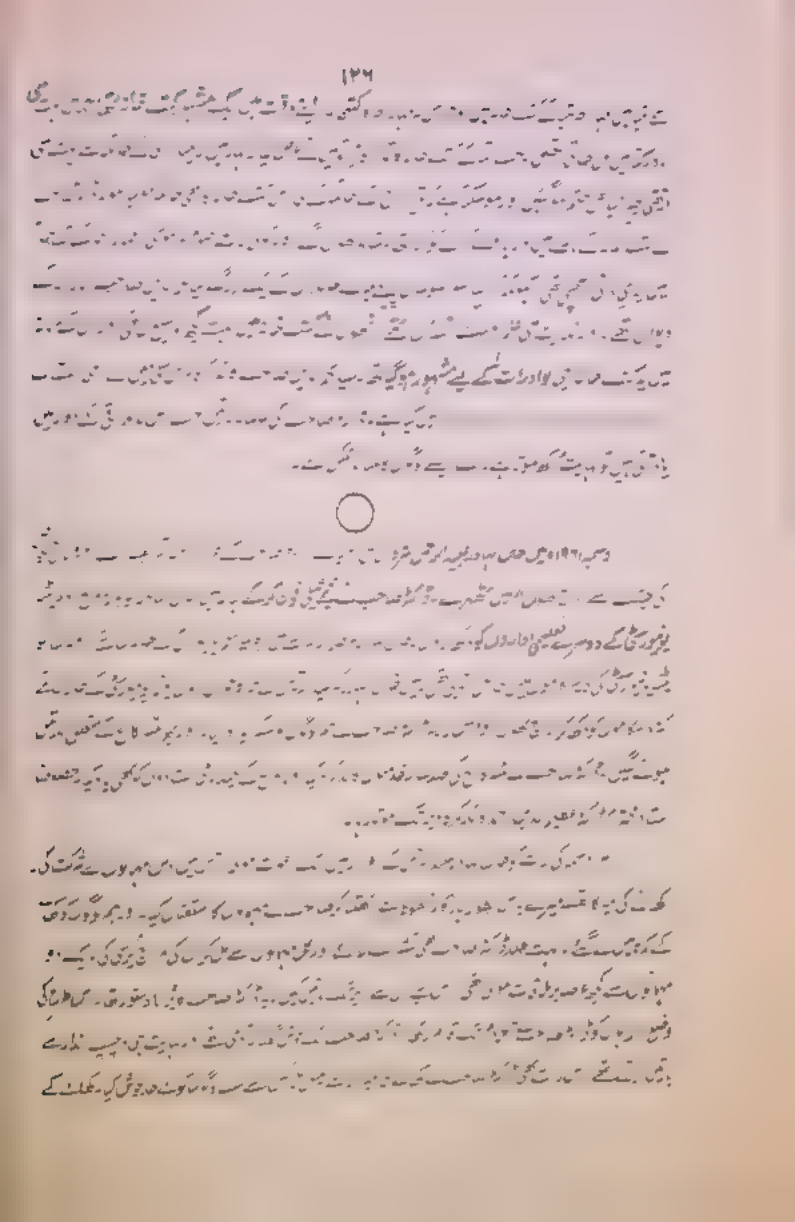

[illegible] کے [illegible] کے [illegible] رہتے۔ ایک [illegible] صاحب [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] تھی [illegible] [illegible] [illegible]

صاحب کو قتل کرنے کی دھمکی دی تھی۔ اس کے بعد ان کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا گیا۔

○

ہم جس زمانے کی بات کر رہے ہیں اس زمانے میں ڈاکٹر صاحب کی عمر ساٹھ سال کے لگ بھگ تھی۔ اس زمانے میں ان کی آنکھوں کی بینائی بہت کمزور ہو گئی تھی۔ ان کے لیے کتاب پڑھنا بہت مشکل ہو گیا تھا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قاضی معزالدین احمد

ذاکر صاحب

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز

وطن آزاد وطن کے شیدائی۔ جس کی بات جائے، ذہنی گرمی کی صورت میں نمودار ہوتے تو انھیں جیسے ہوتے۔ ان جیسے حضرات میں ایک صاحب کو خصوصیت حاصل تھی وہ آتے تو سب کی طرف سب ہی متوجہ ہو جاتے۔ یہ محسوس ہوتا جیسے سب جان کے انتظار میں ہوں۔ شمس صاحب گرویدہ تھے۔ وہ تو سکوں کا کیا سب علاقہ اور جامعہ میں زیادہ تھا کہ کوئی ان سے کیا دلچسپی ہوتی، بس تو معلوم ہوگیا کہ ان کا ذکر کیا جیسے ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دوست محمود خاں کے یہ بڑے بھائی ہیں۔ محض یہ کہ محمود صاحب کی وجہ سے ذکر کا ذکر صاحب اور یہ وصف حسین ہی سے تعارف ہوگیا۔ یہ تعلق بڑا برقی رہا اور بڑھتا چلا گیا۔

ذکر صاحب جامعہ میں علمی تعلیم کی حیثیت کو پڑھاتے تھے۔ سکول کے بچوں کی یہ خوشی ہوتی تھی کہ ان کو بھی وہ پڑھائیں۔ یہ آرزو ایک بار پوری ہوگئی، جس دور میں جیسے کہ لکھ چکا ہوں کے ساتھ کو سب سے دلچسپی زیادہ تھی اور تعلیم کی طرف توجہ کم تھی۔ ساتھ کے سب ہی ساتھیوں کے کہنے میں کہیں جاتے تو جامعہ سے تانگے سے جاتے۔ ایک دن ہم تینوں جا رہے تھے۔ جانے والے صاحب کی جگہ دوسرے صاحب آگئے۔ ایک بار سب اور وقت بدلا تو دیکھا کہ اسی یکے میں ذکر صاحب اور ان کا نام دیکھ کر بہت خوشی ہوئی لیکن ذکر صاحب نے چند بار کہا سنی ان سنی کر دیا۔ خیر ہم تینوں ہی رہے۔ وہی ذکر صاحب پڑھانے لگے۔

جامعہ کے طلبہ اور ساتھ علمی کام کے فلسفہ کوٹھیوں میں رہتے تھے۔ ذکر صاحب کا قیام بنگلہ نمبر ۱۲ میں تھا۔ یہ نمبر اب بھی ہے لیکن وہ نہیں ہے جو جامعہ کا دور تھا۔ جامعہ کا وہ دور جس نمبر کی کوٹھیوں میں تھا وہ کوٹھیاں جب ہوتی تھیں اس کا نام ساتھ تھا۔ سی کوٹھی کے میدان میں ایک بڑی کچی مٹی کا ٹیلہ سا معلوم ہوتا تھا۔ یہ ٹیلہ تھا جو ڈھلوان بنا ہوا تھا اور اس کا نام Convocation جامعہ کا پہلا کانووکیشن اسی ٹیلہ پر ہوا تھا۔ جامعہ کے بانی مولانا محمد علی جوہر نے خطبہ دیا۔ ذکر صاحب نے یہ قصہ سنایا تھا۔ ذکر صاحب اور حکیم اجمل خاں صاحب یہ ایک ہی تھے۔ ذکر صاحب کی تعریف ہمیشہ ہی سنی۔ ان کے متعلق کوئی تنقیدی بات نہیں سنی۔ ذکر صاحب کی تعریف میں ہمیشہ ہی سنا۔ ذکر صاحب کی تعریف کرنے والے بہت تھے۔ ان کے متعلق بہت کچھ سنا۔ ان کے متعلق بہت کچھ پڑھا۔ ان کے متعلق بہت کچھ لکھا۔ ان

اس قسم کی تحریریں ہوتی تھیں۔ ہر ماہ میں چند روز ایسے ہوتے تھے جب ان کی طبیعت کو ٹھیس لگتی اور وہ بیٹھ کر ایسی ہی تحریر لکھ ڈالتے تھے۔ ان کی بیوی کہتی تھیں کہ ان دنوں میں ان کے شوہر کا مزاج بہت چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر بگڑ جاتے ہیں۔ اس لئے وہ ان دنوں میں ان سے کچھ نہیں کہتیں۔ ان کی بیوی کہتی تھیں کہ ان دنوں میں ان کے شوہر کا مزاج بہت چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر بگڑ جاتے ہیں۔ اس لئے وہ ان دنوں میں ان سے کچھ نہیں کہتیں۔ ان کی بیوی کہتی تھیں کہ ان دنوں میں ان کے شوہر کا مزاج بہت چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر بگڑ جاتے ہیں۔ اس لئے وہ ان دنوں میں ان سے کچھ نہیں کہتیں۔

ذاکر صاحب بہت صاف ستھرے کپڑے پہنتے تھے۔ ان کا کوئی کپڑا کبھی میلا نہیں دیکھا گیا۔ گرمی ہو یا برسات کی امس ہو، ذاکر صاحب کے کپڑے ہمیشہ صاف ستھرے ہوتے تھے۔ ان کے کپڑوں پر کبھی کوئی داغ دھبہ نہیں دیکھا گیا۔ ان کے دوستوں سے سنا ہے کہ جوانی میں ان کے شیروانی کے بٹن ٹوٹے ہوئے نہیں دیکھے گئے۔ ان کے کپڑے ہمیشہ صاف ستھرے ہوتے تھے۔ ان کے کپڑوں پر کبھی کوئی داغ دھبہ نہیں دیکھا گیا۔ ان کے کپڑے ہمیشہ صاف ستھرے ہوتے تھے۔ ان کے کپڑوں پر کبھی کوئی داغ دھبہ نہیں دیکھا گیا۔

ذاکر صاحب کی طبیعت میں ظرافت کا عنصر بہت نمایاں تھا۔ وہ اکثر اپنے دوستوں کے ساتھ مذاق کرتے رہتے تھے۔ ان کا مذاق کبھی کبھی تلخ بھی ہو جاتا تھا۔ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ مذاق کرتے رہتے تھے۔ ان کا مذاق کبھی کبھی تلخ بھی ہو جاتا تھا۔ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ مذاق کرتے رہتے تھے۔ ان کا مذاق کبھی کبھی تلخ بھی ہو جاتا تھا۔

ذاکر صاحب کی طبیعت میں ایک قسم کی بے نیازی تھی۔ وہ دنیا کی چیزوں سے بے نیاز رہتے تھے۔ وہ دنیا کی چیزوں سے بے نیاز رہتے تھے۔ وہ دنیا کی چیزوں سے بے نیاز رہتے تھے۔

ذاکر صاحب کی طبیعت میں ایک قسم کی بے نیازی تھی۔ وہ دنیا کی چیزوں سے بے نیاز رہتے تھے۔ وہ دنیا کی چیزوں سے بے نیاز رہتے تھے۔ وہ دنیا کی چیزوں سے بے نیاز رہتے تھے۔

[illegible] چند سورتیں کیے۔ [illegible] سے میں معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] جو کچھ کرو محبت سے کرو۔ [illegible] ہی کام کرنے میں ہوتی ہے۔"

۱۹۱۹ء میں [illegible] میں [illegible] سورتیں تھیں [illegible] کے روز سے شروع میں [illegible] محفوظ نہ تھی مسلمان تڑپ رہے تھے۔ [illegible] وقت تھا۔ [illegible] تھا۔ [illegible] ایک دوست کے [illegible] میں کھڑا تھا۔ یکایک دیکھا ذکریا صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ [illegible] ذکریا صاحب مسکراتے ہوئے [illegible] قریب آ کر بڑی [illegible] سے فرمایا۔ "کیسے ہو بھائی جا رہے ہو؟" میں نے عرض کیا "بھئی دلی [illegible] ہے۔ [illegible] کوئی [illegible] رہنے نہیں دیتا۔ پھر [illegible] کہتے ہیں [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔

ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم جب علی گڑھ میں وائس چانسلر تھے تو انہوں نے ایک دن مجھ سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے والد صاحب کو بھی شعر و شاعری سے دلچسپی تھی۔ میں نے کہا کہ ہاں ان کو شعر و شاعری سے بہت دلچسپی تھی۔ ان کے پاس بہت سے قلمی دواوین تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میں ان دواوین کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ میں ان کو بھیج دوں گا۔ چند روز کے بعد میں نے ان کو بھیج دیا۔ ان میں سے ایک دیوان کے متعلق ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کس کا دیوان ہے۔ میں نے کہا کہ یہ دیوان میرے نانا کا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میں اس کو پڑھوں گا۔ چند روز کے بعد انہوں نے دیوان واپس کر دیا۔ اس دیوان کے متعلق ڈاکٹر صاحب نے کیا رائے ظاہر کی تھی، اس کا مجھ کو علم نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود کی نانی صاحبہ کو قریباً ۸۰ سال کی عمر میں جبکہ وہ بیمار تھیں، میں نے دیکھا تھا۔ جب وہ فوت ہوئیں تو میری عمر ۱۰ سال کی تھی۔ ان کی وفات کے وقت میں نے ان کو بہت روتے ہوئے دیکھا تھا۔ ان کی وفات کے وقت کا تعین ہوا تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود سے پہلے اسلام تک پڑھوائی۔ کچھ سورۃ حشر کی بھی تلاوت پڑھوائی پھر حضرت مسیح موعود کی انگلیوں میں قلم پکڑوا کر تین دفعہ اللہ لکھوایا۔ مٹھائی کی ایک ڈلی دی اور پھر جس زبان کی یہ کتاب ہے یہ دعا پڑھ کر حضرت مسیح موعود کو کتاب عنایت فرمائی۔

عکس تحریر۔

اس وجہ سے کتاب کے ہر ورق کا نقش بھی مرقع ہے۔ [illegible] سے مصور و مذہب ہے

[illegible] اور اپنی ذہانت اور شرافت کے لیے اپنے حلقہ میں [illegible]

جامعہ عثمانیہ کے نصاب میں عربی کو بڑی اہمیت تھی اور بقدر ضرورت ہی سے عربی پڑھائی جاتی تھی۔ ذکر صاحب سے ایک بار میں نے ذکر کیا۔ ذاکر صاحب نے فرمایا عربی بہت مشکل زبان ہے۔ طالب علم عربی پڑھتے ہے تو دوسرے مضامین کے مطالعہ کے لیے وقت نہیں نکال سکتا۔ جامعہ میں عربی اب بھی پڑھائی جاتی ہے لیکن اب نصاب میں تبدیلی کر دی گئی ہے۔

یہ گفتگو میں مسلمانوں کی تعلیم کا ذکر ہو رہا تھا۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی بات بھی ذکر آئی۔ گذشتہ دنوں کے دوران میں مسلم یونیورسٹی کے لیے جو چندہ جمع کیا جاتا تھا۔ ملک کی آزادی کی تحریک کے تمام اخراجات کی ذمہ داری حکومت نے لے لی۔ "قوم کا پیسہ" اچھا ہوا۔ اب یہ بار حکومت اٹھائے گی اور یونیورسٹی ترقی کرے گی۔ ذاکر صاحب نے فرمایا۔ یونیورسٹی کو چندہ اب بھی جمع کرنا چاہیئے۔ ایسا کرنے سے مسلمانوں کا تعلق یونیورسٹی سے قائم رہے گا جس کی ضرورت ہے۔

ذاکر صاحب کی زندگی کے سلسلہ میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ ذاکر صاحب بہت بڑے پیمانہ پر خرچ کرتے تھے۔ قوم کا پیسہ پانی کی طرح بہاتے۔ رشید صاحب کے ہاں سے ایک بار میں رشید صاحب کے ہاں چلا گیا تھا۔ دیکھا تو رشید صاحب زمین پر بیٹھے کچھ دھو رہے تھے۔ تخت پر مرحوم پانی کا ایک قیمتی مٹکا، جس پر نہایت دلفریب کھدائی کی ہوئی تھی۔ رشید صاحب نے قلم دیکھا تو وہ آڑے ہاتھوں۔ ذاکر صاحب نے غائب ہیں "اشتہ قلم" اسے رہا ہے۔ میرے تعجب کی "کہاں گئے" تو رشید صاحب نے ہنس جاتے ہے ہی دوست کے ہاں گئے ہوں گے۔ کتنے ہی ذاکر صاحب قلم پڑھتے ہوئے سلطان ہی ہوئے۔ "قلم کے ساتھ" تو گئے ہیں" رشید صاحب نے ان سے پوچھے تھے۔ ذاکر صاحب ہنسے لگے۔ "قریب ہی کوئی مٹکا تو ذاکر صاحب نے" رشید صاحب نے ذاکر صاحب ہوئے ذاکر صاحب کا یہ پیمانہ ہی رہا ہے۔ آپ بھی شریک ہو جایئے۔"

ذاکر صاحب کی بے پروائی کے دو سبب تھے۔ مسعود حسین صاحب نے ایک بار مجھ سے ذکر کیا تھا کہ ذاکر صاحب ۱۹۱۰ء کے قبل وطن تحریک کے زمانہ میں مظفر نگر کی ایک مسجد کے حجرہ میں رہا کرتے تھے۔ ایک روز قوم کے سلطان پر تشریف لائے اور فرمایا کہ "یہ کیا گدڑی پہنے ہوئے ہیں"۔ اسی زمانہ میں جامعہ ملیہ کا ایک دلچسپ کیمپ خانپور کے مقام پر لگا ہوا تھا۔ ذاکر صاحب کا بھی وقت اسی کیمپ میں صرف ہوتا تھا۔ وہ یہ کہا کرتے تھے کہ کبھی کبھی عباسی صاحب کے ہاں کھا لیتے تھے۔ عباسی صاحب نے قرمایا

[illegible] ذکر کیا جب کی [illegible] ہوگا۔ اللہ جزا دے [illegible] ذکر کیا جب کے [illegible] خود رہبت سے [illegible] تشریف لے گئے [illegible]

[illegible] تعلیم و [illegible] جانبین [illegible] کرو دیں کے [illegible] ہوئے [illegible] گئے [illegible] گئے [illegible] گ

ور جامعہ ملیہ کی قریب کا یہ نتیجہ ہوا کہ چند تعلیم یافتہ نوجوان جامعہ ملیہ کی خدمت کے لیے تیار ہو گئے۔ ان میں سے ایک بچوں کے ڈپٹی شفیع مدینہ بجنور کے مڈل اسکول میں مدرس کے تھے اور معقول تنخواہ پاتے تھے۔ جامعہ کے مقرر تنخواہ سے پہلے ماہانہ تنخواہ کے بجائے ۱۵ روپے ماہانہ کی ملازمت ترک کر دی دوسرے ایک نوجوان تھے جنھوں نے سیٹھ سٹیفن کالج دہلی سے ایم اے کیا تھا۔ وہ بھی جامعہ میں پڑھانے کے لیے تیار ہو گئے۔ ڈاکٹر ذاکر صاحب اور ان کے رفقا کے ساتھ عشرت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ نوجوان عبدالرحمٰن صاحب بوڑھے ہو گئے ہیں اور جامعہ سے سبکدوش ہو کر جامعہ سے متصل ایک دکان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے بڑے دوست ہیں۔ ان سے میں کہتے تو معلوم ہوگا۔ مولانا سید محمد صدیق ذکر صاحب کو شد کہتے اور لکھتے تھے) کے یہ مخلص عقیدت مند سے گفتگو ہو رہی ہے۔

ذاکر صاحب کی دوسری اہم خدمت تعلیم بالغاں کی تحریک کا جاری کرنا ہے۔ ۱۹۴۰ء میں جب میں پہلی مرتبہ گیا تو معلوم ہوا کہ تعلیم بالغاں کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور عام کامیاب ہے۔ بہتر پوسٹیں حرکت میں آ گئی ہیں۔ اور تعلیم جاری ہے۔ گاندھی کے دورہ میں قریب قریب کے ہر دیہات میں جلسے ہوئے تھے جن میں ہزاروں آدمی جمع ہوئے تھے۔ ان جلسوں کے علاوہ بھی بہت سے جلسے ہوئے تھے۔ ان جلسوں میں ڈاکٹر صاحب کی تقریر ہوتی تھی۔ ان جلسوں میں ڈاکٹر صاحب نے بہت ترقی کی۔ شفیق الرحمٰن صاحب قدوائی کی نگرانی میں یہ عمل ہوتا رہا تھا۔ دلی میں ٹیپ ٹاپ مسجد پر ڈاکٹر صاحب کی بہت پرانی ملاقات تھی۔ تعلیم بالغاں کے سلسلہ میں ٹاپ پر ہی ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب کے بہت دوست تھے۔ شفیق الرحمٰن صاحب کو امید ہوئی کہ یہ کام اور بڑھے گا۔ اس قریب کی ٹیپ ٹاپ ہو گئی یعنی یہ معلوم ہوا کہ قریب بند کر دی گئی۔ شفیق صاحب سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب سے دریافت کرو۔ ڈاکٹر صاحب سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ جو ٹیپ ٹاپ کی ملکیت ہے اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ تعلیم بالغاں کریں۔ کچھ دنوں کے بعد ٹیپ ٹاپ میں پھر تعلیم بالغاں کا کام شروع ہو گیا۔ ۱۹۴۰ء میں جب میں گیا تھا تو ۱۹۴۰ء میں ۱۹۴۰ء میں ۱۹۴۰ء میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہو شیار دل میں تو ایک اک سے سوا ہیں اکبر
مجھ کو دیوانوں میں لیکن کوئی تجھ سا نہ ملا

●●

جناب شہاب الدین دسنوی

(سابق چیف ایڈیٹر فلم سوسائٹی بمبئی)

سابق مشاور، ٹی وی سوسائٹی ہندوستان بمبئی

ذاکر صاحب — چند یادیں

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی جو ۱۹۲۰ء سے تجویز میں چلی آرہی تھی، اسی وقت ثانی اور سرکاری منظوری حاصل تھی۔ مالی حالت۔ جامعہ کے ارباب حل و عقد نے غور و فکر کے بعد یہ طے کیا کہ اس کی مالی حالت استوار کرنے کی خاطر فنڈ کی فراہمی کے لیے بمبئی میں ایک تعلیمی نمائش کا انتظام کیا جائے اور اس کی نمائش کا افتتاح ڈاکٹر حاجی محمد یونس (مسٹر یونس) سے کرایا جائے، جنہوں نے مشورہ ہوا تو شہ نے اپنے سیٹھ ٹیوشن (حاجی محمد یونس) مسٹر یونس ٹیوشن سے ملاقات ہال اور گیلری کی تجویز پیش کی جو منظور ہو گئی۔ ہوٹل غفیث اور جمن قریب والی اس نمائش کے مکین تھے تفصیلات طے ہوئیں اور ڈاکٹر ذاکر حسین بھی بمبئی پہنچ گئے۔ جامعہ کے مختلف با حیثیت شخصیتوں سے ملاقات کر کے عطیات جمع کرنے لگے۔ ان کی رسائی زیادہ تر ڈاکٹر صاحب موصوف کے مخلص سابق طالب علم محمد الدین حارث (حارث بھائی) کرتے تھے ان کے علاوہ مسند تھے اسٹیم بوکیٹن کمپنی کے ایک فرد محمد بھائی کارساتھ ہوتے۔ مسلم بلک ملاقاتیں اور نمائش پر ہوتی تھی۔ بیگی حلقوں میں جو لوگ جامعہ کے تاسیس سے واقف تھے یہ واقعہ ان لوگوں سے مخفی نہیں کہ جامعہ کے بانی حضرات میں ڈاکٹر ذاکر حسین کا نام بہت زیادہ نمایاں نہ تھے لیکن یہ زیادہ موسب ہو کار ۱۹۲۶ء تھا اس لیے وہ بمبئی میں بڑا داخل سے اور جامعہ اسلامیہ کو بڑھانے کی خاطر ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنی تمام تر توجہ جامعہ کی بقا اور ترقی پر مرکوز کر دی تھی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے جامعہ کی بقا اور ترقی کے لیے اپنی زندگی کے بہترین سال وقف کر دیے تھے۔ ان کی بے لوث خدمات کے باوجود اساتذہ میں کا ایک بڑا طبقہ گاہے گاہے جامعہ کی بقا کے لیے خطرہ قرار دے کر اس کی سخت مخالفت کرتا تھا۔ ان حالات کے باوجود ڈاکٹر صاحب موصوف جامعہ ملیہ اسلامیہ کی ترقی اور اس کی بقا کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے رہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی ان خدمات سے واقف تھے اور ان کی قدر کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کے ساتھ میں نے کئی بار دیکھا تھا کہ وہ ڈاکٹر صاحب کے ساتھ بہت ہی مودب ہو کر بیٹھتے تھے اور ڈاکٹر صاحب سے تعلیمی کام انجام دیتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کے رفقا کو عطیات جمع کرنے میں ایک دقت یوں بھی پیش آتی تھی کہ کچھ ہی عرصہ پہلے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے نمونہ میڈیکل کالج [illegible] جن کی بیلی تعداد دیناں مشہور تھیں، بھی ماہانہ [illegible]

چندہ جمع کر چکے تھے اور اب جامعہ کے لیے کوئی عطیہ لینے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر وہ تو ہمیشہ کی فیاض تھیں۔ ۱۹۳۰ء
پیش پڑنے پر انہوں نے جامعہ کی مالی مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کی۔ اس کی تفصیلات جامعہ کی تاریخ میں محفوظ ہیں۔
عطیات کی رقم کا ذکر نہیں ہے۔ ۱۹۳۰ء میں جامعہ کے لیے ۲۵ ہزار روپے کا عطیہ دیا۔ اس کے بعد بھی وہ جامعہ کی مدد کرتی رہیں۔

۱۹۳۰ء میں ڈاکٹر ذاکر حسین کی والدہ کا انتقال ہوا۔ ڈاکٹر صاحب اس وقت یورپ میں تھے۔ ان کے
لیے یہ دوہرا صدمہ تھا۔ ماں کی موت کا اور ان کی آخری رسومات میں شریک نہ ہو سکنے کا۔ ڈاکٹر صاحب نے
واپسی پر عابدہ بیگم سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ عابدہ بیگم نے ان کو بلا بھیجا۔ ڈاکٹر صاحب ان کے
گھر گئے۔ عابدہ بیگم نے ان کو تسلی دی۔ ڈاکٹر صاحب نے بعد میں لکھا کہ عابدہ بیگم کی تسلی سے ان کو بہت
سکون ملا۔ عابدہ بیگم نے ان کو کہا کہ وہ ان کی ماں کی جگہ ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ان کو اپنی ماں کی طرح
عزت دی۔ عابدہ بیگم نے ان کو اپنے بیٹے کی طرح پیار دیا

ورنہ کرنل صاحب کی شخصیت تو بہت حاوی تھی۔ وہ ہمارے ساتھ ہی کھانا کھا رہے تھے۔ ان کے ہونٹوں کے کنارے جلنے کے بعد ایک مسلم اسکول کے ہیڈ ماسٹر نے جو دان کھانے کے درمیان وہاں بیٹھے تھے، ان سے بڑی عقیدت آمیز لہجے میں پوچھا تھا "آپ کو کچھ معلوم ہے یہ ہوا کیا تھا؟" تو کرنل صاحب نے بڑی معصومیت سے جواب دیا تھا "مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔ میں نے تو صرف یہ دیکھا کہ ایک بڑا سا شعلہ میرے منہ کی طرف لپکا۔" اور کرنل صاحب کی اس بات پر ہم سب لوگ بے اختیار ہنس پڑے تھے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کا ہنستے ہنستے برا حال ہو گیا تھا۔ وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے "میں نے یہ کہا تھا کہ ایسا کیوں ہوا؟ اور آپ نے یہ جواب دیا کہ آپ کو کچھ معلوم نہیں۔ میں نے تو یہ سوچا تھا کہ آپ کو کچھ معلوم ہوگا۔ اس لئے میں نے آپ سے پوچھا تھا۔" اور پھر ہیڈ ماسٹر صاحب نے کرنل صاحب کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں کرسی پر بٹھا دیا۔ کرنل صاحب نے بھی ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں کرسی پر بیٹھنے نہیں دیا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کی کرسی کے پیچھے کھڑے کھڑے ہی کرنل صاحب سے کہنے لگے "میں نے یہ سوال اس لئے نہیں کیا تھا کہ مجھے آپ کی لاعلمی پر شبہ تھا۔ میں نے تو یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ مجھے آپ کے علم پر یقین تھا۔" اور ہیڈ ماسٹر صاحب کی اس بات پر کرنل صاحب نے اپنا سر ہیڈ ماسٹر صاحب کے سر کے قریب لے جا کر ان کے کان میں کچھ کہا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے کرنل صاحب کی بات سن کر اپنا سر ہلایا اور پھر کرنل صاحب کے کان میں کچھ کہا۔ کرنل صاحب نے ہیڈ ماسٹر صاحب کی بات سن کر اپنا سر ہلایا اور پھر ہیڈ ماسٹر صاحب نے کرنل صاحب کے کان میں کچھ کہا۔ کرنل صاحب نے ہیڈ ماسٹر صاحب کی بات سن کر اپنا سر ہلایا اور پھر کرنل صاحب نے ہیڈ ماسٹر صاحب کے کان میں کچھ کہا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے کرنل

ملک میں ترقی دلانے کی قیادت، مفتی صاحب کی وفات کے بعد، ان کے صاحبزادے کے سپرد ہوئی۔ ان کے
ساتھ بھی ان کے والد کی طرح عوام کا بے پناہ خلوص تھا۔ اس کی وجہ سے ان کی ذمہ داریاں بھی بہت بڑھ گئی تھیں۔
لیکن انہوں نے اپنے والد کی طرح ان ذمہ داریوں کو بھی بڑی خوبی سے نبھایا۔ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ
ملک و قوم کی خدمت کے لیے وقف تھا۔ ان کے والد کی طرح ان کے گھر کا دروازہ بھی ہر وقت ہر ملنے والے کے
لیے کھلا رہتا تھا۔ ان کی زندگی بھی بہت سادہ تھی۔ ان کے گھر کا ماحول بھی بہت پاکیزہ تھا۔ ان کے
بچوں کو بھی ان کے والد کی طرح اعلیٰ تعلیم دلائی گئی۔ ان کے بچے بھی ان کے والد کی طرح ملک و قوم کی
خدمت کے لیے وقف ہیں۔

مفتی صاحب کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے کے سپرد جو ذمہ داریاں ہوئیں، ان کو انہوں نے
بڑی خوبی سے نبھایا۔ ان کی زندگی بھی بہت سادہ تھی۔ ان کے گھر کا ماحول بھی بہت پاکیزہ تھا۔ ان کے
بچوں کو بھی ان کے والد کی طرح اعلیٰ تعلیم دلائی گئی۔ ان کے بچے بھی ان کے والد کی طرح ملک و قوم کی
خدمت کے لیے وقف ہیں۔

ذریعے سفارش بھیجی تو حارث صاحب نے واپس کرتے ہوئے کہا "بھئی درخواستیں بہت ہیں۔ داخلے کی گنجائش باقی نہیں ہے مگر ایک بچے کے لیے تو کچھ کرنا ہی پڑے گا۔ داخلہ مسطور ہو گیا۔ میں نے جامعہ کے قواعد کے مطابق بچے کے لیے بڑے بوٹ دو جوڑی سوئیٹر اور اسے بھیجنے کی تیاری کر لی۔ لیکن کچھ ہی دنوں میں اطلاع آئی کہ بچہ بیمار ہو کر انتقال فرما گیا۔ میری آرزو تمام رہ گئی اور مجھے اس کا بہت افسوس رہا۔ اس وقت جامعہ ملیہ اسلامیہ اتنا بڑا ادارہ نہیں تھا۔ دوسرا دور تھا۔ یہ کام صرف شاذ کرنے صاحب کرتے تھے۔

جوہی کے علاقے کی ایک نیا مدد کی حیثیت سے یاد ہے۔ ذاکر صاحب کی عدم موجودگی میں ان کے دوستوں کے ساتھ مسلسل ہوتی رہی۔ اس کی نشاندہی کرتے ہوئے ذاکر صاحب کے صدر بھی تھے جس کا ذکر علی گڈھ کے تعلق سے ہو چکا ہے۔ ذاکر صاحب کی شخصیت سے متاثر ہونے والوں میں ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں سے متاثر ہونے والے لوگ تھے۔ ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں سے متاثر ہونے والوں میں ان کی شخصیت کے دوستی علی یاد ہے۔ ان کی شخصیت سے متاثر ہونے والوں میں خاکسار نے بھی ہے

ہوں تو مشہور بھی ہو جاؤں گا ہو گئے ہے اور بھی بدنام بہت

یہ تحریر ذاکر صاحب کی بھی بہت سی یادیں ہیں جو ہمارے ذہن میں ہیں۔ ان میں سے صرف دو کی حسرتیں آج بھی باقی ہیں۔ ایک بچے کو جامعہ میں تعلیم نہ دلا سکنے کی اور دوسرا یہ کہ میں بھی ذاکر صاحب کے ساتھ ایک معلم کی حیثیت سے کام کر سکا۔

میں نے ترکی سفیر کی سفارش پر تقرر کیا تھا۔ ان کی نواسی [illegible] کی حیثیت سے مجھے ذاکر صاحب سے بہت قریب ہونے کا موقع ملا۔ [illegible] میں نے اس کام میں ڈاکٹر ظفیر جاوید سے مدد لی۔ ظفیر [illegible] تھے۔ [illegible] کام میں [illegible] کے ساتھ [illegible] نیا باب [illegible] قرار دیا۔ [illegible] میں [illegible] کتاب چھپی تھی۔ [illegible] کتاب [illegible] اور [illegible] کے [illegible] ذاکر صاحب [illegible] ہوئے [illegible] ان کی [illegible] سے [illegible] ہوا [illegible]

کسی کو ڈپٹی کمشنری کی وجہ سے تو نہیں ملا تھا بلکہ ہر جگہ اپنے علم اور قابلیت کی وجہ سے ہی ملا تھا۔ بورڈ کے چیئرمین کی خوشی کا یہ عالم تھا کہ بغل خوشی میں ہمارے گھر آئے اور کہا کہ یہ ذکر صاحب کی بڑی تعریف کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہ ہمارے ضلع کے ڈپٹی کمشنر ہیں۔

ذکر صاحب کو ضلع ہوشیار پور میں اپنے دور کی سب سے زیادہ خوبصورت دن دسہرہ بیٹھ سے کوئی سات ماہ کے وقفے پر تھا تو یہ ہیں جہاں کا شب و روز کہ جس کی مثال بڑے بڑے شہروں میں بھی نہیں ملتی تھی تقریباً ضلع کے تمام بڑے بڑے شہروں سے بھی بڑی بڑی تھا۔ ڈرتا تھا کہ جس کی وجہ سے بھی بڑے خطرے میں پڑ گیا

یہ ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کا احسان تھا۔

جو لوگ جامعہ ملیہ اسلامیہ کی ابتدائی تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس کے قیام کے وقت اس کے وسائل کتنے یا کتنی محدود تھے۔ سرکاری امداد کی بے یقینی تو درکنار، عوامی چندہ کی بھی بڑی حد تک مشکوک نوعیت تھی۔ ڈاکٹر صاحب کو بھی بار بار اپنے خلوص کی قندیل جلا کر اپنے اور دوسروں کے راستے روشن کرنے پڑے۔ اس سلسلے کا ایک واقعہ میں نے جامعہ میں "لائف ممبری" کا بلاقہ بنایا گیا تھا۔ اس کے بارے میں سنا ہے کہ پہلی سو سالہ لائف ممبری کی رقم ۱۰۰ روپے تھی۔ اس کے بعد یہ رقم بڑھا کر ۱۵۰ روپے کر دی گئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کے ایک عزیز دوست سید عابد حسین نے، جو اس وقت ڈپٹی ایجوکیشنل کمشنر تھے، لائف ممبری کا عہد نامہ پر کر دیا۔ اس وقت ان کی تنخواہ ۱۵۰ روپے تھی۔ ۱۹۲۰ء میں جامعہ کا ایک نیا دستور تیار ہوا جس میں لائف ممبری کی رقم ۱۰۰ روپے کر دی گئی۔ عابد حسین نے اس تبدیلی کی وجہ سے خود کو لائف ممبری کی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں سمجھا۔ انہوں نے ۱۵۰ روپے کی رقم ادا کر دی۔ اس واقعہ کا ذکر ڈاکٹر صاحب نے اکثر اپنے دوستوں سے کیا ہے۔ ان کے بعد یہ ذمہ داری میرے سپرد ہوئی۔

قصبوں اور دیہات کے سیدھے سادے لوگوں کا جذبہ بھی کچھ کم نہیں ہوتا۔ ان کی محبت اور خلوص کا ایک واقعہ میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات کے بعد جامعہ کے بہت سے مسلمان طلبہ اور اساتذہ کو اپنی جان بچانے کے لیے جامعہ چھوڑ کر جانا پڑا۔ ان میں سے کچھ لوگ ٹونک بھی گئے تھے۔ ٹونک کے نواب کے ایک عزیز جامعہ میں پڑھتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کے کچھ اور ساتھی بھی تھے۔ ان سب کو نواب صاحب نے اپنے ہاں ٹھہرایا۔ ان کی خاطر مدارات کی۔ ان کے لیے کپڑے بنوائے۔ ان کو جیب خرچ دیا۔ ان کے لیے ٹانگے کا انتظام کیا۔ ان کو ریل کے ٹکٹ خرید کر دیے۔ ان کو اسٹیشن تک رخصت کرنے گئے۔ ان کو ٹرین میں بٹھا کر اپنے خلوص کا ثبوت دیا۔ ان کی یاد بھی ہمیشہ ان کے دل میں رہے گی۔

یہ واقعہ اس موقع کا ہے جب ڈاکٹر صاحب ریل کے ڈبے کے پائدان پر کھڑے ہوئے تھے اور ٹرین چل چکی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کے ان جذبات کی عکاسی میں نے اپنی نظم "ٹونک" میں کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا تخیل اور ان کا انداز بیان کیا تھا، وہ سب کچھ ان کے ساتھ ہی چلا گیا۔ مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے "سیف صاحب" کہہ کر مجھے مخاطب کیا تھا۔ اس کے بعد کچھ دیر تک وہ دستخط کرتے رہے۔ پھر انہوں نے اپنے آپ کو اکٹھا کیا اور ان کی آواز میں ایک عجیب سا درد اور ایک عجیب سی

بھی لائف ممبر بنے۔۔۔ ریم لوگوں نے فلم بنوایا ایک مشکل وقت میں اپنی ساکھ کے مطابق سمجھوتے میں نہ کیا۔ اس وقت سے سنگ و ساز میں بہت کچھ پانی بہہ چکا ہے لیکن ایک بات کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مجھے اپنے اس فیصلے پر ملال نہیں ہوا۔

محمد تقی سید سے پہلی ملاقات ہوئی تو وہ ابھی صحت یاب ہو رہے تھے۔ ان کی شخصیت کا سحر ایسا تھا کہ ان کی صحت یابی کی خبر سن کر ان سے ملنے کی خواہش ہوئی تھی۔ ان کی شخصیت کے اس پہلو سے متعلق ان کے عقیدت مند بہت کچھ بیان کرتے ہیں۔ ان کے عقیدت مند ان کی ذات کے اس پہلو کو بہت اہمیت دی

ہو تو وہ اب اٹھا سکتا ہے۔ وہاں اعانت ہی ہو جائے تو بھی کتنی بڑی ہوگی؟ خوف ہی سے جیسے زبان گنگ ہے اس کا بوجھ عقیدت بہت زیادہ عظیم ہے۔

ڈاکٹر صاحب کو حضرت شاہ غریب میاں اور ان کی تبلیغی جماعت کی قربت سے جو سکون ملا تھا اس کا ذکر بھی ضمناً یہاں آ جائے تو نامناسب نہ ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب اکثر بستی حضرت شاہ غریب جا کر خانقاہ صاحب صاحبزادہ کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے۔

ڈاکٹر (شفیق) صاحب کی عدت ختم ہونے کو آئی تو سوال اٹھا کہ ڈاکٹر صاحب عدت کہاں پر گزاریں گے؟ ڈاکٹر صاحب کا فیصلہ پہلے سے تھا۔ وہ اپنے بارے میں کوئی بات دوسروں پر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے۔ وہ یہ بھی طے کر چکے تھے کہ وہ اب عدت کے دوران میں شفیق قبول نہیں کریں گے۔ بقیہ عمر تنہا گزار دیں گے۔ اس زندگی سے دور جو ان کی شفیق کے ساتھ گزری تھی۔ وہ کیسے سیرت پاک زیب تاب کے ساتھ گزری تھی یہ صرف ڈاکٹر صاحب ہی جانتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کی بیوی کے موقع پر بیرونی کھڑکی کے ڈنڈے پر جو منظر تھا وہ بھی ڈاکٹر صاحب کی محبوبہ بیوی کے لیے ایک تصویر تھا جو ڈاکٹر صاحب جو محبت کی جیسے سے ہیں دیکھ رہے تھے اپنی بیوی کو [illegible] گئے تھے۔ [illegible] ڈاکٹر صاحب کی [illegible] بلند کر رہے تھے۔ [illegible]

ڈاکٹر صاحب کی طبیعت میں محبت لطیف قسم کی واقعہ تھی جس میں نفاست کی [illegible] دونوں ہی [illegible] ڈاکٹر صاحب [illegible] ڈاکٹر صاحب [illegible] ڈاکٹر صاحب

[illegible]

[illegible] صاحب کی [illegible] صاحب [illegible] صاحب [illegible] صاحب

برادرِ نبیرہ شاہ عطاء الرحمٰن عطا کاکوی
استاذ شعبۂ عربی، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ
عطا مسز اسٹریٹ، پٹنہ

ذاکر صاحب: چند یادیں

۱۹۲۵ء میں، راقم سے پہلی ملاقات نسبتاً تفصیلی اور بہت طویل ہوئی۔ آپ پوچھیے کیسے؟ مختصر بھی اور طویل بھی۔ مختصر اس لیے کہ یہ پہلی اور آخری ملاقات ہوئی تھی، اس معنی سے کہ قوس سے شروع ہوا اور دائرہ تک اس کا سلسلہ چلتا رہا۔ عرض یہ بھی نہیں کہ بھلا بھی، اگرچہ ہم سے خطا و لغزش ہوئی تھی، مگر آپ ضرور یقین کریں گے کہ جب سے وہ تا زندگی ہمیں یاد رہے۔ ہم ایک دن بھی ان سے منھ کیسے راجھوں نہیں گئے۔ ۱۹۲۵ء کا واقعہ ہے:۔

دن دیکھنے کے بعد ارادہ ہوا جامعہ دیکھ لیں۔ ویسے نہیں جیسے لوگ روزانہ جا کر تماشا محل دیکھتے ہیں۔ بات اصل میں یہ تھی کہ ہمارے مرحوم فوجی سعید وہاں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ۱۹۲۵ء کا واقعہ ہے۔ تانگے پر بیٹھ کر ہم جامعہ ملیہ گئے۔ قرول باغ، نئی عمارت، چھوٹی چھوٹی دکانیں کرایے کی وغیرہ وغیرہ۔ یہاں پہنچ کر خود تانگے والے اور دوسرے حیران رہ جاتے ہیں۔ خیر، ایک کوٹھی میں دیکھا سناٹا چھایا ہوا ہے۔ بیت الخلا بیٹھے ہوئے ہیں، فیشن کے طور پر۔ یہ نتیجہ تھا جامعہ کے ابتدائی دور کا۔ جانے سے پہلے ہمارے ساتھ پروفیسر محمد مجیب صاحب نے ملاقات کرائی تھی۔ وہ ہمیں کتب خانے لے گئے آفس میں۔ وہیں کرسی پر ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب بیٹھے تھے۔ یہ پہلی ملاقات تھی۔ مجھے تو نہیں یاد کہ وہاں کیا ہوا تھا۔ البتہ اتنا یاد ہے کہ کتاب دیکھی۔ اس کے بعد کسی کو لے کر ہم وہاں گئے۔ اسی ضمن میں ایک لطیفہ ہے۔ مدرسے میں ہمارے شیخ الحدیث بھی پڑھتے تھے۔ کتاب ہاتھ میں تھی۔ اتفاق سے فخر الدین آرزوؔ جب کے والد ماجد مولانا حافظ محمد یونس تھے۔ انھوں نے یہ بھی دیکھا ہوگا۔ میں نے بڑا قہقہہ لگایا تھا۔ دیکھیں۔ اچھا ہم لے جاتے ہیں کہ پڑھ کر واپس کر دیں گے۔ دوسرے دن دیکھا کہ حاشیہ پر پنسل سے بھرے ہوئے ہیں کہ یہ لفظ عربی نہیں ہے، یہ جائز نہیں ہے، وہ ہے۔ انھوں نے وہیں سے کہا: "مشورہ مدرسہ کے بروشر پر لکھ دیجیے کہ وہ کتاب رہی نہیں۔ شیخ صاحب سے گئے۔

پھر ملے نہیں یہ پہلی ملاقات تھی، ۱۹۷۰ء میں ذکر صاحب سے ملاقات ہوئی وہ نو سمیدے کے مہمان تھے۔ انجمن ترقی اردو میں ایک جلسہ تھا۔ ذکر صاحب، ان کی شخصیت، ان کا طرز تقریر، سب کچھ۔ وہ ہم سے بڑے تھے۔ جامعہ کے متعلق لوگوں کو واقف کرنے جلسہ ہو رہا تھا۔ ذکر صاحب نے جامعہ کے بانیوں میں مجھے لپیٹتے ہوئے بیان کیا۔ پھر خود ہی ہم اٹھے ا ا ا ا ذکر صاحب یہ تو بتایئے آپ کا موقف ہے کہ ہم موقعے جامعہ یعنی یونیورسٹی آ یہ یونیورسٹی ہے لا ہے؟ ہو ہے؟ یا وہ شہر ہے؟ یہ سے یا؟ لفظوں کے برتنے سے پوچھ کر ایسا معلوم ہوا کہ اعتراض کر رہے ہیں۔ ذکر صاحب مخصوص طرز تبسم سے بڑے ہی نرم لہجے میں گویا ہوئے۔ ہنایت اطمینان سے کہہ رہے تھے لفظوں کے معنی کی جو معنی یونیورسٹی بھی ہے۔ لا یا علم ہے اور وہ بھی ہے۔ ذکر صاحب سے ملاقاتوں کا سلسلہ ۱۹۷۰ء سے شروع ہوا۔ یہ دعوت نامہ ۱۹۷۰ء کا۔ تو وہ دعوت یاد تھی ہم لوگ گئے تھے۔ دریچہ، وہ شہ۔ تھے۔ مگر شہ وشاہ کی بازگشت کہتے تھے۔ شاید آپ لوگوں کو معلوم نہیں کہ جب وہ جیل میں تھے تو دیوان غالب کو حرف بہ حرف کیسے یاد کیا تھا۔ ایک مرتبہ انھوں نے مشاعرہ میں بہت مختصر سا 'چار پانچ' اردو کے شعر، غالباً مکمل سنائے۔ وہی بھی موجود تھے۔ یہ خاکسار بھی تھا۔ میں نے کہا پڑھ یاد نہیں ہیں مگر وہ شعر یاد آگئے جو انھوں نے پڑھے تھے وہ یہ ہے

۔	۔
جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں	خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں

فوراً ڈاکٹر ذکر صاحب نے کہا:

۔	۔

یہ ہے کہ یہ شاہ کے مصاحب تھے۔ یہ ہیں مخصوص ہے۔

یہ تھا یہ سلسلہ ذکر صاحب سے ملاقات کا۔ وہ ہی سے ہم لوگ اردو میں راہ جاتے تھے۔ ہم تھے وہ بھی ہیں۔ شعبہ اردو کا بھی۔ وہ تھے۔ اس نے کہا خط لکھ دیجئے گا۔ ذکر صاحب کے نام میں نے کہا کچھ بات یاد سے بھی، اس سے ہی نہیں آپ لکھ دیجئے گا تو ہو جائے گا میں نے ہی لکھ دیتے ہیں۔ ذکر صاحب سے ملنا یا اس کو۔ یہ صاحب علم ہے۔ یہ پڑھا جاتا ہے۔ ذکر صاحب نے خط دیا۔ تو وہ بھی تھا۔

●●

ڈاکٹر عتیق الرحمٰن
اسسٹنٹ لائبریرین
خدا بخش لائبریری، پٹنہ

خدا بخش لائبریری کے چند اہم مخطوطات

خدا بخش لائبریری اپنی نادر مطبوعہ کتابوں، قدیم تصویروں اور مصوّر نسخوں کی وجہ سے دنیا کے اہم ترین کتب خانوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یہاں ہر سال نئے اور اہم مخطوطات کا اضافہ ہوتا رہتا ہے جس کی وجہ سے اس لائبریری کی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے۔ درج ذیل سطور میں ایسے فارسی مخطوطات کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے جو ابھی حال ہی میں دستیاب ہوئے ہیں اور اہل علم کے لیے مفید ہو سکتے ہیں۔

دیوان رضی

(Acc. No. 1928)

یہ فارسی شاعر رضی اردستانی کا دیوان ہے۔ جو ۵۵ ورق پر مشتمل ہے۔ کتابت ۱۰ ویں صدی کی ہے۔ خط نستعلیق ہے۔ اس میں غزلیات، رباعی قطعات و فردیات کے علاوہ مثنوی بھی ہے۔ دیوان مندرجہ ذیل اشعار سے شروع ہوتا ہے:

الٰہی سوختم باغم الٰہی — کرامت کن نم اشکی و آہی
چہ تنگ اشکی کہ چوں دریا روانگاں — شود داماں بداں لعل بدخشاں

اس کے علاوہ قطعہ کا شعر ملاحظہ کیجیے جو اس دیوان کے آخری صفحے پر موجود ہے۔

ایں یافتہ ہرچہ خواستہ از یزداں — اسکندر عہدی و سلیمان جہ ں
ایں آنکہ کمینہ چاکرت رادرشان — قیصر قبچہ خواند و خاقاں خ قاں

مرآۃ المعانی

Acc No 2. 8

یہ نورانامی کی ایک طویل مثنوی ہے جو ۲۰۰ اوراق پر مشتمل ہے۔ کتابت ۱۲۱۰ھ کی ہے کاتب کا نام نہیں ہے۔ یہ مثنوی اس طرح شروع ہوتی ہے:

نامہ سازم بنام ذوالجلال — آنکہ بیروں ز فکر و وہم و خیال
جان عالم ز نوری انوار اوست — عرش اعظم نقطۂ پرکار اوست
صانع ہفت و نہہ و بیخ و بہار — خالق ماہ و خور و لیل و نہار

اس مثنوی میں تصوف کے مسائل اور واقعات و حکایات مختلف عنوانات کے تحت نظر کیے گئے ہیں۔ کچھ عنوانات اس طرح ہیں: دریاں روی کہ عبارت زوجہ حقیقی باشد، دریاں ہندی کہ عبارت رقص ملاہی و ذوق باشد، دریان علوم آنچہ موسی رجعہ علیہ السلام آموختہ شدہ ہے ہے

اند۔ ایں ہا معرفت کردو تمام عاد و آدم حق آمد والسلام

گلشن راز

Acc.No.1961

یہ بیدر کے شاہ محمود دوم چشتی سہسوانی کا منظوم رسالہ ہے جو ۲ اوراق پر مشتمل ہے۔ اس کی کتابت ۱۳۰۶ھ میں ہوئی۔ کاتب کا نام سید کریم محمود دوم سہسوانی ہے۔ اس رسالہ میں تصوف سے متعلق کچھ سوالات کیے گئے ہیں اور پھر ہر ایک کا جواب دیا گیا ہے۔ ہندی شعر اس طرح ہے ہے

ست گرو تمک جان ر نکرت ہوت پرکاش دان نور جہاں بر امر وخت

آخری شعر یہ ہے ہے

بت م خولیش کرد م ختم پایاں الہی عاقبت محمود گردان

قصیدہ ہلالیہ

(Acc.No.1961)

یہ ملا حسن آزاد جگرامی کا نعتیہ قصیدہ ہے جو ۲ اوراق پر مشتمل ہے کتابت ۱۳ ویں صدی کی ہے۔ یہ ناقص ہے کیونکہ راقم سطور کے کچھ اشعار کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے غائب ہیں۔ یہ اس طرح شروع ہوتا ہے ہے

ماہ نو سر زدہ تا آئینہ پرداز ازل مید ہد آئینہ ہر فلک را مصقل

گرستان فلک کاسہ سب ری دارد چشمہ خشش ہر سادہ دروایں منزل

مندرجہ ذیل شعر میں شاعر نے اپنا تخلص شامل کیا ہے ہے

منت ایزد کہ ازیں قصہ ترا مرہون در جوصر کوزہ نگنجد بحمیل

اس کے بعد دو اشعار دیے ملتے ہیں جو اس قصیدے کے آخری اشعار ہیں ملاحظہ ہوں ہے

تا تنزل رک کس بیش خود ہ ناز نہود تا لب و کام جہانیان پر از شان عسل

ماہ مقہور عدوے تو رتعد ب فلک ماہ سر ور محب تو ز سامان دول

مناجات جمشید جی جاماسپ

Acc.No.

اس مجموعہ میں مناجات ہیں۔ مجموعی تعداد اوراق ۱۰ ہے کتابت ۱۳ ویں صدی کی ہے۔ مناجات سے قبل

مندرجہ ذیل عبارت سے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ دستور صاحب قتیل جی حامد سب کی ہوئی مناجاتیں اور یہ دستور صاحب نقیب فرخندہ نواز ملک۔ اللہ اللہ مدرسیت ہے کہ تصنیف دستور صاحب مرحوم قتیل جی حامد سب جی آسی جی موطن قصبہ فرخندہ بوصاری ۔ اہل مناجات اس طرح تزویج ہوتی ہے ؎

تجھ بندہ کو عطا کر دنیا	میں بندہ ترا عابد دست یاری
میں ادنا تو خواجہ دو جہاں	کبھی یاد کر تب آباد خود را
میں عاصی تو غفار خویشی	تصور کن نیکی درویش پریشاں

خاتمہ کے اشعار یہ ہیں ؎

مجھ بندہ کو دنیا و عقبیٰ دلوا	یہ بندہ ترا دعا گو صاحب
امید ہست یا قاضی حاجات	شہیر تو خواند لقب مناجات

اس کے بعد دوسری مناجات شروع ہوتی ہے جو اردو میں ہے یہ مناجات بھی کسی صاحب کی ہوئی ہے اور اس کا نام ہے۔ مناجات اہل مناجات سے شروع ہوتی ہے اور اس کے آخر میں دست یاری فقط ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے دعا گو ساری ملت ہے۔ اس کے بعد یہ مناجات کے دو شعر ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مناجات بھی کسی صاحب کی ہوئی مناجات ہیں کہ جن کا نام ہے۔ وہ شعر یہ ہیں ؎

اس مناجات کے بعد ایک اور مناجات ہے جو خود بھی ایک مناجات ہے۔ اس کے شروع میں ایک عبارت لکھی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مناجات بھی کسی صاحب کی ہوئی مناجات ہے وہ عبارت یہ ہے ۔ اس مناجات کے بعد ایک اور مناجات ہے جو اردو میں ہے یہ مناجات اس طرح شروع ہوتی ہے ؎

تو ہی ہے [illegible]	[illegible]
تو ہی پاک [illegible]	[illegible]

یہ مناجات مندرجہ ذیل اشعار پر ختم ہوتی ہے ؎

[illegible]	[illegible]
یہ عرض دل شاہ [illegible]	[illegible]

رسالہ مظہر الاسرار

یہ حضرت شاہ فرحت اللہ الملقب بہ حسن دوست کی تصنیف ہے جو ۴۴ اوراق پر مشتمل ہے اور کتابت ۱۲۲۶ھ کی ہے۔ اس رسالہ کے عنوان میں مصنف نے لکھا ہے کہ یہ رسالہ اس مسلک کے لیے لکھا گیا ہے۔ یہ ایک مختصر اور جامع رسالہ ہے جو اصول و فروع کے رنگ میں ہے۔ اور فرقہ خوجہ اثنا عشریہ کے مخصوص عقائد کے بیان پر مشتمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنے جد امجد کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس رسالہ کو اصول و فروع کے رنگ میں تصنیف کیا ہے۔ اس بات کی تائید کرتے ہیں۔

رسالہ اسرار الصلوٰۃ

Acc. No. 21

یہ رسالہ بھی حضرت شاہ فرحت اللہ مصنف رسالہ دوست کی تصنیف ہے جو ۱۲ اوراق پر مشتمل ہے اور کتابت ۱۲۲۶ھ کی ہے۔ اس رسالہ میں نماز کے مسائل و احکام بیان کیے گئے ہیں جو فقہ جعفریہ کے مطابق ہیں۔

رسالہ جواہر الاکلیل

یہ حضرت شاہ قدوۃ الدین حسینی فقیر آبادی کی تصنیف ہے جو ۱۲۰۰ اوراق پر مشتمل ہے اور ۱۲۲۳ھ کی کتابت کی گئی ہے۔ یہ رسالہ کا نام ہے۔

اس کے مقدمہ میں مصنف نے اپنے مختصر حالات زندگی تحریر کیے ہیں اور اس ضمن میں شاہ حسن علی شاہ سید یحییٰ علی شاہ وغیرہ حضرات کے مختصر حالات زندگی بیان کیے ہیں۔

یہ رسالہ مسائل تصوف پر ہے جس کی تکمیل ایک سال کے عرصہ میں ہوئی ہے۔ اس رسالہ میں [illegible] جو ہر [illegible] سے [illegible] کی [illegible] ہے۔

مثنوی اعجاز مسیحا

یہ [illegible] ہے جو [illegible] پر مشتمل ہے [illegible] کی تالیف ۱۲۰۶ھ میں ہوئی تھی لیکن یہ مثنوی ۱۲۰۷ھ میں لکھی گئی ہے جیسا کہ [illegible] سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت ہوتی ہے ؎

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہ نثری اس طرح شروع ہوتی ہے ؎

الٰہی رنگ و بوئے دہ سخن را ۔۔۔ بآب فیض ترکن ایں چمن را
خدا وندا اثر دہ در بیانم ۔۔۔ ز بحر حمد خود کم تر رہانم

انشائے میر

۱۔

یہ الف کے بہ مرسیاہ ہے جو ۱۰۰ اوراق پر مشتمل ہے خط نستعلیق ہے۔ کتابت معمولی ہے۔ یہ ناقص ہے کیونکہ درمیان میں چند اوراق غائب ہونے سے رہ گئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ حسن نسخے سے یہ نقل ہوا ہے نہ یہ نسخہ اس طرح لکھا یا کاتب نے عبارتوں کو پڑھے سے صفحہ در صفحہ یہ نسخہ اس طرح شروع ہوتا ہے:

"آغاز کتاب انشائے میر مسیاہ بعنایت حضرت الہ بخش خان حمدو ثنای معبود شاہ را ..."

خاتمہ کی عبارت یہ ہے:

"الٰہی ایں یک خوشہ امید میر گیرد و ایں غنچہ ابتسم بدیدن ... مکرم"

جواب شافی

Acc. No. 1947

یہ غلام حیدر رسا کی تصنیف ہے جس کی کتابت ۔۔۔ ویں صدی کی ہے ۔۔۔ اوراق پر مشتمل ہے خط نستعلیق ہے۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

"حمد ... ثنائے ... دہ سخن ... نعت ... حکمت ... آغاز گفتگو خوب ..."

خاتمہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

"... صاحبی ... گفتگو ... خدمت ... است ۔

... تصنیف ... سنہ ... ۱۲۱۵ ... ۱۸۰۰ ... اوراق ... ہے ... کتابت ... ویں صدی کی ہے۔ خط نستعلیق ہے۔

کتاب زراعت

یہ زراعت سے متعلق ایک معمولی ۱۰۰ اوراق پر مشتمل ہے خط نستعلیق ہے۔ کتابت ۱۲۱۸ کی معلوم ہوتی ہے کہ خوش خطی کا نمونہ ہے۔ اس کے صفحہ ۱۰۰ پر یہ قطعہ ہے کہ یہ کتاب کس کے لئے لکھی گئی ہے۔ قطعہ یہ ہے:

کلید دولت و قبض و بسط حشمت و جاہ — بہ بخت ہمچو سکندر بفرخی ہمراہ
برائے اوج زراعت و موسم فصلش — اشارت رسد السفات کرد ہما
دو عین دیدہ کہ بہر زراعت ست مساق — قرار شیدہ مودکر و ہر حکم او نشا
شدہ کاکت سے زراعت لبسہ تجیش — کہ بہ نسخہ و تاریخ ہی شود پیدا

اس رسالہ میں زراعت کے سلسلے میں ہندستان کے مختلف موسم اور ان کی تقسیم، ہر موسم کی خصوصیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہر فصل کی بوائی اور کٹائی کے مہینے بتائے گئے ہیں۔ کھاد کے کس فصل کے لیے کس موسم اور کیسی زمین میں ڈالی جائے۔ کس کو کتنی مقدار میں پانی دینا چاہیے۔ کون سی فصل کس موسم میں بوئی جائے۔ یہ سب کچھ بیان کیا گیا ہے۔

ریاض المعارف

یہ ایک مخطوطہ ہے جو ۱۰۰ ورق پر مشتمل ہے۔ خط نستعلیق ہے۔ کاتب ۱۳ ویں صدی کے ہیں۔ ہر صفحہ پر ۱۵ سطریں ہیں۔ ہر صفحہ کے اوپر اور نیچے سنہری حاشیہ ہے۔ ہر صفحہ پر ۱۰ سطریں ہیں۔ ہر صفحہ کے اوپر اور نیچے سنہری حاشیہ ہے۔ ہر صفحہ پر ۱۰ سطریں ہیں۔

مخطوطہ کا آغاز یوں ہوتا ہے:

[illegible]

مخطوطہ کا اختتام یوں ہوتا ہے:

[illegible]

اس نسخہ میں [illegible] ہیں۔ [illegible] مختلف عنوانات کے تحت اشعار درج ہیں۔ [illegible]

حکیم سید محمد حسان نگرامی
ڈائریکٹر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (طبی)
[illegible]

استدراک

"القانون فی الطب" کے گمشدہ مشمولات کی تلاش

[illegible] میں بوعلی سینا متوفی [illegible] کی کتاب القانون فی الطب کے گمشدہ حصوں کی دریافت کی خبر شائع کی گئی تھی۔ اس خبر کے بعد بہت سے لوگوں کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آئی کہ القانون فی الطب کے گمشدہ حصوں کی دریافت کا دعویٰ کرنے میں ہم نے جلد بازی سے کام لیا ہے۔ ہمیں یہ کہنا تو نہیں چاہیے کہ ہم نے القانون فی الطب کے سلسلے کی کوئی تحریر دیکھی ہی نہیں۔ ہاں یہ ضرور کہنا چاہیے کہ ہم نے القانون فی الطب کے گمشدہ حصوں کی دریافت کا جو دعویٰ کیا تھا وہ صحیح نہیں تھا۔ ہم نے جو کچھ دیکھا تھا وہ القانون فی الطب کے گمشدہ حصوں کا ترجمہ نہیں تھا۔

اس سلسلے میں ہمارے محترم دوست [illegible] نے ہمیں توجہ دلائی کہ ہم نے جو کچھ دیکھا تھا وہ القانون فی الطب کے گمشدہ حصوں کا ترجمہ نہیں تھا۔ اس کے بعد ہم نے اس کا دوبارہ مطالعہ کیا تو ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارے محترم دوست کا خیال صحیح ہے۔ ہم نے جو کچھ دیکھا تھا وہ القانون فی الطب کے گمشدہ حصوں کا ترجمہ نہیں تھا۔

اس سلسلے میں ہم نے [illegible] سے رجوع کیا۔ [illegible] نے ہمیں بتایا کہ القانون فی الطب کے گمشدہ حصوں کا ترجمہ [illegible] نے کیا تھا۔ [illegible] کے ترجمے کا مخطوطہ [illegible] میں موجود ہے۔ ہم نے [illegible] کے ترجمے کا مطالعہ کیا تو ہمیں معلوم ہوا کہ ہم نے جو کچھ دیکھا تھا وہ [illegible] کے ترجمے کا ایک حصہ تھا۔

ہم [illegible] کے ترجمے کا مطالعہ کر رہے تھے کہ ہمیں [illegible] کے ترجمے کا ایک اور مخطوطہ [illegible] میں ملا۔ ہم نے [illegible] کے ترجمے کا مطالعہ کیا تو ہمیں معلوم ہوا کہ [illegible] کے ترجمے کا مخطوطہ [illegible] کے ترجمے کا مخطوطہ [illegible] کے ترجمے کا مخطوط

فی رطل کے مشترکات کا ذکر کرتے ہوئے پوری کتاب کو کان کنی میں مخصوص ہوئے ہے۔ تو اس سلسلے میں یہ کہنا ہمیں مشکل
رہا چاہیے کہ دیباچہ کس قدر کم ترتیب لکھنے کی تحریر علامہ سے ہو رہا گیا ہے اس کی باقی تمام جلدوں کا بھی تک طالع
نہیں کیا گیا ہے اس حالت میں اس مخطوطہ کی اشاعت ہی اور اس کے مطالعہ کے بعد یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کے
ضائع ہونے کا خانوں فی مکعب گز کتنی کتاب میں تقسیر کیا گیا ہے اور اس کے مشمولات کیا ہیں جبکہ علامہ خانوں کی
بنیاد پر جلدوں کی تقسیم کو سود کہنا بھی مناسب نہیں ہے۔

حاصل مقدار ۱۲ سیر میں بوجھ کے خانوں کے مشتملات سات جلدوں میں ہیں یہ بھی
تیاس بھی مناسب ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے جب لکھنے کا ارادہ کیا ہے کہ خانوں کی تعداد کتنی ہو اس کی تقسیم
ہے اور کے سے دانہ تک جلدوں تک محدود کر دیا گیا۔

۱۲ گرا سیر میں ہیں کی پوری کتاب کا ذکر ہے کہ خانوں کی تعداد کتنی ہو اس کی تقسیم
بھی ممکن کا یقینی سے کہ اس کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔

[illegible] کے مشمولات کی نشاندہی کرتے ہوئے
[illegible] ہے:

[illegible]

extent, of [illegible]

cost [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"The treatise proper was accompanied by an appendix which contains Avicenna's original case record ..."

اس عبارت سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ القانون فی الطب کے ساتھ شیخ الرئیس کے مریضانہ تجربات پر مشتمل کوئی ضمیمہ بھی شامل ہے۔

معروف قانون نسخے ہٹسلے و ہکم لائبریری سنڈ کے دو مزید مخطوطات کی نشاندہی بھی ہوتی ہے۔ ڈیکمل سمتھ نے لکھا ہے کہ مذکورہ مخطوطات میں سے ایک میں جسم انسانی کی تشریح کو تصویر کے ذریعہ بیان کیا گیا ہے اور دوسرے مخطوطے میں مرگی قسم کے سوالات اور تشخیص و علاج کے پہلوؤں سے متعلق بحث کی گئی ہے۔

واضح رہے کہ یہ دونوں مضامین موجودہ طبع شدہ "القانون فی الطب" کی پانچوں جلدوں میں شامل نہیں ہیں۔

ایک اور قدیم نسخہ کی بھی نشاندہی ہو سکی ہے جسے ۱۱۷۵ء میں ۵۷۰ھ میں شیخ کی وفات کے صرف ۱۳۸ سال بعد لکھا گیا ہے یہ مخطوطہ لیننگراڈ پبلک لائبریری میں موجود ہے۔

ان مخطوطوں کی دستیابی میں ضرورت ہے کہ خدا بخش لائبریری اور دیگر علمی مخطوطات پر کام کرنے کے سلسلہ میں مزید معلومات حاصل کرے اور اس کے مختلف مجموعہ ہائے مخطوطات میں محفوظ قانون فی الطب کے قلمی نسخوں کی تعداد کے متعلق معلومات حاصل کرے تاکہ قانون فی الطب جیسی ہمہ گیر کتاب کے مستند متن کی تشکیل کی جا سکے۔

مصادر

۱۔ اشاروں کی دستیاب تفصیل، ڈاکٹر سید معین الحق خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ، ۱۹۸۵ء

۲۔ یادگار ابن القانون فی طب کے مطبوعات اسمتھ سمتھ ہسٹری آف میڈیسن ۱۹۳۱ء

۳۔ نسخہ ہٹلو ہیڈ یا مڑ ہیکا جلد دوم ص ۱۵۳، ۱۹۸۰ء

۴۔ ہیجمسن نسخہ ہٹلو ہیڈ، جلد دوم ص ۱۔

۵۔ مختصر تاریخ طب الوی جلد ۱ ص ۵۷۔

●●

جناب رئیس احمد نعمانی
پوسٹ گریجویٹ ٹیچر (اردو) اورینٹل اسکول
مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ

سخنوران فارسی ہند بعد از دکۂ اقبال

جون ۱۹۶۹ء میں مطبوعہ مندرجہ ذیل مضمون کے آخری حصے میں قتیل و بیدل کے بعد دو
طبع ہائے سعید سے بہرہ مند رجز زمانی سخنوران بھی اضافہ فرمائیں:

خواجہ الہ آبادی | متخلص بہ سعید، متولد ۱۹۰۰ء خورشیدی در رمضان ۱۳۸۰ء زرتشتی
[illegible] متولد گردید، نزدیک بہ تمیں سال زیست
در ہند سمت آمد و بہ سال ۱۹۹۷ء میلادی در بمبئی فوت کرد۔ از دستی کمیش و شاعر گوی و دیانی
اثر چاپی بہ نثر و نظم فارسی در دست نمود ہے۔

باغ و بستان جہیت، آبی زندگانی نیست ۔۔۔ در رفاقت جہیت و فی رفیق نشیدن مت

دو چشمی کہ ز غم نگریہ کرست ۔۔۔ دل کز غم کس ز نجد کی ست

آنجا کہ دو دل بہ کرمدی کردہ اند ۔۔۔ سر دشت و گریہ جا نمیا کردہ اند

ہاں ای ز زیستانی گستاخی جانش بیس ۔۔۔ دیدہ و دل خوں چکان شدہ از نیما نشیں

21 *Sirāta's Sharf*.

22 Letter nos. 121, 172 and 173.

23 See my article in Urdu [illegible] *Hind Ke Sufiya e Karam Ki Hindi* [illegible] pt. 3, December 1962, and my article in *PLJ*, vol. X, 455

24. *M* [illegible] mentioned it in *IK*

25 *Khwān-i Pur Ni'mat*, p. 15.

26 *MM*.

27 *Khwān-i Pur Ni'mat*. *MM*, and *IK*.

28 *Tuhfa-i Ghaibi* p. 8 *Ganj-i Lā Yafna* on *manr-i dukhtaran*

29. *MM*

30. In Letter 58 in the Collection of *Maktubāt* addressed to Mau[illegible]ana Hamid [illegible] [illegible] as a *Qādī* has been [illegible] as *Khatra-i Dīn*, a grave, endangering, risk. To be taking *Qādī* has been specially condemned.

31. The Macedonian general Abū Tawwāma, had silken ties in his [illegible] of hair (*Ja'd*) and to his [illegible] and (string of the drawer).

32. *Maktubāt-i Quddūsiya*.

33. *Tuhfa-i Ghaibi*, *Mashāhu'l Ma'ānī*, *Ganj-i Lā Yafna*.

References

1 G Research ed. *Biography of Dharmaswamin*, K. P. J. Research Institute, Patna, 1954

2 For further details, see Appendix. I.

3 See my article on the subject in *Bengal Past and Present*, 1947

4 For further biographical details see my article on the saint in *JBRS*, XXXIV, 1948

5. For details see my article Hazrat Ahmad Chirmposh, a 14th century Sufi Saint of Bihar, *Patna University Journal*, VIII, 1954.

6 He was a great Sufi saint of very wide reputation and influence. He was born in Multan, but was brought up and educated in the Saran area. He died in 1401-1406 and was buried at Maner. For further details, see my article in the same in *JBRS*, LXXVII, 1951.

7 For details see, my article on the saint in *Bengal Past and Present*, IXVIII (1949).

8 Latest new information which needs corroboration

9 *MM*, printed text, p. 426.

10 There are many references in the Sufic literature about belief in spells and magic and incantation. *Tuhfat-ul-Ahbab* of the Maktabat suggested that for dispelling dreads, thoughts and bad suggestions [illegible] the verses of the Ayat-ul-Kursi and the Muawwizatain may be recited. The *Fawaid-ul-Muhsinin* and the *Fawaid-ul-Fuad* describes how *Sihr* was practised even on the Prophet.

11 *MM*. Chapter I. Other *Malfuz* also contain much about the interpretation of dream. The *Shifa-ul-Asqam* was called by later writers, *Muabbir*, Guide of interpreters (of Dreams)

12 *Maktubat-i Muzaffar Shams Balkhi*.

13 [illegible] Maktubat and Munis-ul-Muridin

14 [illegible] [illegible] [illegible]

therefrom. The Balkhi saints Husain Mu'izz and his successors, Hasan and Ahmad were great theologians as well as noted mystics, poets and writers of *Majāz* and *Maktūb* literature.

The 15 works of *Makhdūm* Sharafu'd Dīn, and those in prose and poetry of his scholarly Balkhi followers, and *Maḥbūbu'l Asrār* of Qāzī Wajīhu'd Dīn, edited by his son-in-law Khwāja 'Alī of Rajgīr, have come down to us. There are references to lesser works being quoted in the *Kashfu'l Maḥjūb*, *Kashfu'l Mu'ammā*, *Ḥaqqu'l Yaqīn*, *Makhzanu'l Ḥikam*, *Mashāriqu'l Anwār*, *Tafsīr Zāhidī*, *Sharḥ-i Ḥikmatu'l Ishrāq* and *Ḥikmatu'l Qurūb*, *Mashābihu's Sunnah Kashshāf*, *Hidāya*, *Bustān*, *Majma'u'l Baḥrain*, *Fatāwa-i Sirāj*, *Fakhru'l Qurūb* of Makkī, *Luma'* of As-Sirāj and *Kitābu't Ta'arruf* of Kalabadī. Of these, the first and the last three works were the very early and highly esteemed treatise and standard books on Sufism, and were all in Arabic. *Fuṣūṣu'l Ḥikam* of Ibn-i 'Arabī, *Tamhīdāt* of *'Ainu'l Quḍāt* Hamadānī were also subjects of discussions at the *Khānqāhs*.

As regard the methods and theories of teaching and learning in Bihar, as elsewhere under the older *Dars-i Niẓāmī* there was the system of Mu'īd, *Muḥarrir* (elder, skilful student, tutor, trainer, the restorer or bringer again of lessons) and of *Muṭāla'* (perusal), *Muẓākara* and *Mufāwaḍa* (dialogue and association) *Takrār* (repetition, revision), *Taraqqī* (repetition), *Taḥqīq* (verification) and *Bahaṣ-o Mubāḥaṣa* (debates, discussions and disputations), etc.

the Muslim child into the duty of reading and writing, use of letters of alphabets written on *Taqtee-i Chobin* memorization of parts or wholly of the *Quran* prayers and benediction (*Tahmid Durud*). Rising above the *Panjgani* stage the young learner acquired knowledge of special subjects. Amir Khusrau further testifies [illegible] keeping of the teacher, he rose above the *Panjgani*. He categorises the subjects taught and the books and treatises generally read and studied in *Maktab* and *Madrasa*. He mentions the four or five treatises [illegible] that called *Panj-ganj* works in [illegible] popular learning and [illegible] Wafiat-Bala [illegible] Hamat [illegible] Nazami [illegible] Majnu [illegible] We get references to a large number of books [illegible] have [illegible] Some were [illegible] Mawaqif [illegible] Kafiya [illegible] Mutawwal [illegible] Zamakh- [illegible] All these have [illegible] of Amir Khusrau.

[illegible] what we get in the [illegible] of [illegible] Tarikh-i [illegible] Muslim [illegible] Hadith [illegible] the Ladies will be equipped with [illegible] and [illegible] subjects [illegible] by the [illegible] relating to [illegible] borrowing

We can compare this with what we get in the 17th century *Dawlatnāma* of Muḥammad Afżal Sarḫwānī, which extends from Adam to Jahāngīr and was completed in the 22nd year of Shāh Jahān (Lahore, where the author was living in retirement). Afżal's father, Qāżī Muḥammad Ṣāliḥ, was a native of Burhānpūr (Berar). After the death of his father, Afżal was brought up by his grandfather, Qāżī Nūr Muḥammad, who was a scholar of the time and a poet (his takhalluṣ was Ilāhī). Afżal's education began with the study of Ḥadīth and *Fiqh*. He had to learn by heart the whole of Sūrat al-Baqara (the second chapter of the Qur'ān) before he was allowed to read any other book. He also learnt the Qur'ān by heart. He was taught *Pand nāma* of Shaikh Farīd, Mīr Ḥusaynī's vocabulary, *Dastūr al-Ṣibyān*, *Mufīd al-Ṭālibīn* and other well-known books of Arabic grammar. Philosophy, logic and Mathematics were also taught. Different teachers were assigned for different subjects (teaching) in Arabic or Persian. Muḥammad Ṣāliḥ Kanbū, author of *Muḥākamāt*, *Mawāqif* (theology), *Sharḥ-i Tajrīd* and *Sharḥ-i Shamsiyya* (logic), Mullā Sa'd al-Dīn Taftāzānī, with *Mukhtaṣar al-Ma'ānī* (Arabic rhetoric or *Balāgha*), *Ḥāshiya* of Shaikh 'Abd al-Ḥakīm Siyālkūtī on *Tahdhīb*, *Ḥāshiya* of Mīr Zāhid on *Sharḥ-i Tahdhīb*, *Ḥāshiya-i Mīr* and *Ḥāshiya-i Bahādur* (Logic), *Wiqāya* (*fiqh* or Law), etc.

The 4th son, a poet who died in the service of Shāh 'Ālam in Ḥyderabad, was once asked as to whether he was a *Darwesh* or a *Sipāhī*, and he said that he was a seeker of knowledge. His eldest brother was a warrior, and was in service before taking, like others in that family, to learning and lecturing. It is interesting to find that closely connected as teachers or disciples were some eminent Persians, like Mīrzā Abdu's Shakūr Mūsawī, Mīr Nūr Muḥammad, Abdu'l Ḥalīm Bahārī, Mīr Jaʿfar Parwānī and his literary son, Mīr Baqar and Mīr Aslam who were their own Mādrasa and also practised as very eminent physicians.

Amīr Khusrau also writes in *Ijāz-i Khusravī* that the younger sons of Mu'izz al-Dīn were studying before they were killed by men of Khusrau Shāh. He has written much more in *Ijāz-i Khusravī* about the Bismillāh ceremony, initiating

the *Maktūbāt* of Firdausī *Sāḥib*, Sharaf'u'd Dīn Manērī and of Muẓaffar Shams Balkhī. He also received some professional training also. Higher studies in *Madrasa*, originally included that of the theological sciences, such as Ḥadīth (tradition) *Fiqh* and *Uṣūl* (jurisprudence), *Tafsīr* exegesis or commentaries, science of Logic and *Rijāl* (scrutiny of genealogy and biography of the traditionists) which had evolved out of the *Qurān* and the need of comprehending its true and many sided import. These were mostly in Arabic. The field of learning and investigation became wider and the prevailing curriculum embraced many religious and secular subjects such as the grammatical themes of Etymology, Syntax (*Sarf-o-Naḥw*) and rhetoric (*Ma'ānī-o-Bayān*), Logic, principles of Islamic law, philosophy, scholastic theology, poetry, politics, medicine and music.

That the pattern of education, institutions, the course of study, and the major subjects and books in vogue, and the method of teaching, widely existed and generally prevalent at different times in different regions including Bihar had many things in common is quite evident from a careful perusal of the sundry references in Amīr Khusrau's *Ijāz Khusravī*, certain observations in 14th century *Sīrat-i Firūz Shāhī*, a *Qaṣīda* in the *Dīwān* of Muttalamī Karwī, and relevant matters in the *Malfūẓāt* of the Firdausī Ṣūfī saints of Bihar. The great traditionist of Delhi Muḥaddith Abdu'l Ḥaqque (d. 1058/1551) writes that he began with the alphabet, learnt how to read the *Qurān*, and also how to master Sa'dī's *Gulistān* and *Bustān*, and the *Dīwān* of Ḥāfiẓ were committed to memory. Thereafter, his father taught him the *Mīzān Mushaʿab*, *Kāfiya* and the *Ishārāt* (all grammars). When 14 years old, he studied *Sharḥ-i Mullā* on scholasticism, and translated it, too. Then he wrote a commentary in the Persian languages on *Kāfiya*. When 15 he finished *Mukhtasaru'l Maʿānī* of Taftazānī and *Mutawwal* on rhetoric. After traditional and rational studies of the usual type was finished, logic and scholasticism followed.

geography, history, medicine, philosophy, scholastic theology, in fact various branches of *Ma'qūl* and *Manqūl*, that is rational and traditional objects, were prescribed forward when the young students had finished their elementary studies they ceased to attend the *Madrasa* [illegible] some *Madrasa* [illegible] ally higher education extended [illegible] or even more. In the days [illegible] the letters [illegible] people had to be prepared for [illegible] and [illegible] there were trained in the [illegible] [illegible] the experiences [illegible] that the [illegible] were ring, [illegible] and [illegible] are w Even [illegible] arms [illegible] the [illegible] Jaunpur and

Manikpur in eastern U. P.

As [illegible] there was very little [illegible] Brahmans [illegible] existed [illegible] these [illegible] [illegible] [illegible]

into syllables, recitation of a few hemistiches or distichs repetition of that which had been read before, writing with reed pens on a piece of paper or on a wooden tablet. They learnt the words and passages of the *Qurʾān* by rote, memorized them by repeating them again and again. Squatting cross-legged on the covered floor, or bench, while looking or pretending to look on the sheet of paper, book or slate, they rapidly swung their bodies backward and forward.

The *Bismillāh* ceremony has been referred to in *Mirʾāt* and also in *Khazānat al-Āthār* of the 10th and *Ganj-i Arshadi* and *Anjuman-i Ārāʾ* of the 11th-13th centuries. No detailed contemporary account is available about the course of studies or books prescribed for primary classes or *Maktab*. A short glimpse of the system of elementary education followed in those days has been referred to in *Mirʾāt al-Khayāl* and *Mazhar-i Ārzū*. The students in a primary stage had to memorize the texts (some prescribed treatise including short lessons and lexicons, or to use chronograms, or to store up a couplet accidentally in the mind. *Mazhar-i Ārzū* has also deplored the system. According to him, it caused unnecessary labour and great wastage of time. He writes, 'When I was a child my teacher got me to learn by heart a number of books like those which deal with inflexive nouns and verbs (*Sarf*). They made me memorize the book consisting of *Jazz* (each, perhaps, of 16 leaves) named *Jazd* (volume). One of these was the *Mufradāt-i Ibn Kāfī*, and every time I was required to repeat it word by word, without their hearing. Instead of such books, they could have done better if they had got the *Qurʾān* fixed up in my memory.' But perhaps this had sharpened his intellect had given him a highly retentive memory, and also the power of lucid argument which we find in his books. The girls' curriculum, besides the *Qurʾān*, appears to have consisted of grammar and some amount of poetry, translations, arithmetic and calligraphy. The study of science like astronomy, mathematics, algebra, geometry,

branch of literature which flowered in the age of Vidyāpati, for he rightly says that Mithila was not governed by Muslim rules and regulations". Moreover, *Purushapariksha* deals more with socio-economic matters which the Persian works on *Ādāb* are largely silent as they are concerned with matters, cultural and historical. References to *Lakhi Sarāi*, *Pāṭaṇ*, *Tanka Vinimaya*, etc., and the contents of letter no. 48 are not without some significance.

Of the two main pillars of Muslim education, the *Maktab* and the *Madrasa*, the first was a primary school. The traditional age for the commencement of the *Maktab* stage is 3 years 4 months 4 days, but usually when a child was 5 to 7 years old his education began sometimes at home of rich parents and more often in *Maktab* housed in small thatched mud-built huts. As they used first to learn the *Qaida*, practise *Qirā'at* (recitation) and memorize it combining it with instructive religious precepts and stories and read lives of godly people the mosque was not a fit place for all classes of children, lest they might dirty it and wall. They might be taught near a mosque or a shrine of some saints. The boys had first to learn the *Qaida* and the rules of grammar and speech and also elementary rules of arithmetic. When taken either to a *Madrasa* (as in that of Bihārshārif) under the great Barbak Shāh or Sharīf-ul-Dīn Maneri, as we learn from his *Maktūbāt Sadī* (*Maktūbāt hereinafter MS*) or to a *Maktab*, the child was first made to commence learning to read with the phrase *Bismillāh*. Sounds of vowels and consonants, first separately and then combined, were uttered distinctly by the teacher to indicate just pronunciation. Letters of alphabet were written on a piece of paper or a wooden tablet in various styles for the child to be copied. The boy was made to put his fingers on each individual letter and to utter it pronouncing and reading the form correctly. Such elementary exercises for the beginners consisted in acquisition of knowledge of alphabet, combinations or conformation of letters, divisions

A boy was taken to the schools when he had attained his fifth or sixth year. The sounds of vowels and consonants, first separately and then combined, were taught to ensure correct pronunciation of words and sentences. Seated on the matted floor the young learner had to draw the character or the letters of the alphabets on a bed of fine sand spread out before them. They were given lessons in morals through little metrical tracts or treatises on ethics consisting of a series of maxims, intended to infuse religious feelings and ensure observance of duties due to God. The lead was given by a monitor who recapitulated the lessons and interpretations from the master to be repeated by all the boys, to fix the same upon their memory. The boys were also taught primary parts of Arithmetic consisting of numeration and land measures. They had to read bits of grammar, vocabulary of synonyms and metrical *Slokas* and *Sutras*. Roughly speaking this was the six or seven years course of instruction in vogue in the Hindu system of education. The scholar was allowed to leave the school at 12-14, to seek some employment after undergoing a sort of test or examination of the lessons learnt. He might continue to pursue his studies in higher stages elsewhere in Sanskrit *Tols* or Colleges for specialist at Benares, Nadia, Mithila, etc.

R. K. Choudhary in one of the appendices of *Mithila in the Age of Vidyapati* has given translation of some selected letters from a very interesting work of Vidyapati, called *Likhnavali*. To me it appears that he perhaps got a cue for such a work in simple Sanskrit in the form of letter-writing from the numerous works on *Insha* in Persian under a special style of epistles called *Mu'anja*, of which there were various categories such as the highly ornate specimens in hyperbolic language embracing all sorts of themes and topics in *Rasa'il Hafiz* (hereinafter *RH*) of Amir Khusrau and the *Maktubat* of the *Sufi* saints in simple intelligible language dealing with mystic themes and principles. R. K. Chaudhary may not find any such source of inspiration for this new

lary or college stages of the character and content of curriculum, the factors and forces at work in the development of education, and the important role played by the existing system in the social life of the time, than to collect and [illegible] materials are [illegible] the work [illegible] concerned with [illegible] such works are [illegible] religious [illegible] placed in the [illegible] and culture [illegible] social [illegible] [illegible] [illegible]

subjects of study included many which were non-religious or secular, such as grammar, logic, philosophy, mathematics, astronomy, medicine, rhetoric and literature.

Besides the Europeans some Indian scholars have expressed their dissatisfaction at the state of things obtaining in India after the advent of Islam. Referring to the supposed intellectual and educational barrenness of the time, and writing specially about Sanskrit and Hindu learning, the Late Dr Altekar had opined that it had fallen on evil days under the *Sultāns* of Delhi It cannot be denied that in the new political set up there was some palpable immediate harm to Sanskrit and Hindu learning and culture As the writer in *Encyclopaedia of Ethics and Religion* says, the springs of princely liberality to the Brahman pandit were dried up; many of the sacred texts were ignored or even destroyed and temples and college in many places were demolished. There was a change in the life, thoughts, tastes and outlook of the people. Increased rigidity in caste system had made the scholarly people narrow-minded. It seemed that the days of highly scientific and philosophical works were gone. Astrology and ritualistic laws and regulations had eclipsed astronomy, mathematics and philosophy. But some changes, a narrow outlook and complaisant attitude, had already come long before the establishment of the Muslim rule in India as is evident from the testimony of Abû Raihân Ahmad, more popularly known as Alberuni, the great 11th century Muslim Indologist.

Intellecutally, the Sultanate period was not as bad and black as it has sometimes been painted. As education, like practically all other departments of life amongst the Hindus, had been closely associated with religion, and Muslim education also in early Hindu age had been largely in the hands of theologians, jurists, and mystic *Sufis* of different religious orders, there is no better way of forming a correct picture, and getting an intensive idea of intellectual life and educational system, both in the elementary primary and higher secon-

various *Sufi khanqahs* both in the south and north Bihar fostered the cause of education. A Muslim child, aimed at home and in *Maktabs* reading, reciting and memorizing the Qur'ān, learning the rules of grammar and speech, some ethics or moral maxims, a few traditions and lives of saints. Those who entered the *Madrasas* attached to or situated near the mosques, carried on their higher studies. In early times people, Hindus or Muslims, thought it wrong to take pay for teaching. This was carried to extremes by Muslims in regard to the Qur'ān and religion. Though the devout were in favour of gratuitous religious instruction, there is evidence, of salary being paid to the teachers. It is a travesty of justice to say that the first rate *Madrasas* or Colleges, some two-storied and residential, like those of *Madrasa-i Mu'izzī* at Delhi, *Madrasa* school at Badaun, the College at Sirsi, at Firuzabad on Hauz-i Khās and *Hauz-i Khās*, and the famous *Madrasa* of Mahmūd Gawān at Bidar (Deccan) were not institutions of public utility meant for promotion of learning and that the state shirked the responsibility of teaching and did not exercise some supervision on what they had so richly endowed in cash and land. While in Europe in the early Middle Ages there was no regular department of public instruction, India could boast of Colleges with adjuncts of boarding rooms and Libraries, and scholars were encouraged, respected and supported by State-grants and salaries. Evidences are not wanting to prove that education practically formed a part of state responsibility. Abul Fazl refers to a *farmān* of Akbar which reads as follows: As far as possible the knowledge of arts and sciences should be spread so that men of merit should not disappear from the world. Their contributions must survive for posterity'. This must have been the attitude of the Turk Afghan rulers of Delhi and of the provincial independent Muslim states which richly endowed the [illegible] institutions they had established. The development of knowledge under the Abbasids and [illegible] did not have its effects on the [illegible] established in India. The important

treatise on Education in all its aspects, character and tendencies, extent and institutions, subject matters in elementary and higher stages, etc. No such contemporary work has come down to us.

There are critics who say that public schools elementary or primary and secondary which in Europe were a part of a system of free school, endowed for general use of the public and maintained by public taxes, with prescribed courses of studies controlled and supervised by local authorities, did not exist in India. There was no state department of education. The State did not trouble itself with the work of teaching, and the entire system of eduction was built up and run on a purely voluntary basis. European scholars opine that although learning was regarded with highest veneration in the East, specially in India it never attained a scientific attitude. The spirit of the age in India and elsewhere was the spirit of authority, of blind faith and unhesitating obedience and allegiance to the teachers who were mostly theologians and of priestly order. The principle of authority had dethroned human sense and reason. Scientific matters were subordinated to theology, logic, rhetoric and law which were the chief subjects of studies. Mere book knowledge, reading without understanding, excessive cultivation of memory for memorizing stupendous sacred books, and lack of organization worth the name are some of the fault and deficiencies pointed out in the mediaeval system of education existing in both Hindu and Muslim circles.

Since there was no public education system, boys learned how to read and write at home. There were also mosque and monastic education. Our state Bihar derived its name from *Vihara* which was a centre or seat of learning where a number of famous scholars imparted knowledge to various branches to earnest students of *Hinayana* Buddhism. There were considerable educational activities in the traditional Hindu and Muslim systems of learning in such centres as Maner, Bihar sharif, Uraya and Mitnla and Tirhut. The

in the form of his sayings and lectures inculcating the need, in fact the obligation, to acquire knowledge even by undertaking long and distant travels for the development of critical spirit and formation of character, and for acting and thinking in upright ways. One of the traditions, whether authentic or apocryphal, says that a father can confer upon his child no more valuable gift than a good education. On the other side, much is said about the lofty ideals and high aims and purposes of the system of education prevalent in India since the time of the Upanishads or even earlier in the Buddhist and the Brahmanical period. We are told about educational institutions, famous centres or seats of learning, the subjects of study which are said to have embraced various branches of religious and secular education, and the noble character and high ideals of the teachers who taught the young scholars in their own abodes as a matter of duty, and not for payments. The renowned scholars occupied an important position in social life because of their selfless character, deep knowledge, Sastric abstruse studies and wonderful feats of memory. The Muslims also refer not only to the educational institutions for higher learning that had sprung up in various places of Islamic lands outside India and were source of inspiration and served as models of colleges and schools founded and patronized by Muslim sovereigns who ruled over India at various times and were eager to do something for their faith, and, as some of the adverse critics say for the benefit of their souls rather than for public good. There were rules prescribing duties of, and relationship between parents and pupils, teachers and taught. The Three R's, Reading and Writing and instruction in simple Arithmetic, were regarded as the basic elementary studies and the foundations of education. Education in higher stages was characterized by grammatical exercises, letter writing, poetic and rhetorical compositions, oratorical practices, debates, discussions and disputations. Surprisingly enough however, nobody either among the Hindus or Muslims, realised the need even of a handbook and much less of a comprehensive

In Cairo's Karafa we get a description of Sunni ritual as it was practised [illegible] there was a recital of the Quran [illegible] of the Quran, and [illegible] or [illegible] were read, and then the Zikrs [illegible] a chant [illegible] street. The M[illegible] [illegible] bed and [illegible] twice [illegible] [illegible] [illegible]

Now we may turn to some other informing, side lights on matters of ethical and cultural interest found in the *Maktūbāt*. In these letters and liet the style of Bihar were very simple and sparing. The clothes worn at different times, and referred to here and there, consisted of *Rida* (cloak or mantle), *Qamīṣ* (shirt of cotton), *Jubba* a loose, wide-sleeved outer vestment, *Qabā* (a tight fitted coat with buttons, loops and opening below the neck), *Pairāhan* (a loose vest or shirt) *Mirzā'ī* an under-jacket with big sleeves and open cuff) *Tahband* (strip of cloth worn round the waist and passing between the legs) *Izār* (trousers, covering the body to the middle of the ez. and even below that) *Dulāī* (a double-folded garment having two thicknesses or layers), *Barā'ūt* (a cloak which kept out the rainwater), *Dūlatta*, *Dastār*, *'Amāma* (big turban of folded sheets) and *Tāqia* fillet, specially worn under head-dress have also been mentioned. The Sūfis said that silken clothes were forbidden to men.[83]

Samā' (mystic songs sung in audition parties)

Though not oblivious of the Islamic injunction against the tripple taboo wine, music and painting of living being) specially of the edict *Ḥarrat 'azā'il Ghinā ḥarāmun*—(dancing and music are forbidden), the *Suhrawardiyas* and *Firdausīyas*, like the *Chishtiyas*, allowed music under certain conditions of *zamān, makān akhwān*, time, place and people present., but they were more restrained and did not fall victims to the charms of Indian music, as was the case with the latter. As for the *Shattārīs*, they had no fondness at all for the *samā'*, being immersed as they were in their own peculiar all-absorbing *dhikr* and *tawajjuh*. There are frequent references to musical assemblies and ecstatic conditions occasioned by mystic songs sung in audition parties called *samā'*, but never could any one of these saintly personages in Bihar 'rotate on his legs' so as to be dubbed "*Pir-i raqqās* like those of the *Chishtiyas*".[84]

gion (obligatory duties, and was tinctured with corruption, superstitious and heretic charms and lameness, witchcraft and trivialities. People took vows to do this or that if they got what they wanted in the shape of relief or aid but when their purpose was served they backed out from their solemn promises. Some had devised clever methods of escaping from the obligatory payment of *Dhakāt*[39] portions of Muslim property given in charity). They took recourse to *Hilā-i Shara't* (legal fineness) which became *Hilā-i Harām* (forbidden fraud). They put the amount of *Dhakāt* on a tray and covered the silver with a quantity of grain and offered it to an indigent person. When the latter was about to return he was called back and induced to return the tray for a few *dirhams* (silver coins) and in this way they got back what they seemed to have given away. Another ingenious way centred in what was technically termed *Hawla-i Hawl* (passing away or turning point of a year). In the eleventh month before the settled expiry of a year the Sultan's gifts and property which were liable to the levy of *Dhakāt* to their wives, and he gave them the specific hint that they had nothing to pay *Dhakāt* for. Some time after the Sultan made a show of purchasing the same from their wives. The saint condemned such treacheries.

Again, though there were many *qāzis* and *Muftis* amongst the Audiences and the audiences of the *Majlis-i* of Bihar, decision of law and exercise of power on the part of some had made their office unpopular. The *Makhdūm* and his scholarly Bashir succeeded[40] in their letters to intellectuals such as *Maulā-i Hamīd* and Sa'īd-i Dīn, expressed their disapproval on accepting such office.

Men believed that burning of the dust of incense and garlic in the house and sitting near the doorways caused pestilence and use of common salt broken combs and comb to be connected to poverty and expenditure. The Brāhmins and the Shaiva saints gave amulets (Ta'wīdh) asking protection from the Deity.

[illegible] the saint Machhin[illegible] team, and the other one ran thus

[illegible]

[illegible]

Social Customs

[illegible] commemoration of what had [illegible]

Moral Standards Superstitions Beliefs

[illegible] atmosphere was [illegible]

with the Hindus. Adverse questions and protests raised by the puritanical revivalists were silenced. It was said that Muslim women [illegible] the Hindu part-veil on their heads to avoid the Muslim [illegible] should be so short as to leave their person and pleasure their husbands. There were many things of food and garment, which all of us shared. The question of *Tahārat* [illegible] was [illegible] as [illegible] was opposed to the fundamentals of Islam. We [illegible] the great [illegible] of Holi, the festival which was started by the Hindus as a religious obligation and [illegible] by Muslims.

The [illegible] of Hindu society [illegible] in many ways on the Muslims [illegible] the many processes could not help [illegible] the [illegible] environmental stimulus [illegible] [illegible] great teacher of Muslim [illegible] Nevertheless, [illegible] in [illegible] the [illegible] *Mamun*[1] and [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] the Muslim [illegible] as [illegible] Muslim [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] Rasa [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

the officials and nobles of Bengal to the plight of Darwesh-like businessmen taken on credit by those who would never open their hands for others. In the *Siyar Pur Nur* we read the Makhdum saying, 'When I was in my [illegible] apparently, Rajarl the ruler of the place was a Malik, and the poor and the indigent of the region preferred me so much that I began to feel tired of writing papers of recommendations. He was, however, reminded by a *samvatta* of Chish of his great ancestor, Khwaja Mawdud Chishti who despite repeated requests and [illegible] refused to approach even personally the rulers who were [illegible] with presences and rendering help to the needy. The *Siyar Pur-Nur-Safa*[18] of Hazrat Mahr Bakhsh [illegible] who attended the [illegible] there were Maha Rukh Ahmad and Sayed [illegible] Shah, the Akbar [illegible] of Addressing them the Emperor said that a Hindu had come and [illegible] Dipalpur were demanding from him [illegible] which he had not been called upon to pay at any time. He asked them to give him relief and protection from [illegible] new demands. He [illegible] and heresy were to [illegible] stretched to support [illegible] did not [illegible] real enmity [illegible] superficial [illegible] and interests. He [illegible] who was waited up by God for not responding to the call for help from a [illegible] a [illegible] believer.

Indian Cultural Influences

Some practices and customs and ways of life essentially Indian and Hindu [illegible] Muslims [illegible] due to long and close proximity and neighbourliness of residence

which was a Semitic interpretation of mysticism to the Aryan mind found favour with the Indian Aryans. There was no question of any element of conversion pressure or even of persuasion. Conversion of non-Muslims was no part of their mission and they spoke seldom in that strain, and yet *Sufi* saints were largely responsible for the peaceful penetration of Islam in India. The desire to escape from social oppressions or to raise themselves to a higher social, moral or cultural level or conditions and ideals widely drawn many of the down-trodden Indians to Islam. There were fewer cases of men of higher strata, specially the intellectual classes accepting the simple faith of their alien rulers. We, however, learn from the *Malfūzāt* that even a ninety years old Hindu came to the Khānqāh to seek truth, embraced Islam. Another Jogi (Kanphata) became appreciative and so inspired on seeing the Master's saintliness that he called him *Rāt Kartār*, and afterwards became a Muslim. Yet another entered into an argument with the saint, and left in some harsh words and turned back. The saint gave him a patient hearing and assured the audience that he would come and become a Muslim. The tombs of the two are near the tomb of Makhdūm Sharafud Dīn's (Yahya) mother and are visited to this day.

Ventilation of Public Grievances

There are instances of various kinds of responses of the *Sufis* to their environment. The *Sufis* in general, and specially the Firdausiya *Sufis* of Bihar, were large hearted in their attitude, liberal in their views and very liberal in their attitudes, of sympathy and understanding. There are many references to their written recommendations for help to the poor and deserving people to the kings and nobles. They would not accept jobs and *Jāgirs* from the high and mighty, but would go out of their way to help the poor, and never ignored them. It would suffice to refer to the letter which the *Makhdūm* wrote to Firuz Shāh Tughluq and to *Malik Mufarrij* and to the many letters of the Makhdūm's Balkhi successor, Munāfir Shams Balkhi, calling the attention of

forms interesting reading

Missionary works, Peaceful Conversions to Islam

barbers etc. These earned their bread by lawful means and had catered to the needs of mankind since olden times. The saint condemned begging and advocated *kasb* (earning) or the conception of vocation or calling, that is, doing manful work to earn bread for oneself and one's family, and not to accumulate wealth. *Kasb* or labour for earning bare necessities of life was substituted for the old ascetic ideal of renunciation of the world. *Kasb* was in its highest sense prescribed (*farḍ*), but with certain moral conjunctions. There should be no hoarding, and the means must be lawful.

As professional people the *ajlāf* dealt readily and sensibly with every day work and with the problems of the labourers, poor women, and petty people earning their bread by hard work, and also of honest men urged by the promptings of sex. The *Kanīzān* (slave-girls) who had to wash their hands and feet with lukewarm water could not be expected to complete purificatory washing before they went to cook and eat their food. Work is in the head and labourers (*Ahl ḥirfa*) who came late and offered their prayers in the mosque [illegible] did not die in the dust trodden by the feet, and *fatwa* or religious decree about such distinctions would be oppressive to many people. *Mawlānā* Muzaffar was very glad to know that his disciple in Bengal, *Khwāja Hamīd*[13] at least performed *Nafl*, which was a Divine Command. He had advised a disciple to purchase a slave-girl (*jāriya*) so as to avoid sins.

The *ajlāf* then quoted the two *ḥadīs* of the Prophet, "Give labour what were their rights" and "Place men in their proper ranks", and *Ḍiyā'u'd Dīn* Barani cited an instance of different ways in which 'Aysha, the Prophet's wife, received a simple believer and a *muta'ahhim*[14] (a grandee) and he said that, "As some rose to be rulers, some *Wazīrs* and high officials, *Aḥbār*, *Mashā'ikh*, *'Ulamā*, yet the people of lower orders had also their role to play. What would

non-Muslims, and also lower classes of people that surrounded them. The social constitution of the Muslims recognised two broad divisions, *Ahl-i Saif* (men of the sword) and *Ahl-i qalam* (men of the pen). Besides the rulers and members of the military aristocracy, such as *umra*, *malik*, *sipahsalar*, *muqta' asrafi*, etc., who ran the local administration, there were *imam*, *qazi*, *kotwal*, *muhtasib*, *mufti* '*ulama* and *mashaikh*, who were in charge of the ecclesiastical and judicial functions and looked after the moral and religious as well as educational needs of the people. The often-quoted Arabic expression, *La Rahbaniat fi'l Islam* means that there is no priesthood in Islam, and Muslim society was theoretically casteless, but the democratic fraternity could not escape the contagion of social distinctions in its Indian environment.

The Sayyids who claimed descent from the Prophet of Islam and the *mashaikh* called *Shaikh*, *Pir*, *Makhdum*, etc. were so highly esteemed and even reverenced that a critical Muslim writer has described them as the 'crutches of Islam'. The respect paid to them is evident from the way in which they have been frequently referred to as the *Maqbul*.

There was another element in the community of Muslim society consisting of various classes of people such as artisans, craftsmen, petty-traders, clerks, domestic servants and slaves, and a large section of the converted Muslims. The student community appears to have been a special section, often agitating and demonstrating against what it considered to be unlawful and heterodox practices.

It is occasionally that we come across such people as *chakar*, *nafir*, servants, attendants, *Jiwa*, *Kanis*, (slave-girls and female servants), *darzi* (tailor) and *rafugar* (darner), *khaiyat* (tent-makers, etc.). In its commentary on *Adab*, *Makhdum Sayyid Din* refers besides *Kashtkars*, (agriculturists) and *Ahl-i Hirfa* artisans of various types, such as carpenters, workers in leather, cutters of leather, tailors, saddle-makers, tailors, boat-makers, spade-makers, black-smiths,

(*malāmat*) and *kitmān* (making orthodoxy a veil for piety) could never commend themselves to him.

Now a word about the *Makhdūm's* attitude towards *kashf* and *Karāmat* (manifestation of things marvellous and miraculous wrought by inspired people). He said, *Mardān-i-dar maqām-i-shud Karāmat rā bar makr hamal kunand* (saintly personages charged *karāmat* ascribed to them to be nothing but fraud and deception). As regards *Shatah* (or meretricious words uttered in a flashy way in ecstatic conditions, such as those of *Haq* of Mansur and *subhāni Mā A'zam Shāni* of Bayazid Bustāmi). They were, according to the Makhdūm outwardly blasphemous but they were due to inward spiritual pitch. But such things should not command confidence nor should they be dismissed outright.

We may take a passing notice of some strange list of trifles and trivialities accepted by many as realities. Sometimes things happened by their contraries. Could anyone imagine that the great scholar and philosophical minded intellectual would discussed all that was ascribed to him as contrary to nature, would suggest that certain ones of the *Qurān* should be recited as a cure for making barren women fruitful after a diagrammatic figure* with letters of the *Abjad* in arithmetical progression of the Arabic alphabet according to their numerical value from 1 to 1000 and inscribed on two earthen vessels which had to be taken in hand, guarded and then presented with sacrificial rites to the pangs of childbirth) and would prescribe magical means[1] enchantments of spells and incantations *Fāl* (auguries, including *Fāl-i-Mushaf*, and the Arabic interpretation of dreams which the earliest expert, according to him was Joseph).

Aspect of Social Life as revealed in Hagiological Literature; Social Groups :

The *Sair* literature available throws some light on the relations between the State on the one hand, and the Court, the different Muslim social groups, ascetics and

Rasgir as a [illegible] for the upkeep of the *Khanqah* which had to be built for the use of Baba Sahib. The saint would not accept the [illegible] but proposed to settle his terms by sitting under the [illegible] Nizamuddin Auliya had set up his week [illegible] of his extremely earned money [illegible] He [illegible], however to reject on the pretext that the governor who told him what he was likely to expect from the donation if his orders were [illegible] carried out. It was a fact as stated in *Manaqib-i-Qadiri* that he had [illegible] journey to Delhi where he arrived after the [illegible] and the death of the [illegible] Baba Sahib Farid. It was [illegible] that he went to Delhi, and the [illegible] was related [illegible] after to Baba Sahib who [illegible] way to Benares. All [illegible] Baba Sahib as [illegible] the great [illegible] There [illegible] information found in the *Malfuzat* of Baba Musa Bazil, and we can infer the date of the [illegible] the *Khanqah* [illegible] from it.

The Muhammadan [illegible] people known as *malangs* [illegible] [illegible] to the Hindu [illegible] itinerant *darweshes* with [illegible] [illegible] the first [illegible] [illegible] [illegible] these perpetual [illegible] [illegible] them, were [illegible] [illegible] of attracted, struck and distracted [illegible] grief or fear. These along with the [illegible] [illegible] all unorthodox in their doctrinal points. [illegible] other *Sufis* had no sympathy for them [illegible] [illegible] and not for their [illegible] [illegible] purification [illegible] The doctrine of blame

But the ways of his friend the renowned saint of Bihar, were different. His *Maktubat* contains letters written in reply to enquiries such as Muhammad Tughluq and Firuz Shah Tughluq princes as well as Diwan Malik governors such as Malik Bahadur Malik and Hasamuddin and others and letters to nobles to persons. The learned Maulana Mughis Bakhshi had given up his post of Prime Minister (Sadr-i-Jahan) at Delhi and Mazhar College and retired to Agra and Jaunpur before he finally settled down at Bihar. He was [illegible] He was [illegible] and Governor [illegible] Bihar [illegible] Bihar [illegible] Bihar

the *Gaurlar* (milkman) who was named Sādiq and about Dariyā Khān Nūhānī who at first refused to interfere in the matter, but later ordered for building of a resting place for the saint-preacher

The Madāriya order was also active in Bihar. The greatest of the four disciples or *Khalifas* of Khwāja Badru'd Dīn Madār of Makanpur, near Kanpur, when he died in 1440, who gave some lessons in *Awārif* to Bakhtiyār, Husain Mu'iz, was the extremely pious and ascetic personage, Jamālu'd Dīn Hansawī, popularly known as *Jaman Jati Qatli*, who lies buried at Hilsa within a domed mausoleum which was built in 900 1593 by Jaman *Madārī* of Darbhanga. Shāh Kangan *Dīwāna* who lies buried in Bihar town was also a disciple of Shāh Badru'd Dīn Madār. The Madāriya *Qalandars* have their own peculiar practice of performing their devotion Some of them walked on fire, and wore iron on their arms

The Firdausī *Silsila* stands midway between the Qādriya and the Chishtiya Orders, whose saints were indifferent towards politics and shunned all connections with royalty and men of noble rank and position, and the Suhrawardiya and the Shuttariya, who did not abstain from all kinds of associations with kings and nobles, and felt no scruples in accepting not only such ecclesiastical jobs as those of the almoner but even *jāgirs* and favours which they used for the benefit of the people They held that high position does not do harm to those who know its antidote. The well-known Suhrawardiya saint, Sayyid Jalāl Bukhārī known as *Makhdūm Jahāniyān Jahān Gasht* of Uch in Sindh was held in high esteem not only by the greatest saint of Bihar but also by Emperor Firuz Tughluq and his capable *Wazīr*, Khān-i Jahān Maqbūl. Powerful governors like Amu'l Mulk and displaced rulers of Sindh, like Jam Khairu'd Dīn Jām and Jam Babinia sought his intercession He used to come very often to Delhi and his recommendations for favours for the poor and the needy was always accepted by the King.

Ashrafiya *Khānqāh* of Bihlo (Gaya, founded by Sayyid Abū Sa'eed *Katha nawā'ī* is linked with Akhi Sirāj and 'Alau'l Haq of Pandua through Ashraf Jahāngir Simnani of of Kachchaucha (district Faizabad in U. P.)

The Chishtiyas of Bihar were also connected with those of Jaunpur. For example, 'Abdul Malik of Ushri (district Saran; d. 911/1505), the father-in-law of Sayyid Hasan the ancestor of *Pīr* Damariya Saints of Hussainpur Hajipur, Patna and Khaita Basti (Bhagalpur), was amongst the disciple of Muhammad 'Isa Fāqi Siddiqi of Jaunpur. Qutbu'd Din *Binadil* of Jaunpur (d. 925/1518) was not only spiritual guide and father-in-law of Fadlullah Gesu'in of *mashā'ikh* Dumraon Bihar town, but also the inspirer of a large number of Chishtiya, Qalandriya, Madāriya, and Qadriya saints of Bihar. Khwaja Zainu'l Abedin *alias* Sayyid Zahid Sārani, the father-in-law of the aforesaid *Qāzī* 'Ola Shuttari of Varsali, was the author of *Khazāna-i Zāhidi*, which is a commentary on *Tafsīr-i Qayyam* of Mahkul 'Ulama Shihabu'd Din Daulatabadi of Jaunpur (d. 816/1413). Shah Habi Nasibi was a Chishtiya saint of Saran, and the spiritual guide of Shāh Daulat of Maner. He was the disciple of *Mīrān* 'Abdullah, son and successor of the well-known Jaunpur saint, Khwaja Jalalu'l Haq *Qāzī* Khan *Wajih* of Zafarabad (d. 944/1537).

As regards the Qadriya Order, it was introduced in Bihar in comparatively later times. The first important personage of whom we have a contemporary account by his companion, 'Ali Sher, who lies buried at Kutumba in Aurangabad subdivision of Gaya, was Sayyid Muhammad of Anjhar, a direct descendant of the celebrated 'Abdul Qadir Jilāni (d. 561/1166). We get from *Manāqib Muhammadi* of 'Ali Sher that Sayyid Muhammad Qadri came to argue with the Kol chief of Kutumba Damaraon other places in Aurangabad region on the injustice and oppressive activities of Karman, a brother, and Chandar, son of Jowan, the Kol *Raja*. We are only told about the conversion of the chief of

[illegible] Ahl Dar[illegible] Hu[illegible] [illegible] to have been married with Shaikh 'Abd [illegible] of Pandua (d. 1344) Shaikh Badru'd Din Badr [illegible] a Rajput lady of Bihar [illegible] became the mother of Abu'l Zaidi and [illegible] same of Bihar [illegible] descendants call themselves Malik. Hadrat [illegible] Yahya Taqi Zaidi, the founder of Qadiria [illegible] Sayyid Nasir Ahmad Zaidi, [illegible] Sa'id Zaidi [illegible] buried at Bihar [illegible] personages [illegible] and later [illegible] long [illegible] the [illegible] personages [illegible] the Zaidi family [illegible] Jamal Ahmad Zaidi, Shamsu'l Ulama Shaikh Hadi Hasan Zaidi, Sajjada Nashin [illegible] Sharif [illegible] [illegible] the present writer [illegible] the [illegible] in performing [illegible] holy [illegible] Dargah.

Hadrat Lakhi [illegible] Bihar and lived for [illegible] time at [illegible] He is reported to have [illegible] a large [illegible] Muslims. He [illegible] in the western part of Bhikna Bazar in Chittagong was [illegible] Hindus and Muslims alike. The Hindus and [illegible] Chittagong invoked his name as Pir Lakhi, [illegible] water.

A disciple of Amir Haqq of Pandua, Fakhru'd Din Fakhra [illegible] Bihar [illegible] Chandpatan in Bihar where [illegible] earlier date (d. 1306). He was the [illegible] Ibrahim Ghaznavi who was the son of Jamal Jahan, [illegible] Fakhru'd Din Jamal Jahan, and married a sister [illegible] Amir Haqq of Pandua. After practising severe austerities under his [illegible] guide, Nur Qutb 'Alam of Pandua, (d. 813 A.H.) Fakhru'd Din came to Bihar along with two others, [illegible] Shah Sa'd Sat of Baranaya *mahalla* and Maulana Rashidu'd Din Martan tola Dhuan 'Abdul Wahhab [illegible] (d. 1681) of Qasba Fatua, Bihar-sharif, was his direct descendant. The Chishti *Silsila* of

at Delhi but had given up the job came to Bihar and accepted the celebrated Sharafu'd Din Yahyá Maneri as his spiritual guide, preferring the Firdausi to Suhrawardi Order. Shaikh Sharafu'd Din never adressed him but as *Maulána* and *Imám*. Shaikh Muzaffar was a poet, but theology and mysticism were his special subjects.

The collecting of his *Letters* by his nephew and successor Shaikh Hasan Munj Lankhi is very important for the development of the mystical themes and also historically, for there are ten letters—some very long—addressed to the Bengal ruler Ghiyasu'd Din Azam Shah, and Nawabdar Shah of Jaunpur. Later, Shaikh Muzaffar performed pilgrimage to Meccam and died in Aden.

We may now revert to the Chief saints of Bihar and the links connecting them with Jaunpur, Delhi, Bengal, and Jaunpur. Amir Fakhr Khusrau, the founder of Qazi tola mosque in Danapur, by his [illegible] was seventh in direct descent from Sayid Mubarak Ishqi, who is said have come to India with Sultan Mir Ali Sher from Jaunpur in the time of the Khalji. Mubarak Ishqi, hailing with his wife and his family from Balkh town, but Sayid Mubarak went to Bengal became a disciple of Jalal Sirajud Din Tabrizi of Gaur and later a disciple of the famous Nizamu'd Din Auliya of Delhi. He returned to Bihar and built a mosque and a khanqah at Danapur at a place where he stayed and once used to [illegible] Mass of his disciples and descendants still live in the locality.

Another saint of note who is venerated both in Bihar and Bengal was Sayid Muhammad *Junaidi* Qadiri Suhrawardi, known by the name of Makhdum Rasul Bihar. He was the great grandson of Fakhru'd Din Zarradi and grandson of Shaikh Shihabu'd Din Hakkar who was killed at the orders of Muhammad bin Tughlaq for speaking the truth to Abdul a just king. He did not accept service by Muazzam Sharafu'd Din, but came to Bihar during after his death in 1353, and he was buried at

born in Balkh but had

married to Sayyid [illegible] Shah Subhan Bakh, the father of the famous [illegible] Shah Karim of Bakr Ganj and of Mumtaz-ul-Karam, and the [illegible] was the wife of Hamid Ganj son of Alam Shah and father of Imam [illegible], who was buried in Umar Sharif near the *Dargah*.

The Chishtis and the Suhrawardis were revered in the early centuries, [illegible] by the Firdausis and the Shattaris, but of late years the latter [illegible] Bihar was [illegible] Maqdum Sahib [illegible] a prince of [illegible] Sayyid [illegible] Bihar [illegible] Ibrahim [illegible] Sharqi [illegible] Sultan [illegible] Sharqi [illegible] Sultan [illegible] Sharqi [illegible] Sultan

a leather-garment." An inspired *Sufi* transported on the wings of mystical fervour he became at times immoderate in his pantheistic utterances so as to expose himself to the charge of blasphemy. The *Wujudi* (Unitarian) were orthodox Muslims aware to the needs of restraint. The Shaikh Ahmad *Chirmuch*, himself wrote: 'At times Ahmad felt inclined to disclose the secrets but *Shara'* became the arguer and preserver. It behoves you, O Ahmad not to reveal the Secrets of Truth." He was a clear-headed poet and ascetic, a latitudinarian, very liberal and even patriotic in his views. 'Islam and *Kufr* (infidelity) become one and are of the same hue through love to those who are swimmers in the Divine Ocean. Regard all religions as one and look on them all as one, for Divinity is one and undivided. There is no duality in my religion. I regard the whole world as one."

Besides his *Rauda*, consisting of 1280 poems, of which five are interpolated remaining as of the thoughts of Rumi, 'Iraqi, Ahmad Jam, Nizami Maghribi Anwari etc. there is a small book in verse containing his sayings. The booklet comprising nine chapters is called *Dastur Qutab*, and it was composed by 'Abdu'l Din Ahmad Ibrahim *Sufi*. The tomb of Ambair was a dargah of 'Abdu'l Din Ahmad of Purnia (Bhagalpur). Sayyid Jafar Shah and Rauda' Arifin of Hesamu'd Din Muhammad Shah's time, at the interview between the English Emperor and the Amir of Kabul.

Some of the earliest professors of the Suhrawardi Order were Shaikh Sadru'd Din Arif Isfahani a Qutb of Kashghar who came to preach at Sonargaon Lakhnauti and settled down at Sonargaon. Jalalu'd Din Tabrizi known as *Kabir Dogh* in Jethian near Patna. Qazi Qutbu'd Din of the Qureshi He lived in 21 Hijri and died 3 September 1 A.D. at the age of Rabban. Other early Indian converts were Bhai Rupa, called *Bari Bibi* wife of Yusuf Marwari Bhai Pir, eldest son of Imam Ali Rida, the other was the wife of Isa Hamidan, the father Muhammad Darvesh Hamid was

As a strict adherent to the Islamic law of *Shari'at*, the Sufi could appreciate many of the religious performances of the Hindu [illegible] from a practical view. We have a number of instances where Sufis could appreciate and praise [illegible] the Vedas and the venerable Hindu ascetic [illegible] to practise magical powers. Some Hindu practices [illegible] three penances and self-mortification [illegible] great Sufis from their former Hindu [illegible] many of their practices. At Rajgir [illegible] Budh Jangli Pir, Hazrat Ibrahim Shahid and [illegible] interested [illegible] by the spectacle of [illegible] their severe austerities.

[illegible] to *Makhdum* Sharaf-ud-Din's father *Maulana* Yahya Maneri [illegible] *Lataif-i-Ghaibiya* Maneri [illegible] the murder of Muhammad Shah Tughlaq [illegible] well-known Sufi Dalail-ul-Khairat [illegible] *Fauju'l Mu'minin* Hazrat Bandagi [illegible] Mir Sayid Ahmad, who first [illegible] Kasba [illegible] to the large domed mausoleum, built in Tughlaq style of architecture [illegible] probably also a Suhrawardi saint. Next [illegible] Hazrat Ibrahi, Mashdum Sharafu'd Din and the Sufi saint [illegible] very high esteem and for 12 years he paid annual visits to his *Rauza* to offer *Fatiha'*.

Next in importance was the hereditary [illegible] Ambahta Biharsharif, Ahmad [illegible] (teacher-in-chief) the spiritual disciple of Shaikh 'Alau'l Din [illegible] of Purani (Bhagalpur) who was himself the [illegible] Shah Sulaiman of Mahsun to *Maulana* Taju'l Din Suhrawardi. *Hazrat* Ahmad *Chirmposh* [illegible] was the first cousin (son of mother's sister) of Makhdum Sharafu'd Din. He was a gifted poet and a divinely attracted mystic representing the awesome spirit (*jalali*) rather than the amiable (*jamali*) attributes of God. He wrote "I am a ray of the light of Divine Power sometimes I wear the mendicant's habit made of patches and sometimes

[illegible] appreciation [illegible] Genuine asceticism [illegible] liberty and the purification of the soul, and this liberty can be acquired either by a believer or an infidel. Through practising asceticism, one gains great lustre.

he went to Bengal and Sonargaon, Old Dhaka, was founded. He has been succeeded by Makhdum Sharafu'd Din in his dignities. Hazrat Akhi Siraju'd Din, one of the Khulafa of the celebrated Baba Fariu'd Din Ganjshakar Multani was the spiritual guide of Makhdum Taqiu'd Din Suhrawardi of Makhdum Dangan Bengal, the author of Makhtutat which is an abridged version of Ghunyat's Tafsir Ilahi. Taqiu'd Din was the disciple of many Sufi saints of Bihar, including Maulana Yahya Maneri, the father of the celebrated Firdausi saint Makhdum Sharafu'd Din Maneri.

Makhdum Sharafu'd Din[1] Maneri (c. 1263-1381)

After having completed his training at Delhi he went with Sharafu'd Din, Abu Tawwama, one of the greatest scholars of the time, to Sonargaon Bengal. He stayed there for about three decades, engaged in the pursuit of his studies and his severe austerities with extreme adverse effect on his health. Marriage was the price he had to pay for these. He had a son, Zaktu'd Din, whom he passed on before him to Maner when he returned to Maner after his father's death. The traditional chronology of his birth, death and his father's visit to Delhi in search of a spiritual guide, has been challenged. Certain it is that at Delhi he met the great Chishti saint Nizamu'd Din Auliya and Sharafu'd Din of Panipat before their death in A. H. 724 or 725, but finding no spiritual solace from them he betook himself to the eminent Shaikh Najibu'd Din Firdausi, who invested him with discipleship and spiritual successorship shortly before his death in 772 (1312). The duration of his stay in Delhi, his wanderings in the jungles of Behea (Shahabad area) and the hills of Rajgir, his ascetic practices in the cave or Kund, the period of his movement to and from Bihar Town as also the time of the issuance of the farman of Muhammad bin Tughlaq, offering him a Bulgarian praying carpet and a land-grant, for the upkeep of the newly-built Khanqah for him, and its return, are also disputed points.

of the *Dargāh* at Maner to Tāju'd Dīn *Khandagāh*, and another one, to the west of the tank to Momin 'Ārif, said to have been an associate of *Maulana* Muhammad, better known as *Imām* Tāj *Faqīh*, the traditional conqueror of Maner, probably a *Mujāhid* in the army of Muhammad bin Bakhtiyār, cannot be summarily dismissed.

Sufi Orders; Some Eminent Sufis

Almost all the *Sufi* Orders of highest repute, the *Chishtiya*, *Suhrawardiya*, *Firdausiya*, *Qādriya* and *Madāriya*, were represented in Bihar, and each had a great share in the spread and development of Islam in the area. Among the earliest to come to Bihar were the *Sufis* of the Chishtiya order. We can mention only a few of the large number of the early Chishti saints of Bihar. The earliest were Shāh Mahmūd Bihārī and Sayyid Tāju'd Dīn of Danapur, the disciples of Quthu'd Dīn Bakhtiyār Kākī (d 633-1235), *Maulana* 'Ali Bihārī, a disciple of *Bābā* Farid *Ganj-i Shakar* (d. 644-1246), Makhdūm Ādam *Sufi* (d 686-1287), son of Sayyid Ibrāhīm Chishti of what later became Hajipur (d 657-1258), and his son Makhdūm Hamidu'd Dīn (d 771-1369) and the latter's son, Taimullāh *Sufaid Bāz* (d. 790-1388) the spiritual guide of Shaikh Faidullāh of Kurji near Patna (d 831-1427), Shamsud' Dīn alias Shāh Saman of Arval (Gaya) and Sufi Diau'd Dīn of Chandhan's (Bihar-sharif) (d 820-1418). Taimullāh *Sufaid Baz* had settled down in *mahalla* Chishtiana of Biharsharif which was adjacent to *mahalla* Bhatsasui where he buried a large number of Chishti saints, including Ahmad 'Isa Tāj, the younger brother of the celebrated Chishti saint, Muhammad Isa Tāj a son-in law of Sayyid Jalāl Bukhārī Makhdūm Jahāniyān of Suhrawardi order.

Bihar felt the influence also of the Suhrawardi Order Shaikh Jalāl Tabrizi, one of the chief disciples of the celebrated author of *'Awārifu'l Ma'ārif*, Shihabu'd Dīn Suhrawardi, came to Bihar *via* Delhi and Badaun, and from there

Chandra of Qannauj granted to a Brahman of Kapardin Mandari in 1185 V.S. or 1126 A.D. refers, among other exactions, to payment to the *Turuska Danda* or Turk's Due. Taranath, the Tibetan historian of the 17th century, would have us believe that a minister of the *Turuska* king of the *Kena* kind invited Muhammad Bakhtiyar to undertake the conquest of the Khalji adventurer's own country. In the latter, called Candra Vatera, he says that by means of several *Turuska* who served under his banner he subdued other smaller rulers of the *Turuska* having at last invaded and laid waste parts of the country raided and conquered the whole of Magadha. These cryptic and confused statements need not be taken seriously. But there is, however, some historical evidence about the Ghaznavi generals having extended their raids up to Benaras and there is a colony of Muslims who rightly or wrongly trace their line to such raiders.

Mirat-i-Mas'udi and *Mirat al-Asrar*, 17th century works, refer to the sightseeing sporadic raids of Sayyid Mas'ud in eastern India and his eventual death at the hands of Raja Hardata or Sahadeva, on 18 *Rajab*, 424 or 10 June A.D. He was buried at Bahraich. The authority quoted by the writer Abdur Rehman Chishti, excites suspicion for no one else ever heard of it and he does not give even a single extract from it. Muhammad and Firuz Tughluq of Delhi, and Hajji Ilyas of Bengal, paid reverential visit to Bahraich tomb and Von Graff, the Dutch traveller saw from his boat in 1651 the celebration of the popular and picturesque annual festival at Maner. Earlier within Sikandar Lodi tried in vain to stop the fair of Ghazi Miyan, and singing and dancing of Hindus and Muslims, particularly a set of *nazanin* merchants, round a long bamboo pole wrapped in coloured rags with horse-hair tied on its top for the whole thing smacked of practices contrary to orthodox beliefs. It is just possible that the legend of *Ghazi Miyan* was the outcome or had become mixed up with the earlier raids of the Ghaznavid general, Ahmad Niyaltigin. The ascription of a tomb near the western gate

[illegible] by the [illegible] and was [illegible] fanatical local people [illegible]

[illegible] Ajmer [illegible] [illegible] [illegible]

race. They fought a war (*jihād*) against the flesh and carnal desires (*nafs*).

As spokesmen of Islam which is a proselytizing religion, prompted by a sincere desire to serve God and His creatures, imbued with democratic spirit of Islam preaching and practising equality of all believers of the faith, they set out to preach Islam by gentle persuasion and by the infectious examples of their character and devotion rather than thorough dialectic disputation and argumentation. It is the *Sufis*, not the *Mullas* who proved to be the best missionaries of Islam. It is a fact that there was a large number of conversions under the spell of Sufism. What are known here, although it is very seldom that one comes across any reference to the mystic literature produced in India or the true part they played in the process of Islamization.

There was no organised church or single authority no ordained priestly class in Bihar and elsewhere. All that happened was on individual basis. Hazrat Sharafu'd Din and his Bakhtiyar disciples believed that a Hindu infidel, non-Muslim and unlike *Mushrik* polytheist could be a *Muwahhid* (unitarian). 'Ainu'l Qudāt Hamadani, was quoted to the effect that all religions or most of them were in essence the same wedded to truth which is at the bottom of all religions. But ignorant followers, being unable to understand the real significance of the original teaching, turned their meanings. It seemed it, however, as their duty to show to others what in their view was the straightest and best and safest path. For this they left their homes and relatives, undertook long and arduous journeys, penetrated into inhospitable regions, worked amongst people alien to them in race, religions, traditions and culture, and some had to pay with their lives for their labour of love. There is a tradition recorded in a later document which refers to Momin Ārif of Maner but a more authentic and contemporary evidence is available about Shaikh 'Ali who worked for his faith in the wild tracts of Aurangabad bordering on the Chotanagpur region ruled

theism of orthodox Islam, emphasising upon eternal distinction between transcendental God and man the Creator being separate from the Creation was directly opposed to absolute Monism of Shankracharya's Vedantic thought of "I am Brahman", and stressing the identity and unity of God the phenomenonical world. Though the *Sufi* thinkers traced the origin of their doctrine to the *Qurān*, and to the mystic tendencies and to life, savings and actions of the Prophet, the Monistic trends in the mysticism of the *Sufis* were looked upon by the orthodox Muslim as a class as heretical innovations, opposed to the spirit of Islam. But the lives and writings of the early *Sufis* of Bihar show that whether they belonged to one or other of the chief orders, Chishtiya, *Suhrawardiya, Qādriya Firdausiya, Shuttariya*, orthodox, *Bā-Shara'* (with law) and *Bē-Shara'* (without law), they followed the *Qurān* and the *Sunnat* (tradition), accepted all the cardinal principles of Islam, denounced all innovations and devotions in the sphere of dogma and practices and *Bid'at* (heresy), insisted upon the strict observance of obligatory duties of their faith, and discarded all that was obviously antagonistic to the fundamental teachings of Islam. Of course, they could not see eye to eye with, and even challenged, the dry scholastic, theologians, the *Mullah*, and clung not to the letter but went to the spirit of the faith. They preferred a mystic and spiritual interpretation of the *Qurānic* law to its more literal sense. Their interpretation of the relationship of the Creator and the Creation, tended to make them monistic rather than dualistic. They had reconciled religion with philosophy, like Junaid Baghdādi, Ghazzālī and others. They made Islamic theology mystical. For them 'Everything is Him' (*Hama Ust*) was not far different from Everything is from Him' (*Hama az Ust*). They considered service to God's creatures and fulfilment of their duties and responsibilities towards their fellow-beings as essential for their discipline. They put aside their own desires, to render themselves agreeable to all, irrespective of caste, creed, status and position. They were free from all complexes and shackles of colour and

Islam emerged as a religious and political phenomenon and had a tremendous success in the known world. But it could not keep up its solidarity and unity, for not long after the death of the Arabian Prophet, it was torn asunder by sects and schisms, divisions and subdivisions, which very soon exceeded the well known and oft-repeated number of 72 or 73, of the two major groups. The largest in the world of Islam and the most dominant section of Muslim population in India and Bihar throughout history was made up by those who call themselves *Ahl-i-Sunnat Wa'l Jamā'at* or the people of *Sunna* and the Community. They are known as the orthodox Muslims, as they accept the traditionary part of the Islamic law and revere equally the first four named are successors of the Prophet, the "pious caliphs" Abū Bakr, 'Umar, 'Uthmān and 'Alī as opposed to the *Shī'ahs*, who are called partisans of 'Alī and keep the *Imāmat* or religious leadership for the family of 'Alī and Fāṭima the daughter of the Prophet. The official Islam in Bihar and India has always been Sunnite Islam and of its four persuasions *Hanafī, Hanbalī, Mālikī* and *Shāfi'ī*, the first has always been recognized and acted upon. None of the chief Shiite sections, the *Imāmis* or the Twelvers, the *Ismā'īlis* or the Seveners the *Zaidis*, who are nearest akin to the Sunnite, has been known to exist in Bihar in pre Mughal period. The *Fatāwā* and the unique work *Sirat-i-Firuz Shāhī* refers to the *Qarāmiṭa* or the extreme Shiites and their reprehensible practices in and around Delhi, but the danger was nipped in the bud by their leaders being executed and their books being burnt. Bihar was immune from such people.

Fortunately, in early mediaeval Bihar, Sufism was perfectly identified with Islam, and there were no schisms and sects worth mentioning among Muslims. The entry of Islam in India had been facilitated by that of Sufism which "was a link between two dissimilar systems of Arabian Puritanism and Semitic Islam, tending at times to war with, and being associated with, each. The absolute mo-

Another [illegible] piece of [illegible] a different kind is a [illegible] text of [illegible] Persian [illegible] *Sharaf Nāmah-i Munīrī*", written in the [illegible] who had close connections with [illegible] service of a Bihari [illegible] It [illegible] a large [illegible] and exemplions of [illegible] of [illegible] The [illegible] and [illegible] of things, [illegible] the book are [illegible] their [illegible] and [illegible] what we get [illegible] the [illegible] a [illegible] arrange and interpret, [illegible] coherence

Islam [illegible] and [illegible] creed It has had its own [illegible] society part of [illegible] certain [illegible] a [illegible] which [illegible] act, [illegible] the [illegible] The [illegible] the [illegible] and [illegible] that [illegible] tual [illegible] and [illegible] We can get [illegible] writers expressed and [illegible] I [illegible] literature, [illegible] and [illegible] religious [illegible] movements [illegible] literature the [illegible] the [illegible] period [illegible] literature as [illegible] with [illegible] and above [illegible] Mughal [illegible] interested [illegible] which [illegible] the [illegible] Mughal [illegible] the [illegible] however [illegible] text, [illegible] connected, well integrated [illegible] that [illegible] is not history

However unsatisfying the task has to be undertaken to reconstruct the picture from incomplete accounts of men's doings and writings on special subjects filling up empty spaces in an objective basis and piecing together the scattered information, allusions and references to contemporary men, and events, special episodes of social and religious life, in contemporary literature, religious or otherwise One has to deal with records and to tap all accessible sources so as to see what happened, how people acted and behaved and came to be what they were, and to view the problems as interpreter of the value and meaning of such facts and evidences as are available

One has to consider how life is depicted in Persian religious literature of the 14th-15th centuries, such as the *Maqāsid* and *Manāqib* of the Suhrawardī Shaikhs of Bihar of the Firdausiya and *Shattāriya* orders, and also in the works of *Vaishnava* saints and Bengal writers and of the versatile literary genius Vidyāpati Thākur and especially a Persian work of early 16th century work in Maithili by the latter which deals mostly with important contributions to the social history of North Bihar Even earlier than these, we have, at the start, in the field of literary sources, the travel books, the first real account of the Tibetan monk who has been given the name of Dharmaswamin visited several places in Bihar, such as Sankhua on the Nepal border Vaishali in Tirhut, and Bodh Gaya, Nalanda and Rajgir in South Bihar, during his two years stay in India (1234-36) Much valuable incidental light has been thrown by the subsequent writers of the 16th century on various facets of society and religion, and also on conciliation and concord between various cultural and religious groups, which was the need of the time and without which there could be no peace and tranquility Evidences are available of the interaction of religious and social forces due to long contact and association of the alien and the natives

Socio-religious history of Bihar, though fascinating and important is a very complex subject. Our knowledge of religious and social conditions of Bihar in early medieval period remains inadequate, uneven and at best fragmentary. It is difficult to write a full and connected account of developments in all its aspects, facets and phases. One has to consider the diverse ethnical elements constituting the general population of the land with multiplicity of faiths and convictions, contrasted degrees of cultural advancement attained by each people with differing and dissimilar religious ideals, social conceptions, and grades and strata, organisations, institutions habits and manners, modes and behaviour, etiquette and decorum diet and dress, festivities and festivals, rites and forms, and other features and bearings in general.

The fundamental basis of socio-religious life and cultural patterns differed from area to area. The two main social elements were the subject people who, on the whole, viewed the world, including human life as an illusion, and the foreign ruling classes, who believed in an egalitarian society and to whom such socially autonomous groups and forms as caste system and untouchability were an anathema. The main difficulty however arises from the paucity of concrete data and documentary material. The historical position of Islam in eastern India, particularly in Bihar, on the socio-religious and cultural side has yet to be established. There is not much of reliable contemporary evidence in recorded form, and the incidental and enlightening items that one can glean from the Persian chronicles of Muslim writers are too scanty and insufficient to be helpful for reconstructing the picture of the past. The Persian chroniclers were mainly concerned with matters of war and politics, interminable struggles, conquests and expanding power of the world of Islam, and not with peaceful penetration in India.

Islam and Muslims

in

Medieval Bihar

man's [illegible] have become prematurely attached to [illegible] bodies [illegible] body [illegible] soul' forgotten [illegible] and were not at [illegible] tired of and and water.

[illegible] was said but it is rather difficult [illegible] 'city [illegible] excellent but so far off The [illegible] not cable used to refer to bodies (souls) becomes extremely tired in its efforts to attain Him

76 Water [illegible] in the narrow well, but still [illegible] of [illegible] are [illegible] strive for it [illegible] it. [illegible] where [illegible] flows whence [illegible] [illegible] [illegible] the fish

77 What [illegible] speak of by house which is but a weak structure [illegible] here has to 'frame' [illegible] is also [illegible] part' The [illegible] is coming right in [illegible] [illegible] and drops are falling in great [illegible] [illegible] [illegible] is real and vie in transitory; [illegible] can 'destroy it at any moment'

78 [illegible] burn the net of deception is well as your [illegible] [illegible] [illegible] what you do what you say the dawn will show you the life.

79. Manaqib-i-Muhammadi.

[illegible] lines [illegible] been quoted by Maulana Abdul Haque in [illegible] Kalamuma Mein Sufiya Karam ka Hissa". as far as this particular specimen is concerned, a more authentic and detailed version is found in Muqtabs of Anwar When Amir Khusru visited Baba Qalandar of Panipat the latter asked him 'Khusru Pheri kotra' and asked him to recite his verses In his turn the Baba also uttered some verses, composed off hand. Amir Khusru was moved to tears, at which Baba asked him in Hindvi 'Runda Hunh kuech Bujhanda Hunh'.

form interesting reading.

46. The Maktubul i Maulina Muzaffar quoted in writer's paper entitled the Correspondence of the 14th century saints of Bihar with the kings of Delhi and Bengal (J.B.R.S. Patna)

47. Isharat — Letter 25.
48 Bahr-ul-Maani
49 Khan-i-Pur-Niamat.
50 Muktubat-i-Sadi - letter 69
51. Muktubat - letter 132.
52 Ibid letter 113.
53 Ibid letter 169.
54 Ibid letter 132.
55 Bahrul-ul-Maani
56. Manaqib ul Asfia Munis ul-Qulub.
57. Malfuzats.
58 Malfuz-i-Ruknl.
59. Munis-ul-Qulub.
60. Maadan ul-Asrar or Manahij-us Shuttar
61 Munis-ul-Muridin.
62 Mukh-ul Maani
63. Khan-i-Pur Niamat
64 Bahr ul-Maani.
65 Khan i Pur Niamat
66 Ibid.
67 Ibid.
68. Ganj i la-Yatna
69. Munis ul Muridin
70 Ibid
71 Ganj i La-Yatna, Munis-ul-Muridin, Bahrul-Maani and other Malfuzat

72. The one perfume seller pervades all the universe. If one loves and submits upon Him he is freed from worries, meets his death according to his desires and the soul becomes absorbed in Love.

73. What sort of bird is this has entered the body, making its cell (petals) lone and desolate? The bird comes, picks up the pebble and drinks the water which is free from dirt or bad smell(or does not feel agitated and has no desire to dwell in it permanently (with his kin

74. Although the moment of faith and assent have not come, still the leaves have grown up to the extent of a

Delhi on Taimur's invasion. His younger brother Ahmad Isa Taj came to, and lies buried at Bhainsasur muhalla of Bihar Sharif.

14. Ganj-i-La-Yafna.
15. Maktubat.
16. Ms of Fatuha Khanqah.
[illegible] Ms. is translated by [illegible] Ahmad Langardarya
[illegible] delivered second lecture in Current Studies, Patna College.

19. Maadan-ul-Maani
[illegible] Governor of Bihar named Zainuddin Majdul Mulk.

[illegible] was completed by the saint of Rajgir named Pir Imamuddin.

[illegible] paper on this saint of Ambair in Patna University Journal.

[illegible] perhaps the same as Qutbuddin mentioned in the Ain-i-Akbari.

[illegible]. Fawaid-i-Rukni.
[illegible]. Khan-i-Pur Niamat
[illegible]. Ganj-i-La-yakhfa.
[illegible]. Ganj-i-La-Yakhfa; Mirat-ul-Asrar.
[illegible]. Manaqib-ul Asfia; Ganj-i-La-Yakhfa.
[illegible] Munis ul-Qulub.
[illegible] Muratlar Shams Malkhi
Maktubat etc.
Maktubat-i-sad-o-Pinjah-o-Do
Ibid
[illegible] Munis-ul-Muridin.
[illegible]. Mukh-ul-Maani.
[illegible]. Munis-ul-Muridin.
[illegible] Superintendent of Audit and Accounts.
[illegible] Manaqib-ul-Asfia.
[illegible] Maktubat -- letter 132.
[illegible] Ganj-La-Yafna
[illegible] Munis-ul-Qulub.
[illegible]
[illegible] Ibid letter 129.
[illegible] Maadan-ul-Maani.
[illegible] the 16th century Saint the grandfather of Akbar [illegible] Shaikh Abdun Nabi. His letters to Babar, [illegible] and Humayun

References

same —— Divinity is really Infinite.

and infidelity.

found myself as an idolator in Ka ba.

the sea of Divinity.

from the face of things.

different.

Studies of Patna College.

Sharaf by Maulvi Zameeruddin.

difficult affair. Even if I exhort a Hindu a

('Ikhr-ul-Mann)

(Inspired and acquired k[illegible] were gifted w[illegible] t[illegible] revelat[illegible] of the rest [illegible] see the t[illegible] the heirs of the Prophets. One wh[illegible] the learned [illegible] writ[illegible] rman is Sch[illegible] but the positi[illegible] ck the earl[illegible] [illegible] kn[illegible] [illegible] [illegible] [

Bhali Par Sankri the great saint added 'Des Bhala Par Dur Once during the course of his usual wanderings the great saint had to pass a night late right by taking shelter under a heap of straw in the outskirts of a village where a theft took place The villagers ran after the thief and went told of the saint on suspicion and were about to beat him when someone intervened on seeing the words Mat Jaraa Chaare Ka Bhati leave me. I do not like to be vexed This is referred to in an old proverb of the celebrated 16th century saint of Jaunpur The eight century saint of Delhi, Hazrat Nizamuddin Auliya who never set his foot beyond Delhi has been regarded by the 14th century saint of Bihar Sharfuddin Maneri who never went beyond Mandu in his whole life, when a person asked Maneri was he well, when he read and wrote to the effect that the saint the latter replied that he must have passed across Kabul, Kahan Kabul Kahan there not where is the net consciousness)].

What a beautiful clear and genuine specimen of Hindustani this epistle is! Its style is quite different from all other sister works of later period and shows its widespread use in most parts of India. In the Deccan Dakhni was developed to the highest literary form in the writings of Mir Amman Dehlvi, Mir Sher Ali Afsos, Mir Hasan and Mir Khalil Khan Ashk. Mir Amman's Bagh-o-Bahar was translated into Urdu with the title of Nau Tarz Murassa. It was also translated into English and French. Mir Hasan's Masnavi Sihr-ul-Bayan was translated into English by Duncan Forbes with the title of Urdu Masnavi. Mir Khalil Khan Ashk's Gulzar-e-Nasim was also translated into English by Sprenger.

The Sufi saints of Delhi and Bihar stressed the importance of Tasawwuf (mysticism) and not only the Sufi saints but the Muslim rulers also encouraged the study of Tasawwuf. The Sufi saints of Delhi and Bihar differentiated between 'Ilm-wahbi' and 'Asha

and biographer of the 15th century [illegible] Amjhar [illegible] rau, the "parrot of India" says on [illegible] himself in Islampur Khanqah).

Bibi Piyari, Bhikan Shaikh Badh [illegible] which may be [illegible] Bardan al Dar [illegible] also said [illegible]

Bhakain, Tehee Bhayo Bhinaar"(78).

India, was to acquaint themselves
so as to make their views intell
to them. Ali Sher Shirazi (79), the

were very fond of [illegible] edition which stirred the heart to seek [illegible] used to listen frequently to the verses in [illegible] languages sung by [illegible] or [illegible] [illegible] But he did not [illegible] [illegible] in mixed [illegible] [illegible] Shadan Faqir, in which Sufi Muzaffar [illegible] Sepoy [illegible] Shahbaz Qalandar was present, [illegible] the sweet tuneful Khajan was permitted to recite verses from the Asrar Nama of Attar [illegible] After [illegible] the saint was sitting [illegible] upper [illegible] the Amir Khana [illegible] with others [illegible] Malik Mahmud Iwaz [illegible] Jawali,' who opened the [illegible] his writings [illegible] and began to [illegible] At this the saint was [illegible] first [illegible] and [illegible] while in [illegible] the expressions [illegible] so and exciting [illegible] that [illegible] power. [illegible] quietly at [illegible] but [illegible] matter to [illegible] things [illegible] [illegible] in [illegible] [illegible] the present [illegible] not [illegible] into the reality of things and understand the spiritual realities [illegible] Alexander [illegible] the attendants [illegible] great [illegible] that why [illegible] had sudden [illegible] stopped [illegible] [illegible] had [illegible] turned [illegible] [illegible] [illegible] and he replied that [illegible] women and [illegible] even [illegible] [illegible] [illegible]

considered a good sign if the patient could sip that. People avoided burning onion and garlic in their houses and they also considered it bad to sweep house at night, and to sit on the threshold of the house. Some people abstained taking curd (ughrat) in the night of the 25th of the month. All these had no sanction of the canon law (67). In a Majlis held on 4th Ramzan 760, such practices as testing a witch (Kaftar, by immersing her in water and ascertaining theft by causing a (Badhna' (water pot with spouts) to revolve after reciting texts of the Sura i Yasin on grain of rice under the belief that the grain would stick to the throat of the guilty, were condemned (68). Many of these superstitious beliefs and practices are still traceable in Bihar, specially among certain sections of the Hindus, from whom they were apparently borrowed by the Muslims.

There are many references to the social catholicity and liberal outlook of the mystic saints of Bihar. The compiler of (anj-i-la-Yafna once asked the great saint as to whether the charity distributed by disbelievers would be taken into account by God and he replied in the affirmative. Qazi Shamsuddin of Khoshar asked the saint if Muslims were justified in addressing a non-Muslim as Thakkar (Thakur) and he was told that the word meant (Khundkar' and (Khudawand' (lord and master) and not God, and there was no objection to a Muslim pr tege or vassal addressing his Hindu superior or master as such (69). In the 12th Majlis held on Saturday 13 Shaaban 775 Syed Nuthuddin of Ghazipur said that the author of Rauzat ul Islam had considered the use of (Shangarf' (vermilion) by Muslim women in imitation of the Hindus as (kufr' or infidelity. To this the saint replied that it was not so if the women used the red powder on their heads to beautify their persons so as to please their husbands. But when questioned about the use of red powder in the fashion of the Hindus on the occasion of the annual Saturnalia of Holi, the saint replied that as the practice appeared to be an article of faith among the Hindus, the Muslims should not indulge in the same (70).

That the early saints of the Chistia and Firdausia orders had fallen victims to the charms of music, Indian and foreign, can be shown by numerous references in the Malfuzat. The great saint and his successors

have been referred to [illegible] references [illegible] Darwesties such as [illegible] [illegible] [illegible]

engrossing-and when he was asked if the Sufis use medicines he replied in the affirmative and added that even the prophets made use of medicine in their illness [illegible] cited the case of a person who would not accept the suggestion of the Israelites to use a certain herb for the cure of his malady and immediately came the warning 'from now you must treat by your Tawakkul' you should have no dispute or mystery futile [illegible] as you do not take the herb suggested by the Israelites I would never grant you a cure 55

References in the contemporary mystic literature give us a glimpse of the social conditions of the times, and throw some light on the manners and customs diet and costumes, ornaments and furniture festivals superstitions beliefs and other practices of the age. Sharfuddin was very fond of essentially Indian betel leaves and a tray full of these was laid before him at Delhi. He chewed some and placed some in his turban. She [illegible] was frequently observed in the 'Doli' to the tombs of his mother sister and dead devotees to offer Fatiha'. There are references to the ceremony of the Third Day Soyam after death when friends and relatives gathered to recite the Quran and offer the Fatiha for the benefit of the departed ones. At the close of the ceremony rose water was sprinkled and betel leaves and 'Sharbat' were distributed. We get one instance of flowers being laid on the grave. After the recital of the Quranic texts and Fatihas a tray with flowers oil and perfume 'Arqaja' was placed before the 17th century Shuttari Saint of Jandaha who took some flowers, dipped them in the oil, read the Durud' after which 'Sharbat' and betel leaves were used by him and the whole audience. 58 Sharfuddin Maneri sent his Pairahan (long shirt) and Kulah (cap) to Zafarabad (Jaunpur) so that out of these the garment of the newly born babe Hasan Balkhi should be prepared and put on his body on the 'sixth Day' (59) This was the Chatthi ceremony, still observed. Izar' (trousers) Juffa' (a kind of long vest) Juba' (a kind of long gown) Mirzai (a jarket with sleeves) Lungi (a cloth worn between the legs), Dotai (a double shirt used in winter), Barayani (a kind of overcoat) Rida' (wrapper), Dastar' (turban) Sarband' (head dress) Taqia' (a fillet worn under the head dress) Latiba (a cap sticking to the head), Kafsh' (shoe or slipper) Naalain' (pair of shoes with wooden soles) and blankets of black wool

caused by gave them peace of mind which was helpful to meditation and concentration and made them realise that everything belongs to God and they were only trustees or custodians 5 It was meant only for those persons and workers who had reached the highest level of spirituality and who were free from the existence of self-hood But the view that the earning of livelihood was against absolute renunciation and Tawakkul as enjoined upon the prophets and holy saints who has greater trust in God worked for their livelihood.

M Muzaffar writes If one works to earn wafqa things to support life such as food clothes and bed sometimes confined solely to food for his family so that he may not throw his warts and burdens on others and save himself from worldly things as much as he can to devote himself sincerely to God and the Faith I hope with such intention, his Kasb' gains would be treated as the work for this and the next world 51 There is no such dichotomy or deep gulf between religious life and worldly life as has been supposed by some There is no complete renunciation of the world to attain the true aims of man's exertion no celibacy, no exclusive priesthood in Islam nor did the Sufi encourage their devotees to lead idle passive and profitless lives M Muzaffar wrote 52 that not only the Mujahis' and the Gazis warriors but also those who are of service to the distressed ones give food to the hungry provide water on the roads erect mosques run for the welfare of their family to whom they have to do their duty and to similar things follow the path to felicitated a young devotee thought and to the part of a son and felt surprised at those who considered it shameful' to be a house holder Kasb is superb command which must be based on the knowledge that the religion of the vain infidels is different as different from the faith of and worst pride, we write to Zaid Zamindar by my young and you should not ill and the season of Kasb such things, for this Youth and there is no better for this world or the next the curse of an interesting discussion on Tawakkul' in a Majlis of the text of Binar,H Sharfuddin,said that there was no harm from the former to the latter it was not all

livelihood. They stressed the need of 'Kash'
own inherent qualities one cannot attain a high
enter the heaven with the help of one
another half to his studies. But if
preferably from Kulti-Mal' (State
permitted to express his bare necessi
he is too engrossed in his
assiduous in prayer in Mosques
his art and trade (49) The
to begging because it (a)

Being [illegible] the Sa.rts [illegible]
[illegible] world, [illegible]
[illegible] but [illegible]
[illegible] they were not
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
world but [illegible]
withdraw [illegible] the world but
[illegible] they [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

most devoted followers of the saint. As regards the [illegible] and the Matt[illegible] of the two their number is the largest to be met with. The Sharma' of Nagar the Kotwal of Alwar the Qazi of Ajmer and many other places in Alwar and the Sepahsalar of the Mutiny commander and several others have been recruited. The leaders of the latter process such as Walidad Khan Farrukhabad [illegible] Bakht Khan, the Mufti of Bareilly who had replaced Shamsuddin Khan, and Maulvi Muhammadullah of Meerut were greatly devoted to the saint and they were converted to Islam to the point of showing kindness to the poor and the needy. Apart from these people and shaikhs we find many [illegible] officials and men of rank and position who were addressees or the addressees.

[illegible] can get a 'Jama-i Khadi' [illegible] 'Jitals', [illegible] with that [illegible]

The great

w ate the bread of kings and

ty (36)

ge

torical value through

as that in the t

); the first Mugt

Malik Abdur Rahman. Malik Mahmud

Iwaz the

Firuz Shah t

figures pr

Bihar with

"May your affairs be set right" (31)

are of considerable importance. Besides what is

There are letters also of his great Murshid H. Sharfuddin addressed to nobles and officials governors princes and kings many of whom were

and Sufism (32).To Dawar Malik "the Sawar and

great saint H.Sharfuddin the reply was give was difficult to know who was what from appearance. He disclaimed the greatness

such as a wretched hypocrite, a 'do one resembling an idol worshipper (brahmanical thread) i e. the God Satan was no

When the amount became so big as 10^0

God. This only adds to
the future rewards of
that yet remains out of
rding to the Divine
on God there is
charges of pilgrimage
that to whatever holy
an increase in the

[illegible] did [illegible] letter [illegible] said [illegible] had said that [illegible] as [illegible] fulfilment [illegible] His desire (K P.N).

[illegible] terms of different [illegible] relative term [illegible] attached to them. The saintly author of [illegible] to these. They allow these means and [illegible] in their discipline, and yet [illegible] them idols and idol houses. Th[illegible] distraction and [illegible] become attractive and inter[illegible]

incline him towards himself
ng his set the affairs of
referring to himself, he
the old cell at
Malik who had

to me and requeste

loss of his property owing to the 'oppression' of somebody, perhaps of the [illegible] The very title of the letter [illegible] and hints and the help to the oppressed ones [illegible] its contents, quite similarly two [illegible] been mentioned from past history [illegible] when was about the arrest of Islam [illegible] to [illegible] the noble, lenient, Abu [illegible] of Mecca and compelling him to [illegible] the words of [illegible] on the other was [illegible] "Omar the [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] there
[illegible] first
[illegible] of
[illegible] emperor
[illegible] second
[illegible] Nizamuddin
[illegible] exiled
[illegible] the
[illegible] would
[illegible] there
[illegible] let
[illegible] Dawat
[illegible] them here.

In the next bat of the great Saint we find a
[illegible] Rana Yusuf alias Dawar
[illegible] Muhammad (Tughlaq). The
[illegible] reply to the
[illegible] to write
[illegible] and was
[illegible] letter
[illegible] Khawaja Ahad [illegible]

not the document about the Jagir But the

relent and keep the paper to save the Gov
the wrath of the despot. The author of Manaq
says that after the death of the Sultan
were returned to his successor Firuz
learn from Muris ul Qulub of H.
saint went to Delhi for the second
after taking a promise from Fir
accept his request returned
predecessor.

this branch of Muslim learning

and asked them why when he had acted
Shaikh Sharfuddin Maneri had spoken
in advising the Sultan to summon

Shaikh Abdul Ghafur [illegible] an official and a soldier by profession [illegible] standing in the 'bazar [illegible] Maktubat of Shaikh Sharaf [illegible] of some one who he [illegible] studied it specially to [illegible] abandonment and condemn[illegible] was so great and immediate that he [illegible] from the world gave out that he [illegible] become a recluse, and devoted [illegible] od we shall discuss this aspect [illegible] connection with the question of [illegible] and renunciation

[illegible] Abdul Quddus, himself a great saint [illegible] letter 1.7 of his widely read Maktubat [illegible] addressed to the great Indian noble [illegible] Sher Sarwani It sometimes feels [illegible] hurt or ill dream he should seek its interpretation [illegible] it given by Ibn i Sirin [illegible] I heard from the lips of [illegible] Shaikh Badhan [illegible] latter got it from his own Shaikh the Qutub of Qutubs [illegible] to the great Shaikh Muhammad Isa [illegible] secrets that the business of [illegible] Makhdum i [illegible] Sharisi, within [illegible] interpretation [illegible] work of Ibn i Sirin [illegible] interpretation one of the [illegible] sixth [illegible] well by Ibn i [illegible] the writer of the said The [illegible] interpretation was frequently [illegible] and [illegible] A [illegible] man [illegible] to [illegible] an Asiatic Society Library, Calcutta

That the great saint and his Balkhi [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

In his booklet 'Irshad-us-Salikin'

[illegible]

The fire of sun is the torch of God's

[illegible]

[illegible] they and their works have

standard biographical

nts of Islam H. Abdul

[illegible]

realised that the renowned saint, [illegible] Sharfuddin, was not only well versed in scholastic theology and the philosophy of Islamic mysticism as already propounded by his predecessors immediate or remote but was himself a speculative thinker of a high order and the pattern of thought that he set became a model for his contemporaries and for the succeeding generations. The most striking thing in his teaching is that despite his sympathy with the conception of the unity of Being (Wahdat-al wujud) he disdained pantheistic beliefs and did not depart from the uncompromising Monotheism of the Quran and he tried to solve in his own way the problem of the One and the Many, the unity of God and the multiplicity of the phenomenal world. This harmonising of the mystic and Islamic ideas has been the prevailing feature of the Sufistic doctrines not only in Bihar but elsewhere. Very few realise the far reaching influence of [illegible] Sharfuddin Manerī's life and teachings, therefore it is worth while to consider in this lecture how the theoretical and practical sides of mysticism as presented by this great Saint and his immediate successors influenced others and moulded the life and thoughts of the people in Bihar.

Many people in modern Bihar and elsewhere have begun to show a tendency of veering round the views of the Naqshbandiya Mujaddidiya school. Khwaja Bahauddin Naqshband, the founder of [illegible]480, held that outwardly one is with the world inwardly one is with God. Another [illegible] Hindi, Al Batin [illegible] Baqi Khwaja [illegible] [illegible] theory of Wahdat al wujud arises from the same source. We have Mujaddid Alf Thani [illegible] with you wherever you are. Essentially the same as that of [illegible] Sharfuddin Maneri though expounded in his own difficult way and [illegible] by the Naqshbandi saint. As regards Baqi billah [illegible] Shaikh Ahmad Sarhindi, contemporary of Akbar, author of the famous Maktubat [illegible] [illegible] Wahdat al wujud, his theory of Wahdat al Shuhud [illegible] [illegible] examined is not very different from that of Wahdat al wujud. Being as interpreted by the great Saint of Manair. But, say that God is everywhere, but everywhere God is [illegible] in the sense of [illegible] and substance, that is, the whole of [illegible] with the body of God, but [illegible] comes into live contact; and that one who knows more and detaches [illegible] from others [illegible] stands nearer to Him

[illegible] and
[illegible]
[illegible]
[illegible]

and obligatory duties. The disease of the heart lies in sinful desires and appetites. One who does not restrain oneself from such desires, but knows it to be sinful endeavors one's self, but he who does not regard it as harmful runs no such risk, for he is already dead.

Then there are those engaged in Kevalat i Balani physical abstinence, austerity, self discipline and they think that they can at once purify themselves from lust, anger and other evils condemned by Shara or law. When they fail, after taking pains and practising self discipline for a long time, they think that the task is impossible. They argue that man as he is constituted cannot become completely pure, just as a black object cannot be turned into a white one, and therefore it is no use trying what is impossible. It is foolish and foolishness to think that the Law enjoins complete freedom from lust and other impulses implant in our nature for the Prophet has himself said, I am a man and may be angry and very often signs of anger were visible in him. God praises one who controls anger, not one who is devoid of anger. The Prophet had six wives and he encouraged marriages and begetting of progeny so as to perpetuate the race and preserve Islam. But we still say that anger and lust should be kept under strict control. Horse is controlled by the rider and the dog by the hunter. Anger and lust are like horse and dog which are so useful but which, if not trained and controlled well, set upon and throw down the rider and the hunter. The game of felicity in future world requires them, but they should not be allowed to gain ascendance over us so as to destroy us.

There is again a fourth group of people who in their foolishness pretend to be free that everything is permitted and there is no need for exertion. When the prophet told his Companions of the future days when they said that they would depend on the Divine Law and would refrain from exertions, the Prophet replied "You should exert and then what has been ordained will be given to you. You should not neglect from world and evil hinge upon virtues of actions of the same way as health and death hinge upon food and starvation."

The few points picked up at random from the great [illegible] the greatest saints of Bilar will, it is

he could not do that

Hazrat Sharfuddin Maneri while disc[illegible] question in Ma dan ul-Ma ni says "The [illegible] the Sufis attributing an act to God [illegible] themselves lies in the belief that what[illegible] is due to the guidance of God. They [illegible] this guidance that they are not [illegible] it is

love. The lower stages of [illegible] would [illegible] and knowledge of [illegible] while the knowledge of [illegible] attributes. Here is the traveller to the [illegible] of [illegible] with [illegible] affection, a [illegible] satisfaction of [illegible].

The complex question of man's freedom and [illegible] and the relation between the [illegible] will, has been [illegible] from [illegible] times and [illegible] the [illegible] Shar'a [illegible] external [illegible] and [illegible] [illegible] [illegible] and power [illegible] rise to four distinct [illegible] we need not consider the disputed [illegible] and indigenous facts [illegible] to rise and to [illegible] of the views of free will [illegible] the [illegible] self-determination of the [illegible] the rationalists of determinism of the [illegible] necessitarians, and of the qualified admission of freedom with the limitations prescribed by the [illegible] Ash'arite theologians who were supported by the great Ghazali and held that there is [illegible] would be omnipotent God has no power and that Man's acts are subject to the will, knowledge, guidance and [illegible] of God. The question as to whether omnipotence and omniscience of God leave any room for man's freedom and responsibility for his acts [illegible] had always worried thinkers, mystics and poets of Islam. A [illegible] poet wrote, Har Nek [illegible] Mikunad o Bahana Bar Ar[illegible] the [illegible] poet Mir Taqi Mir said the [illegible] Majbooren Far Yet Ikhtiar [illegible] Ap Karen [illegible] unjust to call us [illegible] helpless he does whatever [illegible] responsible for nothing. These [illegible] the 'Jabaria' view.

The early Sufi saints of Bihar were quite familiar with the views of [illegible]. They disagree with the views of the Qadirites and the Mutazalites who advocate the theory of human freedom and say that man is endowed with power of action. [illegible] his deeds, both good and evil and is therefore deserving of punishment or reward. The early Sufi thinkers are in sympathy with the views of the orthodox 'Asha'rites' who assert the absolute omnipotence of the creator of man and all [illegible] attribute

believer with no reservation seeking God. This stage is not to be confused with complete detachment or severance from everything other than God. The believer who considers himself attached to Mawsul on account of his relation to that which is related to Mawsul due to this tie is guilty of attributing 'has' and 'have' in relation to something other than God and therefore commits duality. What is to say, the servant does not become perfect in 'Iman' (faith) unless his qualities are all to all, from God with God for God', and 'towards God'.

[illegible] love Muhabbat [illegible] after having drawn the [illegible] of the [illegible] [illegible] [illegible]

obligations where he is in this state of ecstacy

[illegible] been described as the manifestation of the sun of truth from the clouds of Divinity the great Spirit of Mercy is that the manifestation is in the essence of God and of divine Attributes still it is further that the Divine Attributes are like relative types full of power, glory and [illegible] mercy grace and blessings give their characteristic effects just as [illegible] from the [illegible] Majesty from the [illegible] Mercy, whether [illegible] would be for the soul [illegible] affirmative As [illegible] [illegible] [illegible]

identification wi
Fana Fillah, according to the real
t to such an extent that
If you will
as of your
ality you can not realise
realization of God,
A criti
t is not incumbent
ces. The reply is
is lawful and
when he is lost

[illegible] Existence is eternal, [illegible] while that of the world is contingent [illegible]. To the question posed to [illegible] the world be a mere relation or appearance when we are [illegible] happiness and sorrow pain and comfort and so on, the reply is given that dream [illegible] to be annihilated, affirmed or honoured and yet these have existence in reality. Thought forms are mere ideas or appearances for indicating or expressing reality. It is the business of the interpreter to [illegible] from surmise or idea to Reality which is the means by which God's Existence [illegible] it which is the aim and object of [illegible] which the traveller reaches the [illegible] the real existence of God [illegible] its opposite Shirk' points to [illegible] the world is illusion. Until it [illegible] the world is heedless of [illegible] the traveller [illegible] will be realised [illegible] through 'Ilm-ul-Yaqin and [illegible] [illegible] [illegible]

discriminate between 'Jalali' manifestation and [illegible] penetration or 'incarnation' without the presence of the 'Pir' there is danger of many people going astray at this stage. And yet there is another stage in Fana wherein the Murid has lost consciousness of his attachment and completely forgets the existence of his identity with the world of Reality and Power (Hahut) and consciousness of his separation (Lahut) becomes the very consciousness of his attachment. Not a whit is left of the 'I' and 'Mine' in the case of the mirror and the face there is neither union (Ittisal) or incarnation (Hulul).

In this latter it may be noted while discussing the fourth stage Mir Nizam Shah Bhikh makes a distinction between Vahdat and Vahdaniyat or non-existence or invisibility he does not assert the non-existence of all that becomes visible to the senses in this state of [illegible] illumination and thus the existence of the world as God's Upper Garment of Light is affirmed. Similarly in the case of that man who is a Bhakat [illegible] of that man as the microcosm in which the Divine attributes are united does not signify, man as an emanation existing in the world is appreciated as a 'Vivegarut' and the ultimate unity of the Real Reality.

Considering the importance of the conception of the Reality of existence in Sufi thought it is worthwhile to note two extracts in 'Jhala Nath,' the great saint writes. There is no entity which exists [illegible] except the existence of God the reflection in the mirror of unreality [illegible] the case with the entire world which is dependent on the existence of God. But [illegible] as to the existence of God [illegible] what there is no shadow to the sun. There is no [illegible] but God we see it [illegible] but God. [illegible] the [illegible] of two 'Mayas' existing [illegible] is [illegible] that 'two Mayas' [illegible] of the unity [illegible] that 'two Mayas' [illegible] b [illegible] is [illegible] [illegible] of the world [illegible] appear [illegible] existence [illegible] appearance [illegible] [illegible] existence [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] existence. If this [illegible] dream but these forms reflect [illegible] existence and were appearances. They [illegible]

and efface themselves in the Reality of the Ultimate Reality. Having lost the self they exist in the true one, and rising above the lower nature they are at one with the Truth or the True Reality. Another class of men 'Salik' or seekers of God is that of the 'Mutasawwefin' who are similarly in quest of the above standard through Mujahidat earnest striving after mystic life) and Riyazat spiritual exercises and austerities, and the third group is that of Mutashabbihin who for the sake of position wear the garb of but are still unaware of the virtue of the above two. It is hoped that they and the Qalandra and the Malamatia by observing and preserving Ikhlas (sincerity and rules of Sidq truth and Rahm freedom from the evils of ats karma, desire may become qualified to attain the stage of self-effacement in God like the other two.

The very first letter of the Maktubat contains a discussion on the unity of God. There are two grades. A verbal assertion of the 'Kalima' without accepting it from the core of one's heart. This is the way of the hypocrites. Mere recitation of and also sincere belief in the 'Kalima' which is the method of scholastic theologians who take pains to support their contention by convincing arguments. But there is the Tauhid of the knowers. Their faith is unlike that of the Muqallids, followers or imitators and Mutkallimeen theologians. This is achieved by the appearance of the Nur-i-Ahadiyat which makes him see that in this line of Kufr there is not but One is the Lord and everything as emanated from or is a manifestation of Him. At this stage one can say 'Ana al-Haq'. Next is the displacement of the inner light in the fourth or highest stage to such a degree that all forms of existence are hidden from the eyes in that illumination just as particles of air and dust are not visible in the rays of the sun. This does not mean that the world becomes void for her existence. Na Budan is something and invisibility Na Didan is another. When you look into a mirror you do not see the mirror as you remain engrossed in yourself but you cannot say that that mirror has become nonexistent. This is called Ghaibat or Wajd that is the liberty or power which is enjoyed by that which is itself determined by the superior will. This stage is that of Fana Fit Tauhid self-effacement in the Ultimate unity wherein the Sufis are unable to

'Arif' 'knower' he does not stand in need of the observation of the obligations of the Shariat

In letters 15 and 16 of Maktubat Sayyid Makhdum Sharfuddin writes that the Shariat the canon law is a way laid down by the prophets for their followers and the prophets who came at God's ordinance, and must have first to attend to the people to discipline their selves and then to devote themselves to spiritual practices of Tariqat, which sometimes prescribe for the lovers the rules strictly to the extinction of the satanic. There was no difference or contradiction in the essentials teachings of their messages. The law of Shariat' consists of a series of injunctions and prohibitions, the knowledge of which means Islam and it deals with the beliefs in Divine unity bodily purification prayers fasts pilgrimages the holy war spirit and moral and other transactions. Tariqat the path and flows from 'Shariat and consists of the secrets or the realities or essence of these two. Sacrifice, worship, the things prescribed by law, exercise actions by purifying the heart and cleansing the moral nature of impurities such as rapacity lust violence or injustice pretension and so on and so forth. Shariat deals with the external conduct while Tariqat purification which is at inner spiritual purification while the former prayers is purification Shariat' while to be a part 'with Tariqat while Shariat is the external action the inner Tariqat to the end of the world. Purification consists in the knowledge of realization or it is the work of man but Truth is immutable and the same from the time of Adam to the end of the world and in the [illegible] like matter or body what the [illegible] is the spirit or soul of it [illegible] who understands he will [illegible] from the [illegible] of spiritual' The [illegible] or the 'Shariat is [illegible] objects the practical law [illegible]

In an earlier letter (No. [illegible] he wrote about 3 classes of [illegible] the [illegible] are the Sufiya who draw [illegible] from [illegible] 'Shariat' they detach and disentangle themselves from every thing other than God,

beliefs and conventions, ways methods and practices of Sufism is also about the manners, morals, conduct and behaviour of the Sufi mystics. He warns us against adopting their ways and methods and following the path chalked out by them without fully comprehending their cardinal beliefs and principles, the true significance of their external and internal rules and conduct meaning of the technical terminology they use, and indeed the real spirit of their teaching, for there is an abundance of hypocrites who in the garb of 'Tasawwuf' have drawn the veil across the condition and observation of the really authoritative Sufi mystics. In Majlis 4 on Friday, 1st Ramzan 775 or Feb. 14 1374 the question of the 'Mushaikh or Dervishes of these times' was raised and the Saint said that the occupant of the Sajjada carpet must be aware of the significance of and follow, the Paths of 'Shariat' observance of the Canon law as well as the obligatory rules and duties of Islam 'Tariqat' (Purification of the heart with the insight in the nature of 'Haqiqat' (Realization of truth or the ultimate Reality and one who was not in the know of their significance and did not tread all these paths was not a 'Sahib-i-Sajjada but was a Satan unto himself, and his carpet was not a 'Musalla' but an idol and a Brahmanical thread Such men were seekers of position and traders in the faith. He warned the audience to beware of such 'shopkeepers' who were not 'Rahbar' guide but 'Rahbur' (highwaymen The Sufi becomes the wearer of the green cloth and a shawl and a keeper of 'Chilla' but he may not become a Musalman He was eager to be called a Sahib holy man, Zahid (a man of austerity and 'Abid servant or worshipper of God) but the did not try to attain the true and perfect faith This reminds us of what the 15th century Shatari Saint of Bania Basarh says in 'Madan ul-Asrar' about the pseudo saints who posed as learned recluses and used to wrap themselves in Sabar Meshi or Mush Dandani garbs, and also of Maulana Rumi's couplet 'Ave Basa Ibalis Adam Ruway Hast (is ba Har Daste na Bayad Dad Dast' there are many Satans in the garb of Adam. Hence you should not place your hands in those of every one and follow him).

A Sufi however high he might stand and whatever stage he might have reached is never absolved (f the behests and prohibitions of Shariat Awamir o-Nawahi). H Sharfuddin denounces those who think that when the traveller reaches the stage of 'Haqiqat' and becomes an

[illegible] and a part [illegible] were called him a [illegible] had disappeared [illegible] had appeared [illegible] that is [illegible] were these facts were proved against them [illegible] to be punished with [illegible] error does not refer to their execution [illegible] it seems that the [illegible] was missed by the [illegible] Muslim clergy we are told by Ghulam Shah [illegible] the great Saint of Bihar heard of this he sent [illegible] and ordered that [illegible] would be sufficient [illegible] the trial of such [illegible] Shah was [illegible] and prosperous The [illegible] writers [illegible] by repetition that there was [illegible] the assemblage of the Sufi saints and [illegible] at once [illegible] secure [illegible] these two [illegible] Afghan people by pleading their [illegible] the assassins of Bihar Shah [illegible] the [illegible] in Delhi to their **unjust execution**

It is significant that [illegible] expressed a similar regret that [illegible] Mansur-i-Hallaj [illegible] Hallaj-i-Baghdadi [illegible], certified in Delhi [illegible] was addressed to one of these frenzied people by the great saint of Bihar Such utterances as these [illegible] of the Bihar victims [illegible] in ecstatic fits [illegible] must not be taken as models and [illegible] rashness into [illegible], it [illegible] the Pathan [illegible] followers of [illegible] A strict [illegible] the fifth letter of [illegible] was [illegible] There [illegible] certain spiritual [illegible], and the [illegible] may, but it [illegible] physical [illegible] the [illegible] of the [illegible] Light [illegible] [illegible] [illegible]

H. Sharfuddin refers frequently, and not disapprovingly, to those whose utterances cost them their lives. Referring to Khwaja Junaid Baghdadi he says "The expressions which might lead to his execution did not emanate from him and that he was the more acceptable leader of the people of the 'Path' than others. He was a man of 'Sahw' (sobriety as distinguished from 'Sukr' (ecstatic condition). Although thousands and thousands of extra sensory things occurred to him he did not give expression to them. He would supported Hussain Mansur Hallaj because he thought that his utterance 'Ana'l Haq' meant that he was realisation of the Truth, but he is said to have signed the fatwa of his execution [illegible] out of regard for the 'Shariat'. He said "Mansur and I are one and the same" but madness has saved me and reason has ruined him". Sharfuddin considered Mansur as one of those who could not obtain the truth that dawned upon people like him. He frequently quotes from the letters and the Tamhidat of Ain-ul-quzat and he says that his observations help me in solving many of the difficult problems. But one should discover and comprehend the expressions and the meanings in accordance with the rules and principles laid down by these people. Otherwise it is not proper to speak out about certain of their expressions which apparently do not suit the rules of the faith. He was burnt to death for such expressions".

A much more interesting case for us is that of two Bihari counterparts of Mansur Hallaj and Abu Ali Qalandar, Maulana Mazhar Jan-i-Janan, the leading light of the 'Ishraqiin' of the Naqshbandiya Sufis, who was executed in 1781 A.D. Shah Abdul Haq Fareki and Ahmad Bihari, according to Tazkirat-ul-Ulama of Maulana Abdul Hayy, went from Bihar to Delhi and were condemned to death by the orders of Nawab Najaf Khan, at the instance of the orthodox Ulama there for what was considered to be their strange and ecstatic mystic utterances about God. The actual words for which Shah Abdul Haq Farakh was condemned to death by Najaf Khan's diwan, Khalilullah Khan, are not known. They appeared in his Diwan, which he wrote in ecstasy or madness. These mystics, it is said, spoke freely or madly when they were in the state of Divine ecstasy (which was denied to the capacity to understand them). Shah Abdul Haq refers in his 'Tuhfah' to the Chief of a sect who were the proponents of atheism and having left all restraints and modesty he dwelt in

with those of the Sufi thinkers who are known as Shaikh. But in their interpretation of the way it is found they try to make their system amenable to the strictest standard of the Sharia as their doctrine of the identity of the Being is not necessarily the same as that of the other exponents and to justify their stress with unqualified fatalism would be utterly unreasonable. According to Shaikh Ibn Arabi the term 'Haqiqat' spiritual realities is the real essence, the Immanent, in the Being to whom the terms of all theories but he says that whatever the slave matter of 'Ilm' knowledge or 'Shuhud' spiritual vision the slave remains a slave and the Lord of the reality of the world is the Lord the many call what the create' but the pantheistic world are the slaves. A man lies at best in self effacement and by that means his identity with God but complete detachment from everything other than God and yet it is who alone exists in his eyes. He tries in vain to himself to live in of there is no question of physical absorption. Identification or reappearance and reincarnation. Indeed the Bohar. Sufis were all strictly orthodox Sunni Muslims the Quran and the Sunna (Traditions of the Prophet's words and deeds were accepted by them as divine rules of faith and practice. They stood for a scrupulous faithful adherence to belief in the transcendentality of God who as a personality endowed with qualities and they recognised evils and sins as positive facts and all were to be accountable for their deeds, or misdeeds on the **Judgement Day.**

Paradoxical as this attitude may appear to many who can neither understand nor appreciate their stand one thing should not be overlooked that they were more mystic Muslims than philosophers and poets, dealing with [illegible] always exerted to find justification for their acts in the Quran and the Prophetic Traditions and to give their interpretations of such evil doings precedence Kuntum Nawa Maakum wherever you are God is with you, Huwa Khaliqo kulio shaiin He is the creator of everything. It is doubtful how far they have been consistent or have been successful in bringing the theory of Absolute unity in strict harmony with that of duality wherein the creator is not identical with the creation

Him" (Rama as Ust)

Attar, Rumi and Ain-ul-Quzzat

secrets of the Reality and knowledge of His Oneness and
prominent words about love and friendship and his
most famous works on 'Tawhid' [illegible] or
to be further, the secrets of the Oneness, Unity and
knowledge of the Divine Secrets as revealed by the
Prophets and Messengers of God like [illegible] and
Muhammad [illegible]. The Arabic letter
[illegible] was [illegible] by Ibn Arabi as
[illegible] Reality [illegible] Divine Love in India
and [illegible] the Persian [illegible] Mir Dard
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

commentary. In persian of his father's Arabic Risala [illegible] son and successor Ahmad Akhar-i Daryai d. 8[illegible], who was an expert saint and a good scholar and a poet with a small Diwan to his credit. He is more well known because of his very valuable Malfuz, Munis-ul-Qulub which contains a mine of information about the Chishti Saints of the Firdausia order. This Malfuz supplements the earliest works such as Manaqib-ul-Asfia, Malfuz-i Maulana Wajih and Risalai Kalmat Bihar and it amplifies the references in them and gives additional information of historical and cultural value.

The writings of these Sufi Saints of Bihar show that the work [illegible] is acquainted with the works of Muslim theologists, not only of Sufism but those of other sections of the Muslims. Sufistic theosophy had already reached its highest point before its introduction in Bihar in the 13th century. [illegible] Maner made use to its worth, of what his great predecessors had written and said on the subject of Sufism, mystic sm and quoted them in support of his own contentions. Sometimes he has freedom with the text and gives extracts from the works of such authors as Khawaja Abdul Khaliq Ghujdawani, Shaikh Najmuddin Kubra, Shaikh Shahabuddin Suhrawardi, Shaikh Ruzbihan Baqli, Shaikh Abu Said Tabrezi, Maulana Jalaluddin Rumi, Shaikh Farid Shakarganj, Shaikh Nizamuddin Auliya, Amir Khusrau, Shaikh Sharfuddin Yahya Maneri and others. Besides these he has also referred to the works of Shaikh Abu Hamid Muhammad Ghazali, Shaikh Muhiuddin Ibn-i-Arabi and his commentator Abdurrazzaq Kashani, Shaikh Abdul Haq Muhaddis Dehlavi, Shaikh Ahmad Sirhindi Mujaddid Alf Sani, Shaikh Abdul Aziz Dabbagh, Shaikh Ismail Bukhari, Shaikh Abdul Wahab Sharani, Shaikh Ali Hujwiri, Shaikh Abdul Qadir Jilani, Shaikh Shahabuddin Umar Suhrawardi, Shaikh Najmuddin Kubra

[illegible]

782=January, 4, 1381.

Suhrawardi, the uncle of the
Suhrawardi, who died in 563=1167 and

logician, Qazi Ghulam Yahya of Sarh.

Of the Balkhi Saints who

on whom the mantle of the great

sometimes named a Maktabat [illegible] said. [illegible] copy of the [illegible] additions [illegible] it is Muhammad [illegible] copy of this [illegible] the district [illegible] letters on [illegible] said and [illegible] letters in it [illegible] are the [illegible] national letter [illegible] Muhammad [illegible] fourth chief [illegible] Mustafa Rasul [illegible] cataloguer of [illegible] other sets of [illegible] other to [illegible] by Mahdi [illegible] have [illegible] Saint of Bihar.

As [illegible] really an [illegible] supplement to the [illegible] Asim Bair [illegible] between 1 [illegible] known. [illegible] contains [illegible] interest [illegible] the 11-course [illegible] compiled [illegible] Mumi which [illegible] compared by [illegible] compiler of [illegible] [illegible] verified by the [illegible] Sahrai Mu[illegible] in the period [illegible] other. [illegible] Arabi with Mu[illegible] of Al Mujtaba [illegible] Bihar. [illegible] things that Mu[illegible] historical [illegible] other [illegible] Mirat ul Mu[illegible]

persuaded to stay there permanently. Friends [illegible] and your association with them [illegible] to be instructed in this [illegible] of them about this, we trust that [illegible] pen and paper to [illegible] his angel [illegible] letters. [illegible] of his discourses, they were [illegible] of his Maktubat and Malfuzat.

[illegible]

[illegible]

devotees.

[illegible] town and he was also at last

proved so far to be futile.

Sharioddin Ishwama
then on his way f
the

Owing to his excessiv
spiritual practices

but accepted as his S

over to him his written instruction
to his home with his elder broth

not to show his letters to any stranger to others and
[illegible] it did not happen of these letters to the Shaikh
Shahabu'd-Din Mawlana [illegible] reverence to me if
any one sees the letter [illegible] reason the
[illegible] comprehend
the [illegible] matters of letters
[illegible] write to his greatest
[illegible] Maulana Mawlana for the
[illegible] letter [illegible] to [illegible] with [illegible] those which
[illegible] were
[illegible] letter and put under the name of Maktubat
[illegible] there are a few such letters also in
the Maktubat of the Maulana.

The impression [illegible] to make the abstruse
[illegible] assertions of [illegible] to the point especially
[illegible] creator [illegible] was [illegible] predestination, [illegible] that
[illegible] things which might [illegible] for a
student of history were [illegible] manuscripts and kept
out [illegible] the public till they were lost forever

A sure indication of the loss of such precious
records is available in what we find in one of the 10
letters which the [illegible] saint Maulana
Mawlana wrote to people, to that of Sultan
[illegible] Shah [illegible] Nagori. A part of these
letters [illegible] you or to what is [illegible] Sultan
may be pertaining [illegible] to show my
letters to [illegible] that you write my words
[illegible] yet [illegible] one
[illegible] expect [illegible] my [illegible] on
[illegible] and [illegible] [illegible] Sultan
[illegible] the [illegible] [illegible] the
[illegible] Mawlana [illegible] [illegible] you
[illegible] write [illegible] in my
[illegible] me with the [illegible] should overthrow heresy and
[illegible] [illegible] law, and you
[illegible] [illegible] the Zakat (a
[illegible] [illegible] property [illegible] in charity
[illegible] [illegible] the [illegible]
[illegible] [illegible] to [illegible] fear of God,
[illegible] [illegible] piety [illegible]. and [illegible] for God's
[illegible] [illegible] had always noticed
[illegible] Shaikh [illegible] within may God
sanctify his [illegible] and this [illegible] in

was not visited by the celebrities of the times and which did not become the home of the saints of the Suhrawardia order. Many of them have gone under the dust there while the descendants and followers of other eminent saints are still alive.

Though some of the great saints of Bihar specially of the Chishti order were a gift of Bengal and the greatest of the Bihar saints cooperated his education at Lakhnauti in Bengal as has been referred to above. Bengal appears to have forgotten about most of its Muslim saints their religious activities, works and traditions and even their names. But things are a little different in Bihar. Here its great Sufi and numerous saints still attract a large mass of people and some contemporary works by and about the Chishti and Suhrawardi saints are still available. The name of Shaikh Sharfuddin Maneri as a household word in Bihar and of his numerous works and those of his Bihar successors some have been printed while others though still in manuscript are well known. Much has been written about his family life, ancestry, austerities, piety, learning and works and one of the best and largely used work on the subject, Sirat-e-Sharfi is in Urdu. It would suffice to refer here to the earliest historical notices of Sharfuddin as is found in Mir'at-i-Masudi better known is the Mirat-ul-Masarrat a Masnavi of Mir Sayyid Abdul Wahid one of his disciples who died two years after him in 741/1340. A small Risala is ascribed to another disciple Bahram Bihari Masnavi-i-Ahadis by Makhdum Fakhr Shaikh of Shaikhpura Monghyr the youngest cousin and disciple of the great saint is a very valuable work and one of the earliest sources for the history of the Firdausi Silsila in Bihar and elsewhere. It was written sometimes between Timur's invasion in 1398 for we are told in it about the Mughals coming to Sonbarsa and the death of Hassan Mulk Rukn-ud-Din in Rabi-ul-Awwal 801/1398 the latter plays for his long role Sultan-ul-Masha'ikh Ma'dan-ul-Ilm Ghaus-ul-Haq Qutb-ul-Wasil and all which covers the benefit of his long life.

Our saintly authors did not write anything about themselves. Not even they did not like their mystical writings to be read by all and sundry. Makhdum Sharfuddin Yahya himself strongly enjoined upon one of his disciples Shaikh Ziauddin (d. 767

of shifting population.

saints of Bengal.

rest at Sonargaon. The father of H.

special importance in Bihar. It deserves a separate notice in the second lecture.

II

From the first lecture which besides some general observations on the subject of Sufism and Sufis contained a brief account of the advent and progress of Islamic culture in some of the early medieval periods it may have been recollected that of the two orders of Khanwadahs those of the highest repute were represented in Bihar and its environs in the latter, Suhrawardi and Firdausi part of Islam in different areas of the province. There was no difference of the principles and tenets of the orders to be sure there was no bar to people of the two orders performing Khanqah and initiation' Bai'at from the saints of the other orders. They differed from each other in name sometimes in respect of garb or dress particularly about the rules and methods of meditation (Zikr recitation (Azkar) and their attitude towards Zikr audition (Sama) and vocal music. The Suhrawardi called Makhtab or Madrasah mode or conduct rather than an order. Khanwadahs were closely connected with the Firdausia or Suhrawardia but unlike them and the Chishtia and like the Naqshbandia and even the Qadria, they rejected Sama (Music and Singing). The Shutaria and also the Madaria and Qalandria which at one time occupied important position in Bihar have now sunk into the background. The Naqshbandia did not strike any roots in Bihar at any times in Bihar. The oldest and the most widely dispersed were the riders of the Suhrawardia and Firdausia and though they still hold the field as the oldest in many parts they were all eclipsed by the Chishtia order. In fact owing to the tower ng personalities of Sharfuddin Yahya Maneri and of Alauddin Sabzposh the Qalandri saints, the Firdausia order in Bihar held a position of special prominence. Of the saints of this Silsila' which was in fact a part of the great Suhrawardia order in fact owed to its existence and what is more important of us they have left behind a valuable treasure in the form of Maktubat Malfuzat Sayar Awrads and other mystical tracts from which we learn some part of their beliefs practices and methods and also something that is of more than historical value as to their lives and works in their exposition of Sufistic doctrines

saying of the saint who disliked publicity and preferred selfless work in silence. He would not allow his followers to become complaining and decided to shift to another place for preaching his faith among the wild tribes. To the simple-minded Kewala who had become a convert and was named Siddiq and who had expressed surprise at the fact that the great saint Makhdum Yaqub in an unfamiliar land, intended to stay here I must go. This is not the only instance nor the earliest specimen of architecture in Bihar as we will see in the third lecture but the simplicity and characteristically Bihari pronunciation of 'Idgah' for Yadgar and Layqo for naqt but attract one's attention. A grandson of this great saint the author of Fatawa-i-Masudia had allowed himself to be appointed Mufti of Bihar under Akbar as is evident from a signed document, the seal among others of Qazi Yaqut of the 'Sadr'. An important Sufi saint of Rajgir Bihar was Muzla Raja Bihari, a disciple of celebrated Lahori saint Miyan Mir, the spiritual guide of Prince Dara Shikoh (d. 1045 A.H.) who predicted the future greatness and Vizirship of the famous Sadullah Khan the Prime Minister of Shahjahan. Another great but later Sufi saint of all-Bihar importance was Diwan Syed Muhammad Jafar Bindpuri of Barh whose father was also a saintly personage. The Diwan died on 6-1694 and has left behind some works.

The Madaria order was also strong in Bihar at one time. Perhaps the greatest of the four disciples of M. Badiuddin Madar, sometime a teacher of Husain Muiz Barkhi at Zafarabad, Jaunpur, whose mausoleum at Makanpur is still an object of veneration of both Hindus and Muslims was the extremely popular and ecstatic personage of Bihar called Murmuri known as Amar Jati Yati. He lies buried at Bihar within a domed mausoleum built in A.H. 963 by Qazi Madari of Darbhanga. Shah Kabir Fawara who lies buried in Bihar Sharif was also a famous pir of M. Shah Mahaudin Nasir of Makanpur. The Madaria fraternity who performed their devotion every year in a peculiar indian way by walking on fire have disappeared. Abdul Haqdus Gangohi of the 15th century writes about his 'Pir' Abdul Haque of Rudauli that the latter met some 'Majdhubans' in Bihar while he was on his way to and from Pandua, Bengal. Such distracted bare headed religious zealots, often referred to in early literature are not found now. As regards the Firdausia order in view of its

Bihar 'town Sarar Pirzada et Among the most important and direct disciples in Bihar of Abdur Rashid were Maulana Syed Muhammad Bihar Shariatavad Patna, Mir Syed Nur Shaikh Shaikh Idris Sultan of Manar Maulana Muinuddi of Maner Maulana Shaikh Muhammad Yusuf Maner Shaikh Ismail Sarai Sarai Mir Syed Sa dullah alias Mir Madar, Rajpur Sarai

As regards the Sarai order which was introduced in Bihar in Empirical later times it is very strong with its chief centre at Sarai Sarai the saints were Shaikh Ma who lived in Maner Sharif in Patna district and Sarai Jalalia where Shaikh Ismail lived in the Sarai area of the town He was a Sarai Shaikh died in Bihar in his place Sadhaura where he died but was buried at his own place Sadhaura where he died but was buried at his own and the first Sarai started per Sarai Sarai a contemporary Sarai Sarai Empirical Sarai Sarai Sarai Sarai Aurangzeb subdivision Sarai was Syed Sarai of Amber Gaya District Sarai Sarai Sarai Sarai

[illegible] (Faizabad, U.P).

There was a strong [illegible] this [illegible] of Bihar with those [illegible] Abdul Malik [illegible] the father-in-law of [illegible] the ancestors of the Qamaria saints of the [illegible] already referred to, was the spiritual [illegible] Muhammad Isa Taj Siddiqui at Jaunpur [illegible] settled there ever since [illegible] Sabuddin. Binati or [illegible] was not only the spiritual [illegible] Nazluddin [illegible] but the inspirer of a large number of the Bihar Qadiria Madaria and Qadria saints of Bihar. Hazrat Taj al-Fuqra also Syed Zarif Sarur, the father-in-law of the celebrated Shah Ala Sattari of Maner, [illegible] Hazrat Shah [illegible] Malik al-Ulama [illegible] Muhammad Mahmud, was [illegible] Saint of Sarang [illegible] Maner [illegible] Saint Khawaja [illegible] Bihar [illegible] Shah Ala [illegible] specially in Maner.

end of the 17th century.

of the most reverenced
Tawalla Bukhsh Chishti
which has a mosque
710. was the son o
Famous Nur Outb Alam of Pandua (d

Ahmad and the latter's sister's son Syed Muzaffar
called Makhdum Shaikh and is martyrs for the faith at
Ajodhya (now Ayodhya) where their mazar, known as
the Jafri Gate of the mosque, is situated at the
entrance of Sarai Sarai to the south-east of Singrauli
Fort. Legend has it that a drop of sweat from the
face of Syed Muzaffar caused the water of the nearby spring of Mansarovar
to become brackish and the well dug by Shaikh Ahmad to sanctify the water
kept sweet. Makhdum Shaikh Ahmad was the author of a book, Tarikh-i-Mas'udi,
the manuscript of which, written in Persian verse, was discovered in the
Sarai Sarai Fort in the year 1911. The book is a history of the Ghaznavid
dynasty and is known to have been already published in Persian in Iran.
Tombs and shrines of many saints of the present Faizabad district, dating
from the 13th century, were destroyed during the Sepoy Mutiny of 1857 while
preaching their faith such as Shaikh Ahmad Nasir, Shaikh Abdul Aziz and
Shaikh Bahar at Sahet Mahet in Gonda district, Chandan Shahid at Bahraich
village Barabanki and Shah Jamal Wali of Sasaram also belonged to the Chistia order.

Only a few of the very large number of early Muslim saints of Jaunpur are mentioned here. The earliest were Syed Ishaq Tirmizi and Syed Haidar of Dilapur, the disciples of Qutbuddin Bakhtiyar Kaki of Ajodhya. Maulana Mahmud Gawan, a disciple of Hazrat Maulana Shaikh Muhammad Ansari Makhdum Adam Sahib Shakarganj of Pakpattan, Makhdum Ahmad Sahib Ashraf Samnani of Kichhauchha (1187-1257 A.D.), Syed Muhammad Ashraf Jahangir Kichhauchhavi (1257-1358 A.D.), Syed Ibrahim Firishta (1326-1329), a son-in-law of Shaikh Ibrahim Farid Shakarganj of Pakpattan, descendants of Makhdum Jahaniyan Jahangasht of Uch, Shaikh Ahmad Abdul Haq Rudauli (1336-1433 A.D.), Shaikh Muhammad Ghaus Gwaliori (1500-1562 A.D.), Shaikh Muhammad Arif Rudauli (1500-1582 A.D.), Shaikh Muhammad Fazil Rudauli (1500-1582 A.D.), Shaikh Muhammad Yahya Rudauli (1500-1582 A.D.), Shaikh Muhammad Ali Rudauli (1500-1582 A.D.), Shaikh Muhammad Ibrahim Rudauli (1500-1582 A.D.), Shaikh Muhammad Ismail Rudauli (1500-1582 A.D.), Shaikh Muhammad Yusuf Rudauli (1500-1582 A.D.), Shaikh Muhammad Zakariya Rudauli (1500-1582 A.D.), Shaikh Muhammad Abdul Qadir Rudauli (1500-1582 A.D.), Shaikh Muhammad Abdul Rahman Rudauli (1500-1582 A.D.), Shaikh Muhammad Abdul Aziz Rudauli (1500-1582 A.D.), Shaikh Muhammad Abdul Karim Rudauli (1500-1582 A.D.), Shaikh Muhammad Abdul Latif Rudauli (1500-1582 A.D.), Shaikh Muhammad Abdul Majid Rudauli (1500-1582 A.D.), Shaikh Muhammad Abdul Qayyum Rudauli (1500-1582 A.D.), Shaikh Muhammad Abdul Rashid Rudauli (1500-1582 A.D.), Shaikh Muhammad Abdul Wahid Rudauli (1500-1582 A.D.), Shaikh Muhammad Abdul Zahir

Anfia and Mirat-ul-Asrar was a

690.

Sulaiman of Mahaun to the famous
of Mahaun referred to
who writes on the
Amanullah of
guide of the
the warrior saint Syed Mawud,
the father of Syed
tari Saint
tells us how Firuz Shah
expedition to Bengal,
Chiraposh and

buried at Bihar Sharif.

The famous Suhrawardi saint Shaikh Jalal

Bihar produced

The tomb of Makhdum Yahya
Dargah at Maner as dis
mausoleum of Shaikh.

Sarmarst of Tankd.

Ismail and Abdul Aziz [illegible] in the work [illegible] in both south and north [illegible] they did not hinder themselves but the [illegible] and the administration which [illegible] to the Turks and [illegible] for its members [illegible] these were the [illegible] [illegible] [illegible] except [illegible] the [illegible] [illegible] [illegible]

Jerusalem leaving behind his three sons, Israel

monastries [illegible] Kantapuri and Vikramshila [illegible] significant only because it refers to the Muslim [illegible] settlers and [illegible] were helped Nawbihar Phalla. More reliable would have been to evidence the Persian Arabic text or Taranatha or Chag-lo-tsa-ba who started for Magadha [illegible] about fifty [illegible] and stayed at Nalanda [illegible] for about 3 years [illegible] that time [illegible] visited and damaged scholastic institutions and [illegible] was still continued in 1237 A.D. [illegible], but he does not [illegible] circumstantial anything [illegible] to attribute [illegible] to the Muslims at the time of Bakhtiyar or prior to it.

[illegible] is some historical evidence however, about the [illegible] in Orissa and their raids [illegible] Varanasi. The story [illegible] to Tabaqat-i-Nasiri [illegible] to deal with [illegible] Muslim [illegible] Orissa [illegible] Muslim [illegible] of [illegible], [illegible] visit to the [illegible] Sultan Mahmud Masud [illegible] several [illegible] raids far into eastern [illegible] and was resisted by Raja [illegible] Kalinjar [illegible] Gwalior [illegible] and was [illegible] Varanasi at Bahraich [illegible] appears to have [illegible] some truth in it. The [illegible] of Salar Masud at Bahraich was visited by Sultan Muhammad Tughlaq and Firuz Shah of Delhi and [illegible] to [illegible] in the 14th century and he was [illegible] by the celebrated [illegible] writer [illegible] Shaikh Abdul Quddus Gangohi. The popular [illegible] tomb [illegible] was associated with [illegible] but it was [illegible] Nasir by the [illegible] the [illegible] of which [illegible] was trampling by boat in [illegible] Sikandar Lodi tried [illegible] visit [illegible] that [illegible] the [illegible] and [illegible] of Hindu [illegible] [illegible] [illegible] set of merchants [illegible] [illegible] applied [illegible] with [illegible] [illegible] [illegible] practices [illegible] [illegible] It [illegible] that the [illegible] [illegible] [illegible] mixed [illegible] [illegible] [illegible] general [illegible] [illegible] [illegible]

satpat path. They firmly and sincerely believed in the religion that was revealed through [illegible] Muhammad the last of the [illegible] and the legends & precepts, and the sect that has [illegible] freed and purified from the [illegible] that has crept in the original true religion [illegible] the course of the last centuries, the holiest and the most pertinent material truth, and are well worth [illegible] for the essential salvation for [illegible] the Sufis left their homes and relations [illegible] and [illegible] penetrated [illegible] remote regions [illegible] where [illegible] to [illegible] in [illegible] [illegible] to pay [illegible] their [illegible] [illegible] prompted by a desire to [illegible] [illegible] imbued with the democratic spirit of Islam and practising [illegible] the [illegible] of the faith, [illegible] in creating a congenial atmosphere for [illegible] and which was [illegible] by political [illegible] and was divided by sharp distinctions between caste and [illegible] people the latter being, despite their overwhelming numbers despised and condemned by the former.

The history of Islam in eastern India before its final conquest by the Turks has yet to be reconstructed. There is practically no reliable contemporary evidence at present except what little we find in the Muslim literature of the 14th and the 15th centuries, but persistent local traditions recorded in some later chronicles cannot be easily and summarily dismissed. That the advent of Islam in eastern India must have been [illegible] Muhammad bin Bakhtiyar Khalji is evident from the account of Minhaj and [illegible] is attested by the Munger inscription of the [illegible] Kumaradevi, [illegible] and [illegible] [illegible] granted to a Brahman [illegible] Mandara, Munger, [illegible] 1193 A.D. or 1226 A.D. While [illegible] it refers among other things to [illegible] the Turk [illegible] [illegible] Tibetan [illegible], would [illegible] to [illegible] that a portion of the Turushka [illegible] [illegible] the west came to Magadha before its conquest by Muhammad Bin Bakhtiyar. The vague and [illegible] statement that Chandra, King of the Vangas, [illegible] entered into alliance with a number of Turushka kings in Bengal [illegible] and other places and conquered [illegible] the kingdom of Magadha, exterminated the priests and destroyed the

chief orders Chistia Suhrawardia Qadiria Firdausia, Shattaria etc they were all strictly orthodox Ba- shar with law and not Be Shar without law We, followed the Quran and the Sunnat traditions accepted all the essential principles of Islam denounced all innovations in the sphere of doctrine as Bid'at Heresy, insisted upon strict adherence to or observance of the obligatory duties of their faith even attempted to reconcile religion with philo- and tried to explain or [illegible] that was antagonistic to the fundamental principles of Islam They did not stand in the way of those who had [illegible] came to [illegible] earliest [illegible] a state [illegible] and the [illegible] said [illegible] monastic [illegible] Indeed, [illegible] the first [illegible] which was followed by others.

The Sufis [illegible] elsewhere were different from the [illegible] the [illegible] the clergy [illegible] the letter but went to the spirit [illegible] the [illegible] and said that [illegible] the Quran [illegible] terial [illegible] rendered service to [illegible] responsibilities [illegible] to [illegible] association [illegible] put aside their worldliness [illegible] respectable to all 'respectable' [illegible] and they were free from [illegible] and [illegible] of [illegible] [illegible] and [illegible] [illegible] [illegible]

was the first to get the name 'Sufi' in
Even a little earlier than him flourished the
Hasan-al-Basri (D. 11H=728), and it is

Even those who are not inclined, like many
Christian or Jewish writers to ascribe
it difficult for themselves to accept any
of the mystical movement in Islam. One
ard their sober view that Sufism being
, it may be said to owe its origin
to various factors, internal and

Be that what it may, certain it is that the lives
the early Sufi
show that whether they belong

suggest the influence of oriental cults.

There is no dearth of those who question the ground that definite and adequate h

ideas Christian asceticism and monasticism, and Zoroastrian beliefs and Indian or Buddhist Hindu principles, practices and influences. Sc Massignon Clarke, etc hold that Sufism is Islam itself, that Hazrat Muhammad was a met mystic and that the foundations of Sufism sought in the Quranic words which lend themse mystical and spiritual interpretations. The ter mystical life which is not confined to this people was not lacking in Arabian Islam of the two centuries Considering the universality distance, time and tradition, there is surprising if common notions are found to run in the minds of the different peoples. Simila

with a

A state of things soon assumed

but the cold formalism

that the seeds of Sufism

was furin

thoughts, experiences and action and there is not impr bable if Sufism is Indian e vironment t k on a nallistic or Hindustic te or colour ve reco t take it that Sufism in Gita or e s be e was merely a Muslim version of Vedartism or Yoga Bhakti or Buddhistic system.

There are different theories about the origin Sufism and scholars differ in assessing the ext of the various extra non-Islamic elements in its making Some of them as has been pointed out by scholars like A Arberry are mutually contradictory Points of contact between Christianity and Sufism have been noted It has been suggested that the earlier Arabian type of Sufism was Quietism and Asceticism which was influenced by Christian monasticism The earliest Sufi is said to be like Indu ascetics and hermits But it is also said that the Muslim conception of Allah with His Majesty Awe and Vengeance overs adow the attributes of Mercy and Love In the Islamic idea of God and Satan the Zarathrushtrian conception of dualism and belief in the perpetual conflict between good and evil light and darkness has been discovered. But in Islam good and evil are two separate things and not two phases of Godhead Sharafuddin Ahmad Maneri has shown how a woman silenced an exponent of the theory of Ahraman and Yazdan and he opined that one woman who is a gnosis is thousand times superior to an Abid or Zahid who is ignorant and is not gnostic.

Some have described Sufism as an Iranian reaction to the Arabian faith E.H Palmer has tried to show that Sufism is really the development of the primeval religions of the Aryan races Those who believed in the Aryan reaction theory say that anti-Semetic reaction took two forms Persian and Indian Browne says that there is no historical proof that India had any direct influence on early Sufism But the Persian theory which refers to the introduction of pantheistic element in Islam also can not explain the whole situation. Some of the early Sufis were not of Persian nationality and some of the pioneers of Islamic mysticism were Arabs and natives of Syria and Egypt and Iraq Then there are the advocates of the Christian theory which is said to explain the origin of Sufism more adequately than other theories But as the Egyptian Dhu'l Nun who reinterpreted the philosophy of Plato and

parda i tabis ra. [illegible] Dar nazar tar, e na manad ajam o iblis ra. But these are taken to be exceptions and they are interpreted to mean that everything has its being in Him who alone exists. Man exists with the existence of God and he can not become God and God never becomes man. The unity preached by a good Sufi is the unity of the personality of God is an object of worship and is not an abstract unity as Muslim conception is unlike the Hindu theory of Maya which treats all diversity as illusion. The Sufi does not believe like the Vedantist that the 'Jiva' is absolutely identical with the 'Brahma' and that liberation means the realization of his self with the Brahman by the removal of illusion or Maya. According to him the relation between the two is reality. A Jiva and the manifested many would be both. A 'Jiva' al Thabita or entities fixed in knowledge is not identity but of 'otherness' even as ideas of God the thing or 'Shay' are not identical with the essence of that thing. The Sufi's God unlike the 'Nirguna' or attributeless entity Para Brahman is very much Saguna' or possessed of attributes. He is ever alive (Awal Hayy). He is self sustaining (Awal Qayyum). He is Merciful Kareem (Compassionate Karim) Rahman Rahim Rauf. He is the Lover and the Lover. They, like Ajwiri the author of Kashful Mahjub written in India in the 11th century describe Him as the 'Discovery of the way to God'. Sufism means effacement of one's desires in the will of God. While Nirvana is purely negative Fana is accompanied by 'Baqa' or everlasting life in God and the Sufi says that we must lose ourselves in God self diffusion. Its [illegible] or identification with or incarnation and [illegible] or transmigration are foreign to the teachings of the Sufis. Ruzbihan's conception is 'Irtiqa' or evolution rather than 'Tanasukh' or metempsychosis. The theory of Ittihad or Ittihat is quite different from that of Hulul or Kuli writes I does is [illegible] as a part. I find is a [illegible] I fear to become less by [illegible] man who should I fear to become less by [illegible] per [illegible] become what [illegible] except [illegible] then become [illegible] But we claim [illegible] is far the [illegible] comparative [illegible] though it would [illegible] the possibility of cultural [illegible] and permeation of Iranian ideas in their

The Buddhistic [illegible] is said to be practically the same as the Sufistic doctrine of Fana, or self effacement which first expanded was the object [illegible] Bastami, a founder of a [illegible] Sufi [illegible] Abu Ali Sindhi. The [illegible] pt to the world of phenomena [illegible] Sufism [illegible] the latter is said to be [illegible] mark a tendency to the [illegible] on the [illegible] d to [illegible] from the Mat nav, [illegible] attai [illegible] I [illegible] wit [illegible] ye wh [illegible] in this [illegible] from Bir [illegible] t [illegible] and [illegible] the dutma [illegible] trared [illegible] of [illegible] to [illegible] the [illegible] tes of [illegible] heat.tic, [illegible] t Spiritu [illegible] Sufism [illegible] has [illegible] Sufism, [illegible] Asar. The [illegible] words of the [illegible] is [illegible] Sapta [illegible] and [illegible] found between [illegible] 'Arat' [illegible] or 'Tat [illegible] The [illegible] teachers [illegible] and [illegible] is [illegible] taken to be [illegible] and [illegible] of the [illegible] and [illegible] to [illegible] more important [illegible] the [illegible] Musalmans than elsewhere.

A careful [illegible] the works of the early Sufis of Bihar which we [illegible] the next lecture will show that [illegible] the 'wahdat' rather than the [illegible] Sufism their creed being [illegible] and not 'wahdat' [illegible] Their idea of unity is not exactly the same as that of the pantheistic [illegible] but certain sayings and utterances of Hallaj and [illegible] have taken by them as the model. In a [illegible] the Bihar Saint Shah Husain [illegible] would utter a 'dam e ilahi arad sajla i pesh i [illegible] ain,yar man az rukh barku shavam

dar -yake been,khuda i dar ... t ... t ... din kufr ri akrats d.ta... ir ... kufr ... ar i ba jastat ... ... kiram,dirun ... akrun hat ... kufr jumla yake ... khud wand ashnast ... Muslim Jilsi. ... Sufi who stayed ... Indian ... aptly put the attitude of the Sufis in their khirqat and Divan respectively Bidhna ke mare ... tete ... rowar jete (sufis are the ways of ... and they are as numerous as the stars ... the sky ... the ... on the ... allah ... kufr ... ilahi ha y kha nikalad,kiwab yak khwab ... Ast amma mukhtalif ... (All talks about faith and infidelity at last ... on one point Dream is one but its interpretations are many).

The Sufi ... his fervent love of ... and devotion to the ... Eternal Reality ...mmanent in all things and ... transcending ... nation and race, with his ... in the ... existence ... life in pursuit of ... with ... aims of ... self-suppression control and ... ation ... breath ... repetition of divine Names and with his trained intellect ... singing, dancing and music, ... flourish, ... thrive in India ... out of the ... Shakti more than ... of its points of resemblances between ... systems and ... Sufism have led astray ... people who are inclined to father the one on the other ... some have gone so far as to think that Sufism owes its origin mainly to the schools of Indian ... philosophy ... while ... superficial conceptions are ... out and striking points of contrast between ... Islam ... are emphasized upon ... those who ... the ... utterance of Hazrat Mansur Hallaj ... ... 'I am the Truth', ...

etc are the virtues [illegible] restraint and [illegible] withdraws from the world [illegible] pure and [illegible] Sufi [illegible] Muslim [illegible] respect [illegible] Sufi [illegible] restraint [illegible] life [illegible] Sufi [illegible] ecstatic movements [illegible]

Love, fiber [illegible] eclecticism [illegible] Sufism [illegible] as the [illegible] represents [illegible] for truth and [illegible] all the [illegible] the [illegible] essentially true. The [illegible] from a variety of names [illegible] reveals himself [illegible] magnificient [illegible] Sufis that the ways [illegible] The celebrated [illegible] Nizamuddin Auliya [illegible] own way, its own faith, [illegible] prayer [illegible] 14th century Sufi [illegible] Suhrawardi order [illegible] many verses which [illegible] all schools of thought and all creeds and the importance of love for the mystics. In one of his mystic [illegible] munazzah ze kufr o dir dilam I saw love as one and the true guide. I found it free from [illegible] and infidelity

Ishq shud rahbar i hama dilha, Isq, ba kufr -din qareen didam I love has served as the guide in all religions I saw love reconciling to infidelity and faith . Elsewhere he says Dar mazhab i ma dui na gunjad,ma jumla jahan yake shumarem There is no room for duality in our religion,we take the totality of the world as one , he is more explicit . [illegible]

(Bilar ...as "Maujud lur Az Wujud e Ma Neest,Dar Hareke Neyat Nunazm Maram ...ar ...tre Bingari Ze Darya Dirk ...r ...ars Neest Ma vand ...ot ... exists except ...r existence ...e ...r things ...o ...r at we will ...find ...urselves ... every ...p ... ...s ... in the river ...knew ...hat ...t is we and not ...t ...p ...us in Ma' Bakhd ...Maiche Sufat ...Ast ...tand Ast we In ...Hama ...allah ... Asma ...mal ...we ...hat ...ust Although there ...s ...multiplicity ...forms,yet the reality of these forms is inherent in him. The ...e Reality.)

The aim of the Sufi is to realise the one Reality ...fused ...ver the ...s ...e ...he ...siders ...man ...s ...s ...ther ...and ...himself ...a ...traveller ...s ...seeker ...s ...s ...sets ...t in the quest of ...by ...s ...Mu...ar Muhammad ...the first of ...s ...t in which he must live by ...the ...the Canon Law Shariat) and ...the ...stages ...Path). The second stage is ...marked ...by ...ecstasy ...nature Malikut) which he ...s ...by ...ecstatic perception and meditation and through the ...by ...Passing through the ...by ...power ...without ...by requisitioning the ...of ...Knowledge ...Divine Mariffat ...he attains the ...by ...Reality ...Godhood which ...the stage of Lahut ...Sufi ...by ...by ...says Miyan Hashiq o-Mashuqi ...ishq ...to,ta khud ...ta ...kudi hafiz az ...bark ...Love ...Lover stand between the lover and the beloved ...you ...your ...certain Oh Hafiz! remove ...Annihilation or self ...Fana) does not ...the ...the Sufi 'wake' for it leads to eternal abiding or ...Baqa bid-fana).

The ...ufi has ...undergo a long course of austere and exacting ...disciplines prescribed by a spiritual ...guide, ...or ...Shaikh ...Pir ...Murshid to whom he must surrender ...himself completely. The rules and the ...of ...the ...are ...enunciated by the Shaikh and ...known ...the ...disciples called 'Sarid' constitute the ...way ...Tariqah ...the Sufi. He has to fight against the temptations ...the flesh or carnal desires (Nafs) ...practise ...ascetical abstinence from wordly ...pleasures ...Repentance and conversion ...renunciation ...Zuhd), poverty Faqr) patience ...Sabr ...Riza ...Trust in God (Tawakkul), contentment ...humility Inkisar), charity and generosity (Jud ...Sakha), good disposition (Khulq)

religious, moral, and social precepts they practised can hardly be ignored.

The mystic saints and sufis played a very important part in shaping the character of Islamic thought in [illegible] and [illegible] Muslims to [illegible] mystics. Mysticism, asceticism and [illegible] always been among the [illegible] features of [illegible] and thought. But mysticism is not [illegible] any particular people or [illegible] It has appeared under various [illegible] and in all periods. It is the [illegible] heart rather than of mind, and the art of [illegible] finding direct intercourse with [illegible] mystic's aim is self effacement to live in the [illegible] the One Absolute Divinity. Mysticism [illegible] to Mughal the 16th century Farsi, author of Dabistan i Madhahib, written in the suburbs of Patna, [illegible] the religions and [illegible] all the nations of the world. Its adherents in India are known as Bhaktas and Sadhakas, Sufis, Pirs and Darwishes, who all form a true mystic brotherhood. Medieval India including Bihar, was dominated by the mystic religions, Bhakti in Hinduism and Islamic mysticism or Sufism. They were both overwhelmed by a sense of love of God and the quest of the soul for the ultimate Reality. Sufism does not, as the suffix 'ism' would suggest, imply a body of uniform religious doctrines dogmatic and systematized nor is it an organized sect of Islam. Mystical principles prevailed as much in the Shia's as among the Sunnis.

Sufism was a common appellation of all Muslims who wanted to attain the [illegible] get nearer to, and find unity with God through certain spiritual experiences and intuitions, exercises and not by mere observance of empty ritual and outward formalities. Supreme devotion to the One Real existence of which the whole universe was thought to be a mere manifestation made the Sufi forget the non essentials of creeds and dogmas. Abu Muhsin, a Sufi [illegible] the unitarian creed of the Quran saying there is no God but God or there is but one God, the lord of the world, and not a God of any particular nation but he also attempts to reconcile it with the pantheistic explanation which implies that there is nothing but God. The pantheistic strain is evident from such lines of the saint of Amber

of Islamic mysticism or Sufism. But during the course of [illegible] century, and it is to [illegible] the [illegible] and other manuscripts [illegible] the Maktabat al-Mahmudiyah [illegible] of the Arabic works, Part I, 'Collection of mystical [illegible] treatises of the adepts of the various Sufi orders or brotherhoods, people [illegible] the practices of particular [illegible] very little [illegible] five [illegible] with [illegible] the religious records of the Middle Ages.

[illegible] the value [illegible] mysticism [illegible] the [illegible] the [illegible] [illegible] [illegible]

It was with [illegible] that I received the invitation of the [illegible] to address the University [illegible] by [illegible] I [illegible] [illegible] [illegible]

CONTENTS

PROF.SYED HASAN ASKARI [illegible]

[illegible]

of History from 1950 to 1956.

[illegible]

He was conferred 'Honoriscausa' by [illegible]

History and Culture.

Islam and Muslims
in
Medieval Bihar

by
Prof. S. H. Askari

CONTENTS

Islam and Muslims in Medieval Bihar	: Prof.S.H.Askari	1-135
Urdu/Persian Section		
Discovery of Maulana Maudoodi's first Book : Pt.Madan Mohan Malviya - A Biography	: KBL	1
Turkish words in Urdu	: Dr. Erkan Turkmen	33
Zakir Saheb : As I saw him	: Prof.Md.Shabbir Khan	63
Zakir Saheb : Personal Reminiscences	: Dr.Syed Iqbal Husain	119
"	: Mr.Moizuddin Ahmad	130
"	: Mr.Shahabuddin Desnawi	139
"	: Prof.S.S.Ataur Rahman Ata Kakvi	149
Some rare Manuscripts in Khuda Bakhsh Library	: Dr .Atiqur Rahman	151
The missing contents of al-Quran	: Mr.S.Md.Hassan Nigrami	157
Post - Iqbal Persian poets : A rejoinder	: Mr.Rais Ahmad Nomani	160

Printer : Liberty Art Press,1528, Pataudi House, New Delhi.
Publisher : Mustafa Kemal Hashmi for Khuda Bakhsh Library, Patna (Phone : 50109, Telex : 22-430 KBL IN).
Editor : Dr. A. R. Bedar.
Annual Subscription :Rs.100/-(Inland) US 20 (Asian Countries), US 40 (Other Countries).Rs. 25/- Per Copy

Khuda Bakhsh Library

JOURNAL

Khuda Bakhsh Library
Acc. No. 58123

1989

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
Patna

Khuda Bakhsh Library

JOURNAL

50

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
PATNA